مالک ... سید ... محمد ...
این کتاب ... ماه ذی الحجه ...

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

بعونہ تعالیٰ جل شانہ و عم نوالہ کتاب نایاب و نسخہ لاجواب

رجسٹری کردہ

[illegible]

مختصر شرح قصائد بدر چاچ
۱۳۰۳ھ

مصنفہ حکیم شفیق علی خاں مدرس فارسی کالج پٹیالہ

ماہ اگست سنہ ۱۸۸۶ء

باہتمام لالہ چرنجی لال صاحب مالک مطبع لطف ہند و ہندوستانی مخزن المحاورات

در مطبع محبِ ہند واقع دہلی فیض بازار طبع شد

دیباچہ

حمد اس شہنشاہِ عالم کو جس نے ہژدہ ہزار عالم کو لفظِ کُن سے عالمِ شہود میں ظاہر کیا اور نعت جناب سرورِ کائنات کو سزاوار ہے کہ چراغ ہدایت کا گم گشتگانِ راہِ ضلالت کے واسطے روشن کیا اور شمع راہ نمائی کی سالکانِ راہِ توحید کے لئے نورانی کی۔ اور رحمت ا درود کی حضرت کی اولاد اور اصحاب کبار پر پہنچے۔ اسکے بعد سپاس اور شکریہ اس امر کا عام رعایا اور تمام برایا خصوصاً رعایا اور مخلوقات ساکن ریاستِ پٹیالہ پر لازم و واجب ہے کہ مہاراجہ صاحب دام حشمتہم و اقبالہم ذی شعور عدالت گستر اشاعتِ علوم کے شائق قدردان علم اور اہلِ علم ہیں۔ سرحضور انور کے والد ماجد مہاراجہ مہندر سنگھ بہادر سرگباشی کے عہد دولت مہد میں سررشتۂ تعلیم نے وہ فروغ پایا کہ مہندر کالج و مدارس قصباتی و دیہاتی قائم ہوئے۔ ارکانِ دولت بھی ایسے روشن ضمیر اور قدردان علم و ہنر ہیں کہ اُس زمانہ سے آجتک برابر ترقی و اشاعت علوم کی غرض سے اہلِ تالیف و تصنیف کی قدردانی ہوتی ہے۔ اِس کمترین نے جب یہ قدردانی بمشاہدۃ العین دیکھی تو خیال کیا کہ آجکل طلباء منشی عالم و منشی فاضل کو موقع اِمتحان پر دقت پڑتی ہے اِسواسطے مَیں نے چاہا کہ کتاب شرحِ بدر چاچ کی مختصر جس میں تمام اشعار مشکل کی تشریح ہو اور طوالت و درازی کلام بھی نہو اور عین موقع امتحان پر طلباء آسانی و سہولت سے دیکھکر کامیاب ہوجایا کریں زبانِ اُردو میں جو مطبوع اور پسندیدہ ہر انسان کی ہے لکھّی جاوے اور اشعار آسان اور بدیہتہ المطالب کو اگر لکھا تو طویل ہوجاویگی جیساکہ شرح عثمان خانی کہ گیارہ سو صفحوں کے قریب ہے طالب علم کو اُسکے مضامین یاد

کرنے میں دو سال صرف ہو جائیں اور کتابیں تو در کنار رہیں اِسی واسطے اشعار سہل اور
آسان کو چھوڑ دیا اور دشوار و حلِ طلب کو حل کیا۔ یہ گلہاے معانی نیاز مند نے گلشنِ کلام
اساتذہ سے جمع کئے ہیں۔ اگر اُسکے گلہاے معنی میں اعتراض رنگ و بو کا کیا جاویگا تو
حقیقت میں مجھ پر اعتراض نہوگا بلکہ اساتذہ پر ہوگا مصرع بر رسولاں بلاغ باشد و بس
اگر کوئی شخص بموجب اِسکے مَن صَنّف استہدف یعنی جس نے کچھ تصنیف کیا نشانہ ملامت کا
بنا۔ اُسکا جواب یہ ہے کہ بہار عجم ٹیکچند کی اصطلاحات کو ملاحظہ کرے اُس سے ہی میں نے
اصطلاحیں لکھی ہیں اُنسے بخوبی صحت ہو جائیگی۔ اور شروح ثقات ملاحظہ کریں۔ اگر
شروح سے میرا ترجمہ اور معنی صحیح ہوں تو صحیح ہیں ورنہ بموجب اسکے الانسان مرکب
من الخطا، والنسیان معذور رکھیں فقط زیادہ بس باقی ہوس + ۱۳۵۱ س ف ق ع ا

الرّاقم

شفیق علی خاں۔ مدرس فارسی پٹیالہ کالج

مختصر شرح قصائد بدر چاچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ حمد و نعت کے بیان اور مدح ممدوح کی طرف گریز

حمد آں سلطانِ عالم را کہ عالم پرور است
اُنسِ او در راہِ ایماں اِنس و جاں را رہبر است

لفظِ حمد صرف خدا کی تعریف اور سراہنے کے لئے آتا ہے۔ اور جانّ نون کی تشدید سے ابوالجن کا نام ہے جو جن و پریوں کا باپ تھا اور مجازاً قسمِ جنّات کو کہتے ہیں + عالِم بالکسر لام بمعنی دانا اور جاننے والا۔ اور بالفتح لام مخلوقات کو کہتے ہیں + اُنس بالضم بمعنی محبّت اور اِنس بالکسر بمعنی انسان خلاصہ یہ ہے کہ حمد و تعریف اُس خداوند کے لئے سزاوار ہے جو مخلوقات کا پالنے والا ہے اور اُسکی محبت اِنسان و جنّات کے واسطے ایمان کے طریقہ میں رہبر ہے +

عالمِ ایجاد او را در نظامِ کائنات
اہتمامِ نہ عرض در عہدۂ یک جوہر است

ایجاد بمعنی وجود میں لانا اور پیدا کرنا + نظام بمعنی درستی کرنا اور پرونا + کائنات بمعنی مخلوقات + اہتمام کسی کام پر ہمّت کرنا اور غمخواری کرنا + عرض - بالفتح عین و الرا سے - اُس چیز کو کہتے ہیں جو قائم بالغیر ہو یعنی ایک چیز جو دوسری پر قائم ہو جیسا کہ رنگ کپڑے پر۔ جوہر وہ چیز ہے جو قائم بالذات ہو جیسا کہ کپڑا لیکن یہاں نُو عرض افلاک سے مراد ہے اور جوہر مراد عقلِ اوّل سے ہے جسکو عقل فعال بھی کہتے ہیں۔ اور نو آسمانوں کو عرض اسواسطے کہا کہ افلاک کی حرکت

محتاج محرک کی ہے اور اُسکا محرک وہی عقل فعال ہے یعنی اللہ تعالےٰ کا انتظام مخلوقات کے پیدا کرنے میں یہ ہے کہ نو عرض کا بندوبست ایک جوہر میں کر دیا ہے اور نو عرض یہ ہیں۔ کَم بمعنی چند یعنی کتنی اور کس قدر۔ کیف بمعنی چگونگی۔ این بمعنی کجا و مکان۔ متیٰ بمعنی زمانہ جیسے اُردو میں کب کہتے ہیں مضاف بمعنی اضافت و نسبت۔ وضع مثلاً کھڑا ہونا بیٹھنا۔ فعل کہ کیفیت کرنے اور ہونے کی فاعل میں ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ نجار یا بڑھئی جو لکڑی میں فعل لکڑی چیرنے کا ظاہر کرتا ہے اور لکڑی جس نے فعل قبول کیا تو منفعل ہوئی یہ آٹھویں قسم ہوگئی۔ نہم ملک جیسا کہ برقع پوش وغیرہ کو صورت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ معنی ہوئے کہ انتظام تمام موجودات اور کوشش و ترتیب نو عرض کی ایک جوہر عقل فعال میں پائی جاتی ہے۔ تیسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نو عرض تمام موجودات سے مراد ہے اور جوہر کنایہ امر الٰہی یعنی اللہ تعالےٰ کا حکم جو جوہر ہے اُس سے تمام مخلوقات اور موجودات پیدا ہوئی ہے +

در سیاستگاہِ قہرش بر فضائے کائنات
قطب را دائم جنازہ بر سرِ سہ دختر است

قطب بالضم قاف بمعنی سالار و سردار اور لوہے کی میخ کو کہتے ہیں جسکے گرد چکی پھرتی ہے اور ستارہ کا نام ہے جو فرقدان کے نزدیک ہے اور فلک کا مدار اُسی پر ہے۔ اور صوفیوں کی اصطلاح میں قطب و غوث ولی اللہ کو کہتے ہیں جو سردار اور سرگروہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے۔ اور باعتبار علم ہیئت کے قطب دو ہیں۔ قطب شمالی و قطب جنوبی۔ بنات النعش بھی دو ہیں ایک تو صُغریٰ جس کی شکل و صورت سات ستاروں کی ہے جو فرقدین سے متصل ہے۔ دوسرے کُبریٰ یہ بھی سات ستارے ہیں جنکی شکل کشتی نوح کی ہے۔ چونکہ قطب ثابتات میں سے ہے اسواسطے شاعر نے اُسے مُردہ سے تشبیہ دی۔ اور بنات النعش تین ستارہ ہیں جنکو شعراء نے مؤنث باندھا ہے۔ سات ستاروں میں سے باقی چار ستارے مشابہ نعش کے ہیں اور مُردہ سرپر ہوا ہی کرتا ہے۔ اور چونکہ بنات النعش قطب شمالی کے قریب واقع ہے اسلئے جنازہ قطب کہا۔ خلاصہ یہ ہے باوجودیکہ جنازہ اٹھانا مردوں کا قاعدہ ہے مگر خداوند تعالےٰ کی حکمرانی اور سیاستگاہ کی طرف نظر کرکہ قطب جو ولی اللہ اور صوفی صفت ہے اُسکا جنازہ

تینوں دختروں کے سر پر ہے۔ اِس واقعہ سے جو ہر روز آسمان پر دیکھا جاتا ہے قہر الٰہی ظاہر ہوتا ہے

تا درین نیلی قفس طاؤس شب پیماے را
شاخِ جدیش آشیانِ کرگسِ زرین پرست

جدی بزغالہ یعنی پہاڑی بکری کا بچہ اور نام برج کا۔ اور ضمیر شین نیلی قفس یعنی آسمان کی طرف راجع ہے۔ کرگس زرین پر مراد نسر طائر سے ہے کہ ہر دو شاخِ جدی پر واقع ہے۔ اور نیلی قفس سے مراد آسمان ہے۔ اور طاؤسِ شب پیما کنایہ ماہ یا مہتاب یا شب سے باعتبار ستاروں کے۔ یعنی جبتک کہ آسمان قفس نیلگوں ماہ کا ہے شاخِ جدی میں نسرِ طائر اپنا آشیانہ بناتا ہے + یہ اشعار قطعہ بند ہیں اور خبر و نتیجہ شعر آئندہ ثالث میں نکلتا ہے جنکے معنی ظاہر ہیں +

ہر دل کہ نشد تشنۂ دریاے وصالت
سنگیست کہ در شعلۂ نارِ سقر افتد

تشنہ پیاسا مراد مشتاق اور تشنہ کی رعایت سے وصال کو دریا قرار دیا اور دلِ بے اُلفت کو پتھر ٹھہرایا۔ نارِ سقر یعنی آگ دوزخ کی بموجب اس آیتِ قرآنی کے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ یعنی اُس آگ سے بچو جسکے واسطے آدمی اور پتھر بجاے چھپٹیوں کے ہیں۔ معنی ظاہر ہیں

کام و لبِ شیرینِ خود اے دوست مکن تلخ
آندم کہ ترا در قدحِ مے نظر افتد

یعنی اے دوست جسوقت کہ تو شراب دیکھے اپنے لبوں کو جو کہ بذاتِ خود شیریں ہیں تلخ نکر یعنی اُسکے پینے سے تلخی حاصل نکر +

زآں زلف پریشاں مشو انجم صفت از مہر
کاں زلف نہ شامیست کہ گردِ سحر افتد

یعنی جیسا کہ ستارے آفتاب کے سامنے سے پریشان اور گم ہوجاتے ہیں ایسا تو اُس زلف سے پریشان نہوا۔ اسواسطے کہ اُس زلف کے لئے ایک شام ہے کہ معبود سحر کے ہے۔ یا کہ اُس زلف کی ایسی شام نہیں ہے کہ صبح کے گرداگرد پہنچتی ہے۔ شام کنایہ زلف یا سبزہ سے ہے۔ صبح مراد چہرہ سے ہے اور نہ استفہام اقراری ہے۔ کیا شام نہیں اے شام ضرور ہے +

ور باد برد بوسے بخارش بسرِ کوہ
دامن بسر آید ز میانش کمر افتد

مصرعۂ اول میں ضمیر نشین میکدہ کی طرف پھرتی ہے۔ یعنی ہوا اگر شراب خانہ کی بو کو پہاڑ پر لیجائے تو پہاڑ ایسا بیخود ہوکر گر پڑے کہ دامن تو سر پر آجائے اور سر اُسکا دامن میں آجائے۔ اور کمر بند اُسکی کمر سے کھلکر دور جا پڑے +

بر گیر یکے را بدو در چار یکے کن
گر زنہ نودش جانب دو چل گزر افتد

اِس شعر میں شاعر نے صنعت سیاقۃ الاعداد استعمال کی ہے۔ اِس طور پر کہ بحساب ابجد یکے کے اعداد چالیس ہیں جس سے (م) لیا۔ اور دو کے دس عدد ہوتے ہیں بجائے اُسکے (ی) لی۔ تو مے ہوگیا۔ اور لفظِ چار سے جا حاصل ہوتا ہے اور پھر یکے سے چالیس عدد حاصل ہوئے اُسکی جگہ (م) لیا بس جام ہوگیا۔ یعنی مے کو جام میں ڈال + اب مصرعہ ثانی کے اعداد لئے۔ نہ کے پچپن اِس طرح کہ نون کے پچاس ہ کے پانچ اور یہ پچپن لفظ اعداد پنجہ کے ہوتے ہیں۔ اور لفظ نود کے ساٹھ ہوتے ہیں اور ساٹھ ہی پنجہ کے ہوتے ہیں اور پنجہ مخفف پنجاہ یعنی پچاس کا ہے اور پچاس نون کے ہوتے ہیں۔ اور نون مچھلی کو کہتے ہیں اور مچھلی سے مراد انگشت لیا۔ اور دو چل سے مراد دو لب ہیں اِس طرح سے لام کے تیس اور بے کے دو ہیں اور خود لفظ دو کے دس ہیں۔ پس لفظ دو لب کے دو چل ہوئے۔ یا اس طور سے یوں لام کے تیس بے کے دو اور لفظ دو کے دس ہوئے تو کل میزان بیالیس ہوئے یا اس طور سے کہ لام کے تیس یعنی سی پس سین کے ساٹھ اور ی کے دس تو مجموعہ ستر ہوا اور لفظ دو کے دس ہوئے تو اسیواسطے اسّی ہوگئے جسکے معنی دو چل کے ہیں +

قصیدہ مناجات باری تعالیٰ کی درگاہ میں اور اپنی بیتابی اُسکے غم میں اور تعریف عشق حقیقی اور ہجو عشق مجازی اور گریز مدح ممدوح کی طرف

اے یاد تو روح روح واے نام تو جان جاں
در کُنہِ جلال تو عقل و دل و جاں حیراں

اے حرف ندا منادے باری تعالےٰ ۔ روح راحت و آسائش و روح بمعنی جان یعنی اے باری تعالےٰ تیری یادگاری جان کے واسطے راحت و آسائش ہے ۔ اور تیری حقیقت بزرگی میں دل و جان عقل حیران ہے +

سرمستِ وصالت را ہرگز نبود صحوے
مجروحِ فراقت را ہرگز نبود درماں

صحو بمعنی ہوشیاری معنی شعر ظاہر +

در بحرِ غمت غواص لالاے دو چشمِ ماست
صد لولوے تر اینک بر طشتِ زرش غلطاں

لالا بمعنی مخدوم و بندہ و خادم و خدمتگار ۔ یہاں مراد مردمک چشم و لولوے تر بمعنی گوہر آبدار مراد اشک ۔ و طشتِ زر مراد رخسار ضمیر شین لالا کی طرف پھرتی ہے یعنی تیرے دریاے غم میں میری مردمک چشم ایسے غوطے لگانیوالی ہے کہ سینکڑوں اشک رخساروں پر رواں ہیں +

دوشینہ مرا از عرش ایں نالہ ہمے آمد
کاے بد جگر خستہ واے تیرہ دلِ ناداں
بر خوانِ کسے تا کے ناخواندہ روی چوں خور
بر خوانِ الٰہی شو یک نیم شبے مہماں

خور بمعنی آفتاب ۔ ناخواندہ روی یعنی تو بن بلائے جاتا ہے اور ناخواندہ رفتن کے معنی ذلیل و خوار ہونا ۔ معنی اشعار کے ظاہر ہیں +

در زلفِ بتاں کم شو آشفتہ کہ میدارند
سر زیر دو ہندوے از طرف مہ آویزاں

سر زیر بمعنی اوندھا اور سرنگوں یا سر افگندہ ۔ طرف بمعنی کنارہ ۔ مہ مراد چہرہ ۔ دو ہندو مراد ہر دو زلف سے ہے یعنی اے بدر محبوبوں کی زلفوں کے عشق میں پریشان نہو ۔ کسواسطے کہ وہ معشوق دونوں زلفوں کو چہرہ پر سرنگوں رکھتے ہیں ۔ اسی طرح تجھ کو سرنگوں کردینگے

زآں پستہ ہرجاں وش در شور ہمشو کا قند

مرجانِ ترا صد غم از دیدنِ آں مرجاں

مرجاں ایک جوہر سرخ اُسکا ترجمہ بُسد و مروارید لکھا ہے - پستہ مرجاں وش مراد لب و دہن شور بمعنی نالہ و افغاں و نمک - و مرجاں مصرعۂ ثانی لفظ مرکب ہے لفظِ مر کلمۂ تخصیص ولفظِ جاں سے یعنی اے مخاطب عشق لب معشوق سے شور و فغاں نہ کر - کہ خوبی فانی جو کہ اسمیں ہے خاص تیری جان کو بہت غم لگا دیگی +

چوں تلخیٔ عمر تو زآں پستۂ شیریں است
چوں پستہ مکن خود را در آتشِ غم بریاں

تلخیِ عمر گویا رنج و تکلیف - پستہ شیریں مراد لب و دہن معشوق - اہلِ ولایت کا دستور ہے کہ پستہ کو بریاں اور نمک سود کر کے کھاتے ہیں یعنی تجھ کو رنج و مصیبت غم کی بسبب لبوں معشوق کے ہے پس اُسکو فانی جانکر آپ کو آتش غم پر کباب نہ کر اور اُسکا عشق دور کر +

آں چشم در آں ابرو ز آنست کہ تا بینی
محراب سیہ گشتہ از دود دلِ مستاں

محراب وہ طاق جو مسجد کے اندر قبلہ کی طرف ہو - محراب صیغہ آلہ یعنی آلۂ حرب شیطان کا - طاق مسجد شیطان کے واسطے آلۂ حرب ہے - مستاں مرادِ چشماں - محراب کنایہ ابرو یعنی معشوق سے سوائے رنج اور مصیبت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا - چنانچہ ابروؤں کے درمیان چشم کا ہونا اِس سبب سے ہے کہ اُسکو ایک محراب دیکھ کہ دودِ دلِ مستاں سے سیاہ ہوگئی ہے پس تو بھی اپنا سر اِلٰہ نقصان دیکھکر آپ کو آتش میں نہ ڈال +

چوگانِ دو زلفش را یک گوے در آں چاہ ہے
تا یوسفِ دلہا را زآں چاہ کنند زنداں

گوے بمعنی گیند یہاں مراد زنخداں سے ہے - چاہ مراد چاہ زنخداں سے ہے یعنی معشوق کی چوگان ہر دو زلف کے واسطے زنخداں کی ایک گیند ہے اور وہ ایک کنواں یا چاہ ہے تاکہ یوسف دلوں کو اُس میں قید کیا جائے +

اے بدر بداں چوگاں خود را بچاہ مفگن

بے حال مکن خود را در حالگۂ ایماں

حالگہ بمعنی میان معنی شعر ظاہر +

تا کاسۂ سیمین است مہ بر طبق ہینا
تا طشت عقیقین است خور بر سر این نہ خوان
از مائدہ داراں باد در مجلس او فغفور
وز حلقہ بگوشاں باد بر درگہ او خاقاں

کاسۂ سیمیں سہ مراد خود مہ سے ہے۔ طشت عقیقیں خور یعنی خود آفتاب۔ مائدہ دار بمعنی خدمتگار خوان طعام۔ فغفور شاہ چین کا خطاب ہے۔ اور خاقان بادشاہ ترکستان کا۔ معنی اشعار ظاہر ہیں

قصیدہ معشوق حقیقی کے اوصاف اُسکی طرف توجہ اور اپنے تئیں نصیحت کرنا اور معشوقانِ مجازی کی مذمت اور مدح ممدوح کی طرف گریز

مرغانِ الٰہی را با زقۂ روحانی
در دام کجا آرد نفس از پے انجیری

زقہ بالضم آب و دانہ جو پرندگان اپنے گلو سے نکالکر بچّہ کے مُنہ میں دیتے ہیں۔ اس کو ہندی میں چوگا کہتے ہیں۔ زقۂ روحانی سے مراد کیفیات عالم عرفان۔ دام مراد تعلقاتِ دنیا نفس مراد نفسِ امارہ سے ہے۔ انجیر مراد لذت دنیا یعنی دنیادار لذتِ جسمانی سے دام نفس میں گرفتار ہیں۔ اور طالبان خدا کے باوجود لذت روحانی اور عشرتِ قلبی کے کہ عرفان الٰہی سے مراد ہے دام نفس اور لذتِ دنیا میں گرفتار نہیں ہوتے +

چوں مردمکِ چشمش بینی تو بداں اورا
در صورتِ آہوئے دو جادوئے کشمیری

ضمیر شین اور او کی معشوق مجازی کی طرف پھرتی ہے۔ آہو مراد چشم و جادو بمعنی جادو گر کشمیر میں جادوگر بہت ہوتے ہیں و جادوگر کشمیر مراد ہر دو مردمک چشم معشوق او ضمناً یہاں کشمیر کنایہ چہرہ سے ہے یعنی چونکہ وہ معشوق ایسا بُرا ہے کہ صورت میں تو آہو ہے الخ

جادوگران کشمیر کو زیر اور لپیٹ کرتا ہے۔ پس بہت ہی بُرا ہے قابل دلبستگی کے نہیں ہے

از عقل بدر شد بدر با فعل گزشت از اسم
تا یافت ز حرفِ عشق سرمایۂ تحریری

بدر اول بمعنی بیروں و بدر ثانی تخلص شاعر کا ہے اور اسم مراد ناموری اور عزت و شہرت + تحریری میں یائے تحتانی زائد ہے اور تحریر بمعنی آزادی یعنی اُسوقت سے کہ بسبب عشقِ حقیقی کے میں نے سرمایۂ آزادی حاصل کیا ہے عقل ظاہری سے کہ دامِ قدمِ انسان کا ہے باہر ہوگیا ہوں بسبب نامناسب افعال کے کہ ظاہر آزادی اور بے ننگی اور کوچہ گردی و صحرا نوردی کے نام و ناموس شہرت و عزت سے باہر ہوگیا ہوں +

رو شاہدِ قدسی جو از گلشنِ روحانی
کورا نبود بر رو گلگونۂ تزویری

شاہدِ قدسی مراد معشوق حقیقی سے ہے۔ گلشن روحانی مراد عالمِ عرفاں۔ گلگونہ ایک قسم کا رنگ ہوتا ہے مرکب سفیدہ سیندور اور روغنِ یاسمیں سے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے دل جا اور طالب خدا کا ہو کیونکہ وہاں کچھ آمیزش حیلہ و مکر کی نہیں ہے +

الفاظِ ورا گوئی عقدِ شکر آلودہ
رو سحرِ حلالش خواں درصورتِ تذکیری

الفاظ بدر کے یا الفاظ نقش و خیال کو سلک شکر آلودہ کہنا چاہئے۔ اور مخاطب سے کہو کہ جا اُن الفاظ کے سحر حلال کو صورتِ وعظ اور نصیحت میں منبر پر چڑھ کر پڑھ +

گوہر بہ نثار آرد و دُرہا ہمہ بار آرد
تا نقشِ خیالِ مدح زو یافتہ تحریری

فاعل آرد کا بدر ہے یعنی چونکہ بدر مدت دراز سے خیال مدح بادشاہ کا کرتا تھا لیکن اُسکے ہاتھ سے سرانجام و اختتام کو نہ پہنچتے تھے اب خدا کے فضل سے وہ خیال مدح کا بدر کے ہاتھوں لکھنے میں آیا پس اِس راحت کے سبب بدر گوہر نثار کرنے کو اُس نقش خیال پر مدح کے واسطے لاتا ہے اور موتیوں کا مینہ برساتا ہے +

قصیدہ اپنے فخر اور کثرتِ فضائل اور دربارۂ رفعتِ حال کے لکھتا ہے

ہندوی کیواں بمن نفروخت شادی را ازآنکہ
مشتری ننہاد نقدِ رابجی دربارِ من

کیواں نام ستارہ زحل کا ہے کہ بادشاہ ملک ہند اور نحسِ اکبر ہے۔ اور مشتری نام اُس ستارہ کا ہے جو کہ قاضیِ فلک اور سعدِ اکبر ہے اور لغوی معنی خریدار کے ہیں۔ نقدِ رابجی مراد عشرت سے ہے۔ نجومی کہتے ہیں کہ کیواں ستارہ جسکو ہندی میں سنیچر کہتے ہیں دوسرے اور بارہویں خانہ میں صاحب طالع کو دولت دیتا ہے یعنی مشتری کہ جس کا کام بھی ہمیشہ دولت سانی کا تھا جب اُس نے نقدی عیش و عشرت کی میرے قبضہ میں نہ دے پس زحل مجھ کو کب دولت دینے لگا تھا +

پیش ازآں کیں بیضۂ زریں فتد بر طشتِ زر
در خروش آید خروس از نالہ ہاے زارِ من

بیضۂ زریں مراد آفتاب۔ طشتِ زر مراد فلک باعتبار صبح کی روشنی کے یعنی آفتاب نکلنے سے پہلے ہی میں جو یادِ الٰہی میں نالہ و فریاد کرتا ہوں تو مرغانِ سحری میرے شور و فغاں سے غل مچانے لگتے ہیں +

ہر سحر مانندِ شمع از اندکیِ عمرِ خویش
صبح را در خندہ آرد گریۂ بسیارِ من

عمر نام ایک مدت کا ہے بموجب اِس قول کے۔ اسم للمدۃ التی عمارۃ البدن بالحیوۃ یعنی جیساکہ شمع کا رونا اپنی تھوڑی سی عمر پر صبح کو ہنساتا ہے اِسی طرح میرا بہت سا رونا پیٹنا صبح کے وقت سحر کو مجھ پر ہنساتا ہے کس واسطے کہ صبح کہتی ہے کہ مَیں ایسی ذراسی عمر کو شادی و خوشی میں گزارتی ہوں تو اسقدر اپنی عمر کثیرہ کو رنج و تعب میں بسر کرتا ہے پس میرے اِسی حال کو دیکھ کر ٹھٹھے مارتی ہے +

ہمچوں آہِ سردِ صبح و گریہاے گرمِ شمع

	آتش اندر خود زند دُودِ دلِ افگارِ من	

آہ سرد جو کہ حالت حسرت و مصیبت میں ہوتی ہے - اور صبح میں بھی آہ سرد یعنی ٹھنڈی ہوا ہوتی ہے - گریہ گرم شمع میں ظاہر ہے - یعنی جیسا کہ آہِ سرد اور گریہ گرم شمع کی ہر دو میں آگ لگا دیتی ہے ایسا ہی میری آہ اور گریۂ گرم مجھ کو جلاتی ہے اور فنا کرتی ہے - صبح کا آہ سرد کھینچنا اِس باعث سے ہے کہ وہ اپنے تئیں قریب الزوال سمجھتی ہے +

	با ہمہ مہریکہ دارد صبح خنجر میکشد تا چہ بازی ہا کند ایں بد گہر در کارِ من	

خنجر کشی صبح کی یا تو باعتبار خطوط شعاعی یا باعتبار صبح کاذب کے خط سفید کی - بازی کے معنی مکر و حیلہ تا کے معنی دیکھئی - یعنی صبح باوجودیکہ میری دوست ہے میرے اُوپر خنجر کھینچتی ہے پس جس صورت میں دوستوں کے ساتھ ایسا ہو تو دیکھا چاہئے یہ بدگہر آسمان جو کہ میرا دشمن جانی ہے کیا کیا مصیبتیں اور آفتیں مجھ پر برپا کریگا +

	گو سپر گیر آفتاب و گو عطارد تیر شو سر نخواہد تافت ایں قدِ کمال آثارِ من	

یعنی اے مخاطب کو اکب سے کہدو کہ مجھ سے مستعد جنگ کے رہیں لیکن میرا قد خمیدہ تمہاری جنگ سے مُنہ نہ پھیریگا +

	صرصرِ صور ار فلک را ہفت دامن بردرد ریشۂ زر آغشتہ ندہد گوشۂ دستارِ من	

یعنی اگرچہ صور آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور روئی کی طرح اُڑا دے لیکن ایک رشتہ زر کا کہ مراد تار کلابتون سے ہے میری بے پروائی سے کہ نفخۂ صور مجھ سے کیا سلوک کریگا امان طلبی کے واسطے براہِ خوشامد و رشوت کے اُسکو نہیں دیگا +

	ریع ربع چار رُبع و شش جہت را خمس یا مت عاشرِ نہ تختہ باغ از عشر یک انبارِ من	

ربیع بمعنی حاصلِ زراعت - ربع بمعنی سرائے و مقام و منزل - رُبع بمعنی چوتھا حصہ - عاشر

یعنی دس لینے والا یا دہ یکے لینے والا حاصلِ کشتکار سے ۔ پس مراد عاشر سے محاسب ہے ۔
نہ تختۂ باغ مراد نو آسمان سے ہے ۔ و عاشرِ نہ تختہ باغ مراد حضرت جبرئیل سے ہے ۔ حکماء کے
نزدیک پیدائش عقول اور افلاک کی جبرئیلؑ سے ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے انباروں میں
سے ایک ہی انبار اسقدر بڑا ہے کہ عقلِ اول یا قضا و قدر کا دسواں حصہ میرے انبار کا پچاسواں
حصہ ہے اگر شاعر کا انبار ہزار من کا ہو تو اسکا دسواں حصہ سو من ہے ۔ اور اُسکا پانچواں
حصہ بیس من ہوا ۔ پس اس بیس کو ہزار کے ساتھ نسبت پچاسویں حصہ کی ہے یعنی حاصل
زراعت ہر چہارم حصہ چہار حصہ چھ طرفوں کا میرے انبار کے مقدار کی نسبت جبرئیلؑ نے
پچاسواں حصہ پایا ہے +

عرصۂ باغِ دو عالم را مساحت کرد وہم
بسوۂ دیدش رقم در دفترِ احرارِ من

بسوہ بیسواں حصہ بیگہ کا ۔ احرار بہت لکھنے والا مراد منشیان و محرران سے ہے یعنی تمام
جہان کے میدان کو وہم نے پیمائش کر کے جو میرے محررانِ دفتر سے دریافت کیا تو رقبۂ جہان کو
ایک بسوہ یعنی بیسواں حصہ یعنی بہت قلیل پایا +

نصف ربع عشر آمد در ترازوے خرد
تر و خشکِ ہر دو کون از حاصلِ ادرارِ من

نصف ربع عشر یعنی ہشتادواں حصہ ۔ خلاصہ یہ ہے کہ دونوں جہان کے حصول بر و بحر کو
جو عقل نے جانچا تو میری آمدنی کے مقابل میں ہشتادواں حصہ ٹھیرایا +

من کہ در فتوی سبق بردم ز برجیس آفتاب
نہ لگن از تنکہاے لعل کرد ایثارِ من

تنکۂ لعل مراد اشرفی سے ہے ۔ لگن جمچن کے وزن پر ۔ طشت بے آفتابہ ۔ نہ لگن مراد نہ آسمان
سے ہے ۔ تنکہاے لعل مراد کواکب سے ہے یعنی مَیں چونکہ از روے فتوی کے مشتری
سے غالب ہوا اسی لئے خورشید نے جو کہ افسر اور بادشاد کواکب کا ہے نو طباق اشرفیوں
سے بھرے ہوئے مجھ پر فدا کئے +

مصحفِ نُہ جلد با ہفت آیتِ زر ماہ را
ہر مہے سیپارہ دید از غیرتِ انوارِ من

مصحفِ نہ جلد مراد نو آسمان سے ہے۔ اور ہفت آیت اشارہ سبعہ سیّارہ کی طرف ہے مہے بمعنی شہر یعنی مہینا۔ ماہ کو سیپارہ باعتبار تیس روز کے کہا یعنی فلک نے کہ مع سبعہ سیارہ کے قمر کو ہر ایک مہینے میں میری رشکِ انوار سے سیپارہ دیکھا +

از شرابِ لایزالی دوستگانیہا دہد
جانِ سرمستانِ حضرت را دلِ ہشیارِ من

دوستگانی بمعنی جام و ساغر اور معشوق کے ساتھ شراب پینا اور اپنی نوبت شراب خواری میں کسی اور کی صلا کرنا۔ شراب لایزالی مراد شراب حقیقی سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

شاہبازانِ رواقِ کبریا را زُقہ داد
طوطیِ سدرہ نشیں از شکریں گفتارِ من

شاہبازانِ رواقِ کبریا مراد اولیاء اللہ سے ہے۔ یا ملائک و انبیاء سے ہے۔ طوطی سدرہ نشیں مراد جبرئیل ع سے ہے یعنی جبرئیل نے میری شکر گفتار سے ملائک کی پرورش کی ہے یعنی میری گفتار معرفت انگیز اور بہت شیریں ہے +

زاں سواری ہا کہ باشد صادقاں را نیم شب
صبح را در خواب ماندہ خاطرِ بیدارِ من

سواری مراقبہ اور خدا کی طرف توجہ سے مراد ہے اور اولیاء اللہ کو مشاہدہ نصف شب میں ہوتا ہے صادقاں مراد عارفانِ الٰہی سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ مشاہدے جو عارفانِ الٰہی کو ہوتے ہیں میں اپنی تیزروی سے ایسا منزل کے قریب پہنچگیا ہوں کہ میرا خاطر بیدار صبح کو خواب ہی میں چھوڑ کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے +

در سرِ سودا نمائے مرغِ گل خوارِ قلم
جانِ عیسےٰ مے نگارد نُخطۂ افکارِ من

سودا بمعنی سیاہ۔ گل بالضم اخگر و آتش کے معنی ہیں لیکن یہاں گِل بالکسر سیاہی کے معنوں

میں ہے - جانِ عیسےٰ مضامینِ جاں بخش سے مراد ہے اور تلمیح ہے قصہ کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے بروز پیدائش نورِ محمدی کی طرف نظر ڈالی تھی تب آدم علیہ السلام کو چھینک آئی - جبرئیل ع نے اُس چھینک کو اپنے دہن میں رکھ چھوڑا اور اُس بادِ عطسہ کو گریبان یا دہن مریم علیہ السلام میں ڈالا جس سے مریم کو حمل ہوا خلاصہ یہ ہے کہ مَیں شعر و سخن کا آدم ہوں پس سر سودا نما ہے قلم کہ مرغ سیاہی خوار ہے میرے افکار کی چھینک جان عیسےٰ یعنی مضامین روح افزا لکھتی ہے دوسرے یہ کہ میری عطسۂ افکار جو کچھ کہ سر قلم سے لکھتی ہے جان عیسیٰ کی ہے یعنی پسندیدہ طبع کی ہے اِس صورت میں سودا نما صفت سر کی ہے اور فاعل مینگارد کا عطسہ ہے - تیسرے یہ کہ فاعل مینگارد کا جانِ عیسےٰ ہو اور عطسۂ افکار مفعول اُسکا ہو - اِس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ میرا عطسۂ افکار ایسا پسندیدہ اور جاں بخشِ عالم ہے کہ جان عیسےٰ اُس عطسۂ افکار کو سرِ قلم سے کہ مرغِ گل خوار اور سودا نما ہے لکھتا ہے +

	من کمم زاں مور کورا سایہ نبود بر زمیں نیست را ہستی بود در معرضِ آثارِ من	

یعنی میں ایسا نیست و نابود ہوں کہ جو چیز معدوم و غیر محسوس ہے وہ بھی میری نظر میں حسبِ ہستی اور قوی الجثہ معلوم ہوتی ہے یعنی میری ہستی کے مقابل میں نیست بھی ہست ہے +

	کمترم زاں موے کورا حلقہ سازد قطرہ آب شاہدِ این حال شد اشک و تنِ بیمارِ من	

وہ مو اور بال جسکو ایک قطرۂ آب نے احاطہ کیا ہوا ہے اُسسے بھی کم ہوں اور میرے دعوے کی صداقت کے لئے میرا تنِ بیمار اور اشک ہر دو گواہ کافی ہیں - خلاصہ یہ کہ قطرۂ اشک نے میرے تن کو حلقہ کیا ہے +

	ایں زماں شاہِ جہاں فخرِ زمانم کرد نام ربع و عشر از پنجہ و چل رفت شد باجار من	

ربع بالضم چوتھا حصّہ و عشر دسواں حصّہ و کلمۂ باجار مرکب ہے لفظِ با اول سے کہ ایک اسم ہے اور اُس سے بحسابِ ابجد تین عدد حاصل ہوتے ہیں - اور جار بمعنی مقابل اور

پنجہ سے مراد ساٹھ ہے۔ اور چل سے تینتیس ہے۔ کل مجموعہ ترانویں ہوا اگر اس مجموعہ میں
سے چہار دہم عقدہ کھود دو تو ستر حاصل ہوتے ہیں اور جب اس ستر میں تین جمع کئے تو مجموعہ
تہتر ہوا یعنی ممدوح نے مجھ کو لقب فخر الزماں کا تہتر سال کی عمر میں عطا کیا۔ دویم یہ کہ لفظ
چار مراد چار عنصر سے ہے اور اس سے وجود مراد ہے اور بجائے رفت و شد کے رفتہ شدہ باشد
ہو اور بالمعنی خود کے ہے۔ اس صورت میں لفظ پنجہ و چل سے مراد عدد معنوی نوے لیا ہیں
نوے میں سے جب ... کم کر دئی تو تہتر رہگئے یعنی میرے وجود کی عمر ساٹھ سال اور نو
مہینے کی گزری تھی

تا نگشتم بر درِ حکمش چو خاتم حلقہ پشت
چوں نگیں زریں بشد بام و در و دیوارِ من

حلقہ پشت اے پشت کو میں نے خم نہ کیا معنی شعر ظاہر +

زریں سپس گوش من و نعل سمِ یکرانِ شاہ
حلقۂ اشرافِ ملک و دانۂ شہوارِ من

حلقہ مراد مجلس یعنی اسکے بعد ممدوح کے گھوڑے کے سم کا حلقہ اپنے کان میں ڈالونگا۔
اور جہان کے اشرافوں کی مجلس ہوگی اور میرے اشعار کے دانہ شہوار ہونگے +

... ات کا آنا اور تاروں کا چمکنا اور تشبیہات اور معشوق کے
خال کا بیان اور مدح ممدوح کی طرف گریز

در کاخ دیو ہفت سر ہیں لعبتانِ سیمبر
خاکِ سیہ زیں غم نگر بر فرقِ دیبا ریختہ

دیو ہفت سر مراد آسمان یا سبعہ سیارہ سے ہے۔ لعبتان سیمبر کنایہ کواکب سے ہے یعنی
... معشوقان سیمبر کو دہان دیو ہفت سر میں دیکھکر از روے غم کے خاک سیاہ اپنی سر پر ڈال دی ہے

مہ در بسیج یک شبہ بر ازِ سیمابی کلاہ
یک زرد فوطہ تہ بتہ ہنگام سودا ریختہ

سہ مراد ہلال - نسیج بمعنی حریر زربافتہ یہاں مراد چاندنی اور روشنی سے ہے - نسیج یک شبہ مراد روشنی قلیل کہ ہلال کے واسطے ہے - سیمابی کلاہ مراد ہلال سے ہے - بزاز بمعنی جامہ فروش یعنی ہلال روشنی قلیل والا ایک بزاز ہے جس کی سیمابی کلاہ ہے اور وقت سیاہی شب کے ایک زرد چادر تہ بتہ والی بچھاتا ہے +

این چنگ بین مصبوغ دف انہ بیت مطرب زر شرف
بل ماہی داں کز صدف گوہر بر اعضا ریختہ

چنگ مصبوغ یعنی ہلال رنگیں دف مراد آفتاب سے ہے بموجب نور القمر مستفاد من نور الشمس بیت مطرب مراد خانۂ زہرہ یعنی برج ثور سے - صدف مراد فلک یا برج ثور سے ہے - گوہر مراد کواکب یعنی شکل ہلال کو دیکھو کہ چنگ کی صورت ہے اور آفتاب سے رنگ حاصل کیا ہے خانہ مطرب فلک میں بیت شرف اسکو حاصل ہے یعنی زیور و زینت ہے بلکہ اسکی ذات کو مثل ماہی کے جانو کہ صدف سے اسکا جو مراد برج ثور یا فلک سے ہے کہ خانۂ شرف ماہ کا ہے زیور و زینت حاصل کی اور گوہر اپنے اعضا بر گرا لئے - زیور ماہی وہی فلوس جو پوست ماہی پر ہوتے ہیں اور صدف تین ستاروں کا نام ہے بشکل مثلث جو دو بہ قطب ہیں اُن کو صدف قطب بھی کہتے ہیں +

اطفال بین زریں سلب رہ مہد مینا خشک لب
وز مہر شاں پستان شب شیر مصفا ریختہ

اطفال زریں سلب مراد ستاروں سے ہے اور سلب کے معنی لباس کے ہیں - شیر مصفا مراد چاندنی اور روشنی سے ہے - مہد مینا مراد آسمان سے ہے - ستارہ خشک لب ہوئے ماہی ہیں معنی شعر ظاہر +

بین رومی و زنگی بہم این در دق واں در ردم
وز حلقہ شاں ہر صبح دم زیں غصہ صفرا ریختہ

صفرا مراد زردی شفق اور چاندنی کی روشنی سے ہے - دق مراد کمی اور ردم مراد زیادتی سے ہے - زنگی مراد شب رومی مراد روز معنی شعر ظاہر +

چوں رومی زریں سپر کردہ حمایل در کمر
زنگی زدستش ایں خبر از معدہ سودا ریختہ

رومی مراد دن سے ہے۔ زریں سپر مراد آفتاب سے ہے۔ سودا مراد سیاہی شب سے

آں نقطۂ یاقوت ساں چوں بر الف گردد رواں
اوراق گل بینی ازاں بر لوح غبرا ریختہ

الف مراد برج حمل۔ نقطہ یاقوت مراد آفتاب۔ لوح غبرا مراد زمین الف سے مراد کبھی برج ثور بھی لے لیتے ہیں یعنی جب برج ثور میں آفتاب جاتا ہے تو ماہ اردی بہشت یعنے بہار کا موسم ہوتا ہے +

زریں صدف تا در برہ نقرہ بغبر ہم براست
وز ابر دریا در برست لولو بہر جا ریختہ

زریں صدف مراد آفتاب سے ہے۔ برہ برج حمل سے مراد ہے۔ نقرہ کنایہ دن کی طرف غبر اشارہ شب کی طرف ہے۔ ہمسر و ہمبر دونوں برابر کے معنی ہیں۔ اور بر کی معنی جنگل وصحرا کے ہیں۔ لولو مراد قطرات سے ہے یعنی جب آفتاب برج حمل میں جاتا ہے تو باعث بارش کے قطرات جنگل میں گرتے ہیں +

چوں کیش تیر از جرم خور پیش کماں دارد سپر
بینی ز شمشیر سحر برق آتش آسا ریختہ

کیش کے معنی ترکش کے ہیں اور تیر مراد عطارد سے ہے۔ اور کیش تیر اشارہ برج جوزا کی طرف ہے جو کہ عطارد کا خانہ ہے۔ اور پیش کے معنی مقابل اور مقابلہ جوزا کا قوس سے ہے۔ کمان اشارہ برج قوس کی طرف ہے۔ سپر مراد آفتاب سے ہے۔ شمشیر سحر کنایہ شعاع خورشید برق مراد گرمی وحرارت سے ہے اور جب آفتاب برج جوزا میں جاتا ہے سخت گرمی ہوتی ہے۔ اِس مہینے کو ہندی میں اساڑھ کہتے ہیں یعنی جسوقت برج جوزا میں سپر خورشید نے قوس کا مقابلہ کیا اور مستعد جنگ کا ہوا۔ سحر نے بھی غصہ میں آکر اپنی تلوار برق جیسی آتش ریزی شروع کی +

آں شاہدِ تپ لرزہ دار سرطانش چوں سازد نزار
آتش شود از خاک و خار از تفِ حمّیٰ ریختہ

شاہد تپ لرزہ دار مراد آفتاب سے ہے۔ سرطان یعنی بُرج سرطان جو کہ برج آتشی ہے۔ نزار کے معنی لاغر۔ برج سرطان خانۂ پست ہے اور آفتاب کا ہبوط اِس میں ہوتا ہے یعنی جب آفتاب برج سرطان میں داخل ہوتا ہے تو سخت موسم گرمی کا ہو جاتا ہے +

آں آہوی آتش فشاں شیرش چو گیرد در دہاں
زرد آب خوں گردد ازآں در جوفِ خارا ریختہ

آہوے آتش فشاں آفتاب۔ شیر مراد برج اسد سے ہے۔ زرد آب جواہراتِ زرد۔ خون اشارہ ہے جواہرات سرخ کی طرف یعنی جب آفتاب برج اسد میں ہو جاتا ہے جواہرات سنگ میں پیدا ہوتے ہیں +

در چاہ زہرہ زآفتاب لو زر آرد ماہتاب
تا گرد آب التہاب از روے گرما ریختہ

چاہ زہرہ مراد برج سنبلہ سے ہے کہ زہرہ اسمیں اُترتا ہے یعنی آفتاب نے برج سنبلہ میں اپنے سنہری ڈول کو ڈال رکھا ہے۔ اِسی سبب سے گرمی کی شدت جاتی رہی +

میزاں ز مہرِ مہر رز کافور را با مشکِ تر
یک وزن کردہ ہر سحر زر بے محابا ریختہ

برج میزان نقطہ اعتدال کا ہے۔ مہر رز مراد آفتاب سے ہے۔ مشک اشارہ شب کی طرف ہے زر بے محابا ریختہ یعنی بہت برگ ریزی کر رکھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ برج میزان نے آفتاب کی محبت سے رات اور دن کو برابر کر دیا اور بہت زرد زرد پتّے گرا دیے ہیں +

چوں دست خورشیدِ کرم جمشید افریدوں علم
آں ہر دم از خاکِ قدم آبِ مسیحا ریختہ

خورشید کرم مراد ممدوح سے ہے۔ آب کے معنی عزت و آبرو کے ہیں یعنی ممدوح نے جو ایسا اور ایسا ہے اپنے قدموں کی خاک سے عیسےٰ کو بے آبرو کر دیا +

	باسہ سہ دو پنجہ را بین احاد و صفرش ہمقرین ہشتاد را با ہشت بین نہ زیکی وا ریختہ	

اِس شعر کے تعمیہ میں اسم شاہ محمد نکلتا ہے۔ دو پنجہ سے مراد سو عدد ہیں اور جب تین کو سو سے ملائیں یعنی ضرب دیں تو تین سو ہوتے ہیں جس سے مراد شین ہے۔ احاد اشارہ الف کی طرف اور صفر مراد ہائے مدوّر سے ہے۔ ضمیر شین (ش) کی طرف پھرتی ہے جو کہ حاصل سہ اور دو پنجہ کا ہے۔ جب الف اور ہائے مدور کو شین سے ملایا تو شاہ حاصل ہو گیا۔ اور ہشتاد سے مراد دو میم ہے اور ہشت سے حائے حطی مراد ہے۔ نہ اشارہ نہم سے ہے۔ اور یکے سے مراد چالیس ہیں۔ چالیس کے دس حصے کئے اور نو حصے اُسمیں سے نکال ڈالے تو ایک حصہ گیا جو کہ عدد چار ہے اور حرف دال کے چار عدد ہوتے ہیں پس شاہ محمد حاصل ہو گیا +

	مولیٰ امیر المومنین سلطاں محمد شاہِ دیں ہم بر دآب آبتیں ہم فرّ دارا ریختہ	

آب بمعنی آبرو۔ آبتیں فریدوں کے باپ کا نام ہے۔ معنی شعر کے ظاہر ہیں +

	چوں از خلیفہ شاہ را منشور آمد با لوا شد باز نور والضحےٰ بر فرقِ طاہا ریختہ	

خلیفہ مراد شاہِ روم سے ہے۔ شاہ کنایہ ممدوح کی طرف۔ والضحےٰ نام سورۃ کا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے شان حضرت رسول اللہ میں قسمیہ نازل فرمائی ہے۔ یہاں مراد فرمان اور نیزہ خلیفہ سے ہے طاہا نام صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ممدوح کا نام بھی محمد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب شاہ روم کی طرف سے فرمان مع نشان اور خلعت کے ممدوح کے پاس آیا گویا دوبارہ سورۂ والضحےٰ نے طاہا کے سر پر نور گرایا +

	بر لعل غلطاں زیبقش بر گل دواں دہ فندقش وز عنبر افشاں زورقش بر خاک دریا ریختہ	

لعل مراد لب سے ہے۔ زیبق کے معنی پارہ کے ہیں مراد دندان سے ہے۔ گل مراد چہرہ سے ہے فندق میوہ سرخ رنگ کو کہتے ہیں کنایہ انگشتانِ حنابستہ سے ہے۔ دہ فندق سے مراد

دس اُنگلیاں - زورقِ کشتی کوچک یعنی چھوٹی سی کشتی مراد آنکھوں سے ہے - عنبر افشاں یعنی چشم گریاں - خلاصہ یہ ہے کہ معشوق میرے پاس اُسوقت آیا کہ دنداں اُسکے لبوں پر غلطاں تھے یعنی لب بدنداں گزی کرتا تھا اور دس اُنگلیاں اُسکے چہرہ پر رواں تھیں یعنی مُنہ کو ناخن سے چھیلتا تھا اور بسبب بہت رونے کے گویا اُسکی آنکھوں سے دریا جاری تھا +

بادامِ او برکہ نشاں عنابِ او سرکہ فشاں
بچگانِ رومی وش زآں ہندوے مینا ریختہ

بادام مراد چشم سے ہے - عناب کنایہ لب سرخ کی طرف ہے - بچگان رومی اشکِ گلگوں یعنی آنکھ تو تالاب کو یاد دلاتی تھی یعنی پُر آب تھی اور سخنان ترش کہتا جاتا تھا اور اشک سرخ مردمک چشم سے رواں تھی +

از زخم ناخن بر عنب ماہ از شفق کردہ سلب
من ساغرِ غم از تعب بر جان شیدا ریختہ

عِنَب بکسرِ عین و فتح نون - بمعنی شراب انگور یہاں مراد رخسارہ سے ہے - ماہ مراد چہرہ سے ہے اور شفق اشارہ خون کی طرف جو زخم کی خراش سے نکلا یعنی میرے معشوق نے زخم ناخن سے اپنے چہرہ کو چھیل لیا - سرخی خون سے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا ماہ نے شفق کے لباس کا جامہ پہن لیا مَیں نے یہ رنج و تعب دیکھکر اپنی جان شیدا پر ساغرِ غم گرا لیا +

یاد آر زاں شیریں لباں چوں گل بخاک اندر خزاں
واں سنبل مرغول شاں اندر مسکے زیبا ریختہ

شیریں لباں یا نوشیں لباں مراد معشوقان سے ہے - سنبل یعنی زلف مرغول کے معنی پیچدار - خلاصہ یہ ہے کہ وہ معشوق موسم خزاں کے [illegible] خزانِ اجل سے پھول کی طرح خاک میں ملجائیگی - دوم یہ کہ معشوقان گزشتگان کو یاد کر کہ وہ موسم خزان اجل میں خاک میں چلے گئے اور وہ اُنکی زلفیں بھی خاک میں مل گئیں [illegible] وہ نہ رہے ویسے یہ بھی نہ رہینگے

گر بادہ ات جام طرب از ساقی وحدت طلب
کآں میشود بے دست و لب زاں کاسہ جامہا ریختہ

یعنی وہ جام عرفان الٰہی بلا توسل دست ولب کے (کہ ظاہری ہیں) کام جاں میں گرایا جاتا ہے یعنی اُسکا فیضان ظاہر میں مرتب نہیں بلکہ باطن میں ہے۔ ہاں بیشک ہوشیاران شراب وصال یار کے ظاہر میں گدڑی پوش اور حقیقت میں ردائے عالم کی کندھے پر ڈالے رکھتے ہیں +

میداد پندم آن صنم وز سوز سینہ دم بدم بر زعفران آب بقم از چشم شہلا ریختہ	

زعفران چہرۂ زرد سے مراد ہے۔ بقم جسکو مجیٹھ یعنی کسنبہ کہتے ہیں مراد اشک خونی سے ہے۔ شہلا چشم سیاہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ معشوق مجکو نصیحت دیتا تھا اور میرا حال یہ تھا کہ سینہ کی سوزش سے جو اُسکی باتوں سے پیدا ہوتی تھی ہر لحظہ سرخ آنسو چہرہ پر بہاتا تھا دوم یہ کہ اُس معشوق کے واسطے مَیں اشک خونی چہرہ پر بہاتا تھا اور وہ مجکو نصیحتیں کرتا تھا

بگرفتمش در بر چو چنگ من در نوازش او بجنگ صد عنبر زنجیر رنگ از مشک در پا ریختہ	

صد عنبر زنجیر رنگ مراد کثرت زلف کے بالوں کی۔ در پا ریختہ یعنی زلفیں اسقدر دراز تھیں کہ پیروں تک جاتی تھیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مَیں نے تو معشوق کو مثل چنگ کے اپنی بغل میں لے لیا اور باوجودیکہ میں مہربانی اور دلجوئی کرتا تھا وہ مجھ سے لڑتا تھا۔ اور اُسکی زلفیں پیروں تک لٹک رہی تھیں +

بگرلیست خم مریم سیر مہدِ مسیحش در جامِ زر خون دل مریم نگر در پائے ترسا ریختہ	

مریم سیر یعنی عیسیٰ کی ماں بے خاوند کی۔ مسیح مراد شراب عرفان سے ہے جو مردہ دلوں کو حیاتِ ابدی بخشتی ہے۔ چونکہ خم کو مریم کہا اسیواسطے شراب کو خونِ دل کہا۔ ترسا آتش پرستوں کی ایک قوم ہے۔ یہاں مراد ساغر سے ہے کہ آتش شراب کو شکم میں رکھتا ہے یا وہ پیالہ مثل قوم عیسے کے شراب بہت پیتا ہے۔ پائے ترسا شراب خواری کا پیالہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ خم ایک مریم خصال ہے کہ مہد مسیحا اُسکا جام زر ہے اور خونِ دلِ مریم کو دیکھکر پائے ترسا یعنی

جام اور پیالہ شرابخواری میں گرا ہوا ہے +

جام است عیسے بیگماں بل بہر نور جسم و جاں
مرغ گلیش از دہاں یاقوتِ حمرا ریختہ

چونکہ جام عیسے کی طرح زندہ کرتا ہے اسی واسطے عیسے سے نسبت دی - مرغ گلین مراد صراحی سے ہے - عیسیٰ علیہ السلام نے مرغ گلی بناکر اُڑائے تھے اور اُنکے لون کا سکان بھول گئے تھی یاقوت حمرا مراد شراب سے ہے - ضمیر شین کی جام کی طرف پھرتی ہے - ریختہ کا فاعل مرغِ گلی ہے یعنی جام بیشک عیسے ہے بلکہ رونق جسم و جان کے واسطے صراحی نے شراب ہاں سے گرائی ہے

شکل حباب از روے مے چوں بر گل رخسار خوے
می آتش و بر فرق وے انجیہ گویا ریختہ

یعنی صورت حباب کی سر شراب سے ایسی معلوم ہوتی ہے گویا پھول سے چہرۂ معشوق پر عرق آیا ہوا ہے - پھر کہتا ہے کہ شراب ایک آتش ہے اور اُس آتش کے سر پر اولے اور ژالے گرے ہوئے ہیں وہی حباب ہیں +

آں ساغر پروین فشاں . پنج ماہ نو دواں
ہر دم شفق را از دہاں روزِ تماشا ریختہ

پروین فشاں مراد ترشح قطرات سے ہے - ماہِ نو یعنی ہلال پنج ماہ نو مراد پانچ انگلیوں سے ہے شفق مراد شراب سرخ - روز تماشا روز جشن یا عید کے دن سے مراد ہے اور ساغر شراب کو باعتبار مدور ہونے اور آب و تاب کے چاند سے تشبیہ دی ہے - خلاصہ یہ ہے کہ پیالہ پانچوں انگلیوں دستِ ساقی پر رواں و دواں ہے اور ہر دم روزِ تماشا کی شفق شراب کو دہن سے گراتا ہے - دبعض نسخوں میں مصرعہ اول میں - ساغر حومہ پر دیں فشاں الخ لکھا ہے +

مائیم بر خاکِ درت سرگشتہ تر از عنبرت
اے آتش باد آورت آب رخ ما ریختہ

آتش باد آور مراد لب گلگوں تیز گفتار باد مراد کلام سے ہے - آب کے معنی آبرو کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق ہم تیرے دروازہ کی خاک پر تیری زلفوں سے بھی زیادہ پریشان ہیں

اور تیرے لبوں نے ہمارے چہرہ کی آبرو کھودی ہے +

خالت بچشم آں کافراست کز جور او مردم پرست
یک زنگی آتش پرست آب دو لالا ریختہ

زنگی کنایہ خال کی طرف آتش چہرہ سے مراد ہے - لالا بمعنی غلام اکثر غلام زنگی یا ہندی ہوتے ہیں اسیواسطے اُس سے مراد مردمک چشم لی گئی یعنی اے معشوق تیرے رخسارہ کا خال ایسا ظالم ہے کہ کسی نے اُسسے چھٹکارا پایا ہی نہیں اور پھر اُسکی تشبیہ مردمک سے بیان کرتا ہے کہ وہ خال ایک زنگی آتش پرست ہے جس نے آب مردمک عالم سے گرادی اور تمام دنیا کو رُلادیا

تو سرو بالا از شکر قفلے نہادہ بر دُرر
من پیل بالا از گہر بر شاہِ والا ریختہ

دُرر جمع دُر کی ہے - یہاں مراد دنداں سے ہے - پیل بالا یعنی تودہ بزرگ یا بڑا بھاری ڈھیر قفل بر در نہادن خاموش کردینا ہے یعنی اے معشوق تونے شکریں لبوں کا قفل دنداں پر لگا رکھا ہے اور مَیں نے بہت سے اشعار مدح ممدوح میں لکھے ہیں +

سلطاں محمد کز ظفر تیغش گرفتہ بحر و بر
خصم از شبہ بر طشتِ زر دُرہاے بیضا ریختہ

شبہ بمعنی پوتھ یہاں مراد مردمک چشم - طشت زر مراد رخسارہ سے ہے دُرہاے بیضہ مراد اشک سے ہے یعنی دشمن اور حاسد نے مارے رشک و حسد کے آنکھوں سے آنسو بہائے

اے دست تو آب روے پنج از پنج دریا ریختہ
تیغت شرار آب ستم بر جانِ اعدا ریختہ

پنج دریا مراد دستِ ممدوح اور اُسکی انگلیوں سے ہے یعنی اے ممدوح تیرے ہاتھ نے بباعث کثرت سخاوت کے دریا کو ناچیز کردیا اور تیری تیغ نے ستم شرارِ آب دشمن کی جان پر گرائی اور اُسے جلا کر خاک کردیا +

در حلق خشک دشمناں زد آتش از آب رواں
وز چشمۂ نوک سناں زہرِ مفاجا ریختہ

فاعل زد اور ریختہ کا ممدوح ہے۔ آب رواں مراد تلوار سے ہے۔ نوک سناں کو باعتبار آبداری کے چشمہ کہا یعنی تیری تیغ گلوے خشک دشمناں پر مانند آگ کی تری میں رواں ہے اور صفائی میں مثل آب کے رواں اور دستور ہے کہ آگ اور پانی خشک چیزوں میں بہت جلدی اثر کرتا ہے تو نے نوک چشمۂ سناں سے آبرو مرگ مفاجات کی گرادی ہے +

قہرت چو شمشیر آختہ بر فرق چرخ انداختہ
سوزن ز تف بگداختہ از جیب عیسےٰ ریختہ

سوزن مراد اُس سوزن عیسےٰ علیہ السلام سے ہے جو اُنکے چڑھنے کی مانع آسمان چہارم پر ہوئی تھی یعنی جسوقت تیری قہر نے شمشیر آسمان پر کھینچی یعنی حرارت اُس سے ظاہر ہوئی کہ سوزن عیسےٰ پگھلکر جیب سے نکل پڑی +

لطفت بقہرت ضم شدہ وز جنبر عالم شدہ
احراق دوزخ گم شدہ اوراق طوبےٰ ریختہ

یعنی جب مہربانی اور قہر تیرا دونوں باہم ملگئے تو مہربانی سے تو دوزخ کی سوزش موقوف ہوگئی اور قہر سے طوبےٰ کے پتّے جھڑگئے +

عزمت سپر آراستہ گرد از جہاں برخاستہ
خورشید چوں مہ کاستہ نورش ز اعضار یختہ

یعنی جسوقت تو نے دشمن کے ارادہ سے سپر اُٹھائی یا جنگ دشمن کے واسطے فوج آراستہ کی تیرے خوف اور ہیبت سے یہ حال ہوا کہ آفتاب ہلال کی مانند گھٹ گیا اور تمام نور اُس کے اعضا سے جاتا رہا یعنی خورشید بے نور و بے آب ہوگیا اور ہنگامہ قیامت کا برپا ہوگیا +

کلکت طباشیر ہنر دادہ باہل بحر و بر +
تیغت تباشیر ظفر شرقاً و غرباً ریختہ

تباشیر نسبلوجین۔ طباشیر ہنر یعنی خود ہنر۔ تباشیر ظفر یعنی روشنی فہمندی کی۔ معنی ظاہر +

آں رومی زنگی جبیں از شام رفتہ سوے چیں
در پیش تو در تمیں از مشکِ سارا ریختہ

رومی مراد قلم سے ہے - زنگی جبیں یعنی سیاہی آلود - شام مراد دوات سے ہے - چین مراد کاغذ سے ہے - در ثمیں مراد حروف و کلمات سے ہے - مشک سارا یعنی مشک خالص معنی شعر ظاہر

اے یوسفِ خورشید چہر اے آرشِ ابرش سپہر
نعلِ تو مہ بر روے شب در روزِ غوغا ریختہ

آرش نام ایک پہلوان ایرانی کا ہے - ابرش سرخ و سفید رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں یعنی آسمان پر جو ہلال ہے وہ نعل تیرے گھوڑے کا ہے +

آں کوہ تن دریا پرست گامش نشانِ آذر است
در معرکہ از زخم دست انجم ز جوزا ریختہ

کوہ تن دریا پرست دونوں صفتیں گھوڑے کی ہیں - دریا پرستی باعتبار سواری ممدوح نشان آذر یعنی قدم گھوڑے کا نشان آگ اور تیز رفتاری کا ہے - از زخم دست یعنی زخم تازیانہ کا جو ممدوح کے ہاتھ سے گھوڑے نے کھایا اسقدر اُچھلا کہ عرش پر جا کودا اور اپنے پیروں کے صدمہ سے کواکب برج جوزا سے گرا دیے - دوم یہ کہ معرکہ میں اپنے ہر دو پاے پیشیں کے صدمہ سے انجم جوزا سے گرا دیے اور چونکہ جوزا دو پیکر سے مرکب ہے یہاں مراد دونوں اگلے یا پچھلے پیروں سے ہے کہ ہر ایک پیکر کی مانند ہے +

قصرِ ترا ہفت آسماں کسر ز خشتِ آستاں
او گردِ حسرت ہر زماں بر طاقِ کسرے ریختہ

کسر بمعنی ریزہ و پارہ - کسرے لقب نوشیرواں کا یعنی ساتوں آسمان تیری چوکھٹ کی ایک اینٹ کا ریزہ و پارہ ہیں اِسی سبب سے نوشیرواں کے محل پر گرد حسرت کی گرا دی یعنی طاقِ کسرے اسکو دیکھکر حیران ہے +

چرخ بریں در عصمتت روح الامیں در خدمتت
گرد براق حشمتت بر اوج ادنیٰ ریختہ

چرخ بریں مراد عرش سے ہے - یہاں عصمت سے مراد پناہ ہے - روح الامیں لقب جبرئیل کا ہے - براق اسپِ ممدوح سے مراد ہے - ادنیٰ نام مقام ہے جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

معراج میں تشریف لیگئے تھے۔ قاب قوسین او ادنیٰ یعنی عرش الٰہی تیری پناہ میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبرئیل باوجود اعلیٰ مراتب کے مستعد تیری خدمتگاری کا ہے ۔ اور غبار تیرے گھوڑے کا مقام او ادنیٰ کے درجہ پر ہے +

از مشتری انگشتری در عنصر خنصر گزیں
مہرت چو بر مُہرِ نگیں سعدِ موفا ریختہ

وسطیٰ اور خنصر کی درمیانی انگلی کو بنصر کہتے ہیں اور خنصر چھوٹی انگلی کو کہتے ہیں۔ مِہر اول بالکسر محبت کے معنی ہیں اور مُہر ثانی بالضم۔ سعد موفّا معنی بہت نیک بخت چونکہ تیری محبت نگین مشتری پر پیدا ہو گئی ہے پس وہ نگینہ مشتری سے لیکر خنصر اور بنصر میں پہنیے اور اپنے ہاتھ کی زیب و زینت کیلئے۔ سعد موفا بر نگیں ریختن آراستہ کرنے اور نگینہ پر نام کندہ کرنے کو کہتے ہیں +

تا یوسفِ زریں سلب از گرگِ سیمابی ذنب
بر صدرۂ روئی شب اشک آبِ زلیخا ریختہ
باد افلاک چیران تو اوجِ سما میدان تو
و زرقبۂ ایوان تو عرشِ معلّیٰ ریختہ

یوسف زریں سلب مراد آفتاب سے ہے۔ گرگ سیمابی ذنب مراد صبح کاذب سے ہے کہ دم گرگ بھی کہتے ہیں۔ صُدرہ بالضم بمعنی سیہ پوش دگرتہ خُرد و پیرہن نیم تنہ۔ عود سیاہ منسوب عود کی طرف اور اشک مراد کواکب سے ہے یعنی جبتک کہ آفتاب صبح کاذب کے خوف سے سیہ پوش ہے سیاہ شب کے گرائے یعنی چاند اور تارے دور ہو گئے اور یہ بات قیامت تک رہیگی۔ دوسرے شعر کے معنی ظاہر ہیں جو خبر اور نتیجہ شعر اول کا ہے +

قصیدہ مبارکبادی میں خطاب کے آنے کے بادشاہ کی طرف خلیفہ عباسیہ سے

عروسِ صبح مہر آور چو گل زد بے دہن خندہ
کہ از شادی درستِ زر بر دل افتادا نہ کامش

عروس صبح خود صبح سے مراد ہے۔ مہر آور محبت کرنیوالی یا آفتاب نکالنے والی صبح۔ اور چو گل کر

ہنسی اور شگفتگی مشہور ہے اور دونوں میں سے دہن کسی کے بھی نہیں ہوتا۔ درست زر آفتاب
سے مراد ہے۔ یعنی جب صبح نے دیکھا کہ شاہ مشرق کے پیدا ہونے میں سپاہ شام کا پتہ
بھی نہ رہا تو مارے ہنسی کے منہ جو کھولا تو درست زر یعنی آفتاب نکل پڑا +

فرازِ چترِ مروارید زاں شد باز زریں پر +
کہ مرغ صبح را یک دم نبود از نالہ آرامش

چترِ مروارید مراد آسمان سے ہے باعتبار ستاروں کے۔ باز زریں پر مراد آفتاب سے ہے
مرغ صبح یعنی مرغان سحری یعنی بلبل قمری وغیرہ یکدم یعنی تھوڑی دیر بھی آرامش حاصلمصدر
آرام کا ہے یعنی آسمان پہ آفتاب اسواسطے نکل آیا کہ مرغان سحری کو نالہ کرنے سے ایک دم بھی
آرام نہ تھا۔ حقیقت میں آواز مرغوں کی سنکر باز اُنکے شکار کے واسطے بلندی پر ضرور پرواز کریگا

مقالاتے کہ رفت از صدق در اول ملاقاتے
بصبح رومی مہ را نخست ایں بود پیغامش

صبح رومی مراد صبح صادق سے ہے۔ نخست کے معنی ابتدا کے ضمیر شین ماہ کی طرف پھرتی ہی
یعنی وہ گفتگو کہ از راہِ صدق دل کے ماہ کی صبح صادق سے اول ملاقات میں ہوئی پہلا پیغام یہی تھا

کہ دوش آندم شہنشاہِ زریں چترِ مشرق را
لباسِ آلِ عباسی رسید از جانبِ شامش

کاف بیان پیغام ماہ کا ہے اور یہ بیت بھی مقولہ ماہ کا ہے۔ شاہنشاہ زریں چتر مشرق مراد
آفتاب سے ہے یا مراد ممدوح سے کیونکہ ہند اکثر ممالک مشرقی میں ہے۔ آل عباس یعنی اولاد
حضرت عباس کی جنکا لباس اکثر سیاہ ہوتا ہے۔ پس مراد لباس آل عباس سے تاریکی شب کی ہے
یعنی آفتاب کے واسطے تاریکی شب کی آپہنچی یا ممدوح کے واسطے ملک شام کی طرف سے خلعت سیاہ پہنچا

زحل با مشتری میگفت بیعت نامہ خسرو
چو پیش تخت شد عرضہ خلیفہ کرد اکرامش

مشتری نام ستارہ کا ہے جو چھٹے آسمان پر ہے۔ اور زحل آسمان ہفتم پر ہے جسکو کیوان کہتے
ہیں۔ خسرو مراد ممدوح سے ہے۔ خلیفہ مراد شاہ روم سے یعنی چاند صبح صادق سے کہتا ہے

کہ اے صبح صادق میں نے سنا ہے کہ زحل مشتری سے یہ کہتا تھا کہ بعیت نامہ ممدوح کا جو وقت شاہ روم کے دربیش ہوا شاہ روم نے اعزاز واکرام کیا + آخر قصیدہ تک صبح روم سے چاند کی یہی باتیں ہوتی رہیں +

چو بر مضموں وقوف افتاد فرماں امام ایں شد
کہ بر اقطاع ہفت اقلیم نافذ باد احکامش

امام مراد شاہ روم سے ہے اور ضمیر شین خسرو کی طرف پھرتی ہے کہ مراد ممدوح سے ہے اور مصرع دوسرا شاہ روم کا مقولہ ہے۔ معنی شعر ظاہر +

فراز کائنات آنجا برند ایواں قدرش را
کہ نتواند مساحت کرد بال مرغ اوہامش

بعض نسخوں میں بجائے لفظ برد کے برند پایا جاتا ہے پس برند کا فاعل قضا وقدر ہے یعنی باوجودیکہ وہم ہر جگہ جا سکتا ہے لیکن مرتبہ ممدوح کا اسقدر بلند ہے کہ مرغ وہم کے بھی بازو وہاں تک نہیں جا سکتے +

وزیر مملکت شہ را ز حضرت مرحمت ایں شد
کہ بر منشور برد بحر جاری باد اقلامش +

یعنی خلیفہ کی طرف سے وزیر کے حق میں یہ مہربانی ہوئی کہ جو کچھ فرمان محمد شاہ کی طرف سے خشکی اور تری میں جاری ہوں اُسی وزیر کی قلم خاص کا نوشتہ ہو +

دبیر خاص خسرو را ز والی ایں خطاب آمد
کہ زلف عارض مہ باد تحریرات ارقامش

یہاں دبیر خاص دیوان صاحب سے مراد ہے۔ اور خسرو سے مراد ممدوح سے۔ زلف وعارض مہ بودن کنایہ تابعدار ہونے سے ہے ماہی سے ماہ تک۔ حقیقت میں تحریر اور رقمیں ماہِ کاغذ کے واسطے زلفیں ہوتی ہیں مصنف نے اس شعر میں اول ضمناً تعریف وزیر کی اور اسی شعر میں صفت صاحب دیوان کی لکھی ہے کہ خداوند تعالے سے خطاب آیا کہ وزیر یا دیوان تیری تحریر اور رقم کی زلفیں ماہِ کاغذ کے واسطے باعث آراستگی کا ہو +

برائے مطبخ خاصش امام الملک تعیں آں کرد

که نقد هر دو عالم باد ربع عشر انعامش

دو عالم مراد دنیا اور عقبےٰ سے ہے یا عالم جن وانس سے ہے - ربع چوتھا حصہ - عشر دسواں حصہ ربع عشر یعنی چالیسواں حصہ - ضمیر شین ممدوح کی طرف پھرتی ہے - اور انعام مراد خلیفہ سے ہے یعنی ممدوح کے صرف باورچی خانہ کے واسطے خلیفہ نے مقرر کر دیا کہ دونوں جہان کی نقدی اسکا چالیسواں حصہ ہونا چاہیئے +

زہے رستم کماں جمشید آرش تیر بہرامی
که پیش تیغ او چوبیں نماید خنجر سامش

آرش نام ایک پہلوان کا ہے - اور بہرام مریخ کو کہتے ہیں - اور چوبین جو چیز کہ بیکار ہو اور بہرام چوبیں نام پہلوان کا ہے - جمشید اور بہرام مراد ممدوح سے ہے یعنی عجب جمشید اور بہرام کہ اسکی کمان تو رستم کی سی ہے اور تیر آرش پہلوان کا سا ہے - اور اسکی تیغ کے سامنے خنجر سام کا بیکار معلوم ہوتا ہے +

خلائق پیش و پس پویاں طلایک کرحق گویاں
ز جرغ شه شده غلطاں گوهر بر نقرهٔ خامش

جرغ مہرہ سلیمانی یہاں مراد بادشاہ کی آنکھ سے ہے - نقرۂ خام خالص چاندی مراد چہرہ سے ہے معنی شعر کے ظاہر ہیں +

چو شه پوشید خلعت برنگ مردم دیده
میان روز میدیدیم شب را با مه تامش

شه مراد ممدوح سے ہے مراد خلعت سیاہ - میدیدیم یعنی تمام دوست اور رفیق دیکھتے تھے - مہ تمام بمعنی بدر یہاں چہرہ سے مراد ہے - معنی شعر ظاہر +

کف شه پنج دریا در وے یک قطرۂ آبے
که حلق خشک دشمناں را بباید شست ناکامش

پنج دریا مراد پانچوں انگلیوں سے ہے - باعتبار بہت بخشش اور سخاوت کے قطرہ آب مراد تلوار سے ہے ناکام کے معنی ضرور یعنی صدف کے ہاتھ کو باعتبار سخاوت کے پانچ دریا کہنا چاہیئے جسمیں ایک قطرہ

آب کا ہے اسی سبب سے دشمنوں کے خشک حلق کا دھونا بھی ضروری ہے +

	رخ مریخ زآں سرخست کو خورشید انور را تشبہ کرد با چتر سفید آل بہرامشس	

مریخ ستارہ کا نام ہے جو جلاّد فلک ہے اور اُسکا رنگ سرخ ہے اور سرخی علامت خجالت کی ہے
بموجب اسکے الحمرۃ للخجل والصفرۃ للوجل یعنی سرخی چہرہ کی علامت شرمندگی کی ہے اور زردی
چہرہ کی علامت خوف کی ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جب مریخ نے چتر سفید ممدوح کو خورشید روشن
کے ساتھ مشابہ کیا اور پھر جو معلوم ہوا کہ اسمیں اور اُسمیں زمین و آسمان کا فرق ہے مارے
شرم کے اُسکا چہرہ سرخ ہوگیا +

	الا تا شاہِ انجم را بریں نہ قلعہ رہینا نہد تاج زر بر سر چہارم تخت واجرائشں	

شاہ انجم کنایہ آفتاب سے ہے نہ قلعہ مراد نو آسمان سے ہے - چہارم تخت مراد چوتھے آسمان سے
ہے جو آفتاب کا تخت ہے یعنی خبردار رہو جبتک آفتاب آسمان چہارم یعنی اپنی تخت پر بیٹھا رہے
اور سنہری تاج ستارے کا سر پر رکھے +

	الا تا آتشیں شیر پلنگ اندام را ہر شب چو زر پختہ میتابد درست قلب ازخامشں	

آتشیں شیر مراد برج اسد سے ہے - پلنگ اندام یعنی داغدار جسم یوصفت آتشیں شیر کی ہے کیونکہ
کواکب کے سبب سے داغدار جسم ہے - زر پختہ - مراد زر خالص بے کھوٹ اور صاف یہاں مراد
ستارہ نورانی جو قائم مقام برج اسد کے ہیں یعنی اے مخاطب خبردار ہو جبتک برج اسد
کے واسطے اشرفی زر کی جسکو ستارہ قلب الاسد کہتے ہیں مانند زر کے مصفا ہے اور یہ بات قیامت
تک رہیگی یہ اشعار دعائیہ بطور ابتدا کے ہیں اور خبر اشعار آئندہ میں نکلیگی جنکے معنی ظاہر ہیں

قصیدہ مبارکبادی میں خلعت اور فرمان کے پہنچنے کے خلفاء عباسیہ
کی طرف سے بادشاہ ہند کے پاس

مر سلیماں را کہ کوس رب ہب لی زد نخست
سر بمہرش مصحف از داؤد خوش الحاں رسید

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالے سے درخواست کی تھی رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنی اے پروردگار مجکو ایسا ملک عطا کر جو کسیکو عنایت نہ کیا ہو چنانچہ اللہ تعالے نے اُنکی دعا مستجاب فرمائی لیکن یہاں مراد اپنے ممدوح سے ہے اور مصحف کے معنی قرآن شریف یا صحیفہ کیا گیا یعنی جس میں حکم اللہ تعالے درج ہوں اور یہاں فرمان خلیفہ روم سے مراد ہے - یعنی واسطے ہمارے ممدوح کے جس نے دعاء مذکورہ پڑھی تھی - شاہ روم کی طرف سے نامہ سر بمہر مشتمل اُسکی منظوری اور قبولیت کا پہنچا +

زاں نثار اُسکے کہ بر فرق رسولاں کرد شاہ
چرخ از تنگہائے لعل نہ ابناں رسید

تنگ بالضم بمعنی خروار یا ڈھیر - بعض کے نزدیک تنگہ کی جمع ہے جسکو ہندی میں ٹکہ کہتے ہیں بہر حال کواکب سے مراد ہے - معنی شعر ظاہر +

جاہ حاسد را چو چاہِ یوسفی بے آب کرد
خلعت مصری کہ از کنعاں بہندوستاں رسید

بے آب کے معنی ذلیل و بے آبرو کے ہیں - اور خلعت مصری اُس خلعت سے مراد ہے جو خلیفہ روم نے بھیجا تھا اور کنعان مراد روم سے ہے - معنی شعر ظاہر +

آں یکے پیغمبرست واں دگر باشد رسول
نیست کفر ایں ہیتواں بر سر ایں پنہاں رسید

یعنی وہ ایک قاصد پیغمبر تھا اور دوسرا رسول پس اگر کوئی میرے راز سخن کو سمجھے اور پہنچے تو میرا کفر نہیں اور وہ راز یہ ہے کہ رسول کے معنی پیغام لیجانے والا - اور قاصد کا کام ہے پیغام لے جانا یا پہنچانا ہے +

ہم بتاریخے کہ ماہ بر سال ہفصد شد فزوں
زیں صفر ماہ محرم سابق شعباں رسید

یعنی اُس تاریخ کو کہ سات سو پر ایک مہینہ گزرا تھا قاصد جس کا نام رجب تھا روم کے سفر سے ہندوستان میں ماہ محرم میں آپہنچا۔ اور حقیقت میں ہر سال ماہ محرم میں ایک مہینہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ زریں افسر اشارہ ہے پہنچنے خلعت اور فرمان سے اور سابق ماہ شعبان سے مراد ماہ رجب ہے +

راست گوئیم ماہِ حق سوے جنابِ ظلِ حق
صبح وار از آفتابِ ملک و دیں خنداں رسید

ماہِ حق ماہِ رجب سے مراد ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے الرجب شہر اللہ۔ وظل حق کنایہ اپنے ممدوح سے ہے۔ اور آفتابِ ملک دیں اشارہ شاہ روم سے ہے۔ فاعل رسید کا رجب ہے جو قاصد کا نام ہے +

دف بکف رایت بدوش اطروبہ وحدت بچنگ
رقص زن مانند چرخ از صاحبِ دوراں رسید

دف بربط اور اطروبہ یہ سب زوں کے نام ہیں یعنی قاصد ایسی صورت میں آیا کہ دف تو ہاتھ میں تھا اور بربط کندھے پر اور اطروبۂ وحدت کا کف میں تھا اور آسمان کی طرح ناچتا کودتا خوشی کے مارے خلیفہ روم کی طرف سے پہنچا +

از سمِ یکرانِ او گاو زمیں آں بار یافت
کز فشارش چوں طبق در پاے او کوہاں رسید

فشار اسکا مصدر فشردن ہے۔ طبق بعض کے نزدیک ایک بیماری کا نام ہے اور وہ ورم ہو جانا گردنات کے ہے۔ کوہاں اونٹ اور گاے کے پشتہ کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس گھوڑے کی سُم کی گرانی سے گاو زمین پر ایسا بوجھ پڑا کہ کثرت فشردگی سے اُسکا پشتہ پیروں میں جا پڑا +

قصیدہ مبارکبادی میں خلعت بنی عباس کے پہنچنے کی بادشاہ ہند کی طرف اور شہر دہلی کے آئین بندی کی تعریف میں

دوش آں زماں کہ خسرو زریں قباے خور
در میکشید خلعتِ عباسیاں نبر

خسرو زرّین قبا مراد آفتاب سے ہے۔ خلعتِ عبّاسیاں اکثر سیاہ ہوتا ہے۔ اِسی واسطے یہاں مراد تاریکی شب سے ہے۔ اِس قصیدہ میں ابتدا سے ہی مناسبات خلعت آنے کے لکھتا ہے اور تلازمات سیاہی کے خلعت سیاہ کے واسطے مناسب ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وقت شام کا آنا ہی اور آفتاب دم بدم تاریکی شب اور مغرب میں جاتا ہے +

ہر قبہ نو عروس زر اندودہ پیرہن
ہنگامہ دارِ مجلسِ حوران نغمہ گر

عروس بالفتح ہنگامہ دار بمعنی مجمع دار یعنی ہر برج اُسکے خیمہ کا چار قبّہ تک ایک عروس زر اندودہ پیرہن تھا اور اُسکے اندر مجمع لولیان نغمہ ساز کا تھا +

خیاط چرخ دوختہ بر دامن قماش
از پردہ ہائے سبز زر اندودہ استر

یعنی وہ خیمہ اسقدر بلند تھا کہ آسمان باوجود ایسی بلندی کے اپنے سبز پردوں کا استر اُسکے دامن پر لگاتا تھا خلاصہ یہ ہے کہ تمام آسمان اُسکے زیرِ دامن آجاتے تھے بھلا اور بلندی کی تو کیا اصل ہے

بہرِ بساطِ صحنِ سرایش کہ جنّتیست
طاؤس ہشت بال مرصع کشادہ پر

طاؤس ہشت بال مراد عرش سے ہے۔ ہشت بال مرصع مراد آٹھوں آسمانوں سے ہے مرصع باعتبار کواکب کے یعنی اُس خیمہ کے فرش صحن کے واسطے عرش نے اپنے بازو کھول دیے +

در صفہاش شعر طرازانِ شعر پوش
در طاقہاش نغمہ نوازانِ زہرہ فر

صفہ بالضم بمعنی چھجّہ و دالان ضمیر ستین کی خیمہ کی طرف پھرتی ہے و شعر طرازان یعنی شعر سمجھنے والے اور شاعر مراد اہل علم و فضل سے ہے اور شعر پوش یعنی پوشندۂ شعر اور شعر بالفتح بمعنی موے اور ایک ریشمی باریک سیاہ رنگ کے کپڑے کو بھی کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

بانی این عمارت و آئین نگارِ او
روح القدس بامرِ شہنشاہ نامور

روح القدس سے مراد جبرئیل سے ہے اور شہنشاہ نامور مراد خدا تعالیٰ یا ممدوح سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس عمارت کا بنانیوالا خداوند تعالیٰ یا ممدوح کے حکم سے جبرئیل قرار پایا تھا +

سلطان دین محمد تغلق جہان عدل
ماہ زحل مکانت و شاہ مسیح فر

زحل جسے کیواں کہتے ہیں یعنی وہ بادشاہ جس کی میں نے تعریف کی ہے۔ سلطان دین محمد بیٹا تغلق شاہ کا اگرچہ ظاہر میں تو بادشاہی ہے لیکن حقیقت میں بارگاہ ایزدی میں رتبہ ہمسر مسیح کا حاصل ہے +

اے بر قبائے جاہ تو از روئے کبریا
از اختران لالی و از مہ ترنج زر

کبریا کے معنی بزرگی کے ہیں یعنی تیرے رتبہ کی قبا میں کواکب کے موتی اور چاند کا سنہری ترنج لگا ہوا ہے +

تا در ریاض حسن و جمال بتان بود
بادام عین نرگس و پستہ پر از شکر
بادا بلعل حل شدہ اندودہ خصم را
بادام و در و سراچہ بر مردم بصر

پستہ مراد لبوں سے ہے اور شکر مراد تبسم یا سخنان شیریں سے ہے اور بادام چشم و سراچہ چشم مراد پلکوں سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن ہمیشہ اشک خونیں ہی بہاتا ہے +

قصیدہ پادشاہ ہند کی تعریف میں

بر سر این سبز خوان خور چو نہد قرص زر
خشک لبان را مباد مائدہ جز لعل تر

سبز خوان مراد آسمان سے ہے۔ قرص زر کنایہ آفتاب۔ خشک لب مشتاق و طالب اور لعل تر مراد شراب سرخ سے ہے۔ معنی شعر کے ظاہر ہیں +

چون خروس آرمیش کہ از حلق زاغ

بیضۂ زریں کشند طوطے طاؤس پر

خونِ خروس کنایہ شراب سے ہے۔ حلق زاغ مراد گلوئے شب سے ہے۔ بیضۂ زر مراد آفتاب سے ہے۔ طوطی طاؤس پر مراد آسمان سے ہے باعتبار کواکب کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شراب میرے سامنے لاؤ پہلے اس سے کہ آفتاب طلوع ہو +

کشتی زر در شکم دارد مقلوب یم
خیز زودش ببر سوئے لب اے سیمبر

کشتی زر مراد جام زریں سے ہے۔ یم کو مقلوب کیا تو مے ہوا خلاصہ یہ ہے کہ پیالہ میں شراب جو بھر ہے تو اسے جلدی سے پی بھی جا +

مار زر اندودہ بیں در دہنش مشک تر
مورچہ بیں صد ہزار از پئے او بر قمر

مار زر اندودہ مراد قلم سے ہے اور مشک تر کنایہ سیاہی کی طرف ہے۔ مورچہ اشارہ حروف کی طرف صد ہزار یعنی بکثرت قمر سے ارادہ کاغذ کیا ہے معنی ظاہر +

زرد قبا زنگیست آب کشش رومیاں
تا نکند سر کشی سلسلہ وار از کمر

از دقبا مراد قلم سے ہے۔ زنگی مراد سیاہی و دوات سے ہے۔ رومی مراد انگلیوں سے ہی باعتبار سرخی و سفیدی کے

وقت دویدن کشند خالِ سیہ بر جبیں
گاہ غنودن نہد آئینہ در زیر سر

دویدن اشارہ ہے دوات کی طرف جانے سے اور خال سیہ مراد سیاہی سے۔ غنودن مراد لکھنے سے ہے کیونکہ اکثر غنودگی میں سر نیچے کو چلا جاتا ہے اور آئینہ مراد کاغذ سے ہے۔ اور بعض نے مراد قلمدان سے لی ہے +

ماہی زر در دہن عنبر تر کرد خواست
تا بسوئے مہ برد بحر گرفتش بہ سر

ماہی زر مراد قلم سے ہے۔ عنبر تر کنایہ سیاہی مہ عبارت کاغذ سے ہے اور بحر اشارہ دست ممدوح سے

سے ہے یعنی قلم نے اپنے منہ میں سیاہی لیکر چاہا تھا کہ کاغذ کی طرف جائے مگر ممدوح کے بحر دست نے اُسکو اپنی بغل میں لے لیا +

سیرِ ہلالِ فلک نیست مگر تا شفق
رفتنِ آں ماہ نوست ز شب تا سحر

ماہِ نو مراد قلم سے ہے اور شب عبارت سیاہی دوات سے ہے اور سحر کنایہ کاغذ سے ہے یعنی اگرچہ ظاہر میں ہلال کا ٹھیراؤ قیام شفق سے زیادہ نہیں ہے مگر یہ بڑے تعجب کا ماہ نو ہے کہ شب سے سحر تک چلتا ہے +

یک الف از پنج نوں تا نرود سوے میم
سر بخطش ناورند جملہ حروفِ دگر

الف مراد قلم سے اور پنج نوں مراد پانچ اُنگلیوں سے ہے۔ میم مراد دوات سے ہے۔ سر بخط آوردن مراد تابعدار ہو جانے سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبتک قلم بذریعہ اُنگلیوں کے دوات تک نہ جائے لفظ وجود میں نہیں آسکتے اور کیا لطف کی بات ہے کہ ابتدا تمام حروفوں کی الف سے ہی ہے +

برہ زبر برف خشک برق ولی ابر پاش
در شکنِ دام مشک مرغ ولے دست پر

برفِ خشک مراد کاغذ سے ہے اور قلم کو برق کہا ہے۔ ابر پاش باعتبار گرانی سیاہی کے دام مشک مراد الفاظ سیاہ سے ہے۔ دست پر بذریعہ ہاتھ کے اُڑنیوالا یعنی وہ قلم مثل برق کے ہے اور کاغذ پر ابر پاشی کرتی ہے اور اُس قلم کو مرغ کہنا چاہئے جو شکن دام مشک میں بذریعہ ہاتھ کے اُڑتا ہے +

اے شہِ جمشید بخت واے مہِ خورشید تخت
واے بتِ ناہید رخت بزمِ ترا جلوہ گر
خیر و شرِ ثابتات رائے ترا منتظر
خشک و ترِ کائنات خوانِ ترا ماحضر
چند دلِ حاسداں تیغ تو آرد بدست
چوں ہمہ عمرش بود در دلِ دشمن گذر

یعنی اے بادشاہ جمشید کے سے نصیبے والے باوجودیکہ بُت ناہید رخت تری مجلس میں جلوہ گر ہے اور تو جہان کے حالات سے واقف ہے اور دیکھ چکا ہے اور تمام چیزیں بڑی و بحری تیری خوانچہ پر موجود ہیں اور باوجودیکہ تیرے تیر کو ہمیشہ سے دشمنوں کے دل میں گزر ہے پھر میں حیران ہوں کہ یہ تیر تیرے ہاتھ سے کب تک دشمنوں کے دل نکالے جائیگا +

در زمین عدل تو زید کہ زد عمرو را
نیست بجز مبتدا ہیچ کسے را خبر

یعنی اے بادشاہ تیرے انصاف کے زمانہ میں ظلم کرنا تو درکنار رہا ظلم کا نام بھی نہیں سُنا البتہ نحویوں کی مثالوں میں کہ الفاظ کشتن وزدن کے واقع ہوئے ہیں۔ جملہ میں مبتدا کے سوا کسی کو خبر بھی نہیں +

روے برویم بنہ آئینہ دار و نگر
آں طبق لعل را بر زبر طشت زر

طبق لعل مراد معشوق کے سرخ چہرہ سے ہے اور طشت زر عاشق کے زرد چہرہ سے غرض ہے۔ یعنی اے معشوق تم اپنے رخسارہ کو آئینہ دیکھنے کے واسطے رکھتے ہو بس اِس طرح اپنے رخ کو میرے چہرہ پر رکھکر دیکھو تو ہی طبق لعل طشتِ زر پر کیا اچھا معلوم ہوتا ہے +

سوزنِ عیسیٰ مشو بخیہ بروئیم منہ
پیرہنِ غم مدوز پردۂ شادی مدر

یعنی اے معشوق میری رسوائی نہ کر اور ہماری غم عشق کی فکر اور پردۂ خوشی کے ٹکڑے نہ اُڑا +

قصیدہ بادشاہ ہند کے جشن کی تعریف میں اور ابوالربیع سلیمان عباسی اور محمد تغلق کی تعریف میں

درونِ پردہ بہر گوشۂ کہ چنگ زنی
ہزار مطرب گویاے عندلیب نواست

یعنی خیمہ میں ممدوح کے جس طرف تو ہاتھ مارےگا ہزاروں نغمہ سرائے خوش آواز پائیگا +

اگر نہ خلدِ برین ست این ہزار ستون
چرا قضاے درش عرضگاہ بروز جزاست

عرض گاہ یعنی جاے ظہور ہزار ستون نام خیمہ ممدوح کا ہے اور جزا مراد قیامت سے ہے یعنی اگر اس ہزار ستون کو خلد بریں ہنیں کہتے تو اس سے آثار قیامت اسکے کیوں ظاہر ہوتے ہیں؟

ابو الربیع سلیماں خلیفۂ برحق
کہ آستانِ درش آسمان عزو علاست

یعنی سلیمان ابو الربیع وہ خلیفہ برحق ہے کہ اسکے دروازہ کی چوکھٹ کو باعتبار بلندی اور عزت کے آسمان کہنا چاہیئے +

بلی چناں حرم آباد زاں چناں شاہیست
کہ او متابع امر خلیفۂ دنیا ست

درست اور بجا ہے کہ ایسا حرم آباد خیمہ طرح طرح کے اسباب بادشاہی سے آراستہ ہے اور کیوں نہو جس صورت میں کہ وہ تابعدار شاہ روم کا ہے +

سپاہ عدلِ تو تا صف کشیدہ گردِ جہاں
زبہر آنکہ عدو درمیانہ ناپیدا ست
کشادہ پنجہ دہن باز شیر بر چرخ است
کشیدہ تیغ کمر بستہ کوہ در صحرا است

یعنی اُسوقت سے کہ تیرا دشمن جہان سے ناپید اور معدوم ہو گیا ہے اُسکی تلاش و جستجو میں تیری سپاہ عدل نے لمبی صف کھینچی ہے اور تمام جہان اُسکا دشمن جانی ہو گیا ہے چنانچہ شیر فلک نے آسمان پر یعنی برج اسد نے چرخ پر اپنا دہن اور پنجہ کھول رکھا ہے۔ اور پہاڑوں نے جنگل میں کمر باندھ رکھی ہے اور تلوار کھینچے ہوئے ہیں +

قلم کہ زرد قبا ہندو لیست در کف تو
اگرچہ آب کشِ رومیانِ ما قفا ست
ہزار بار سیہ کرد چہرۂ مہ را

هنوز در سرِ او مبتلائے ایں سودا ست

زرد قبا باعتبار زمین ہیچیدہ ہونے کے کہا۔ ہندو ہندوستان کا باشندہ یا سیاہ فام کیونکہ ہندوستان کے لوگ اکثر سیاہ ہوتے ہیں۔ آبخش کے معنی خدمتگار ہیں۔ رومیاں مُراد انگلیوں سے ہے۔ سہ قفا باعتبار گول ہونے ناخن کے قلم کے واسطے سیاہ فام بہت مناسب ہے کیونکہ قلم کا سر اکثر سیاہ ہوتا ہے + معنی اشعار کے ظاہر ہیں +

قصیدہ پادشاہ کی تعریف میں

دوش چو شاہد حبش آئینہ در دہاں گرفت
مطرب پنج شوئے را مہر سہ خواہراں گرفت

سہ خواہراں سے مراد بنات النعش سے ہے۔ شاہد حبش مراد شب سے ہے۔ مطرب پنج شوی مراد زہرہ سے ہے اور پنج شوئے کنایہ ہے قمر مشتری زحل عطارد مریخ۔ آئینہ مراد آفتاب ہے یعنی کل جو شاہد حبش نے آفتاب کو غروب کر دیا زہرہ مع پانچوں ستاروں اور تینوں خواہروں کے نکل آیا

ترک نسیج پوش سہ ترک کلاہِ گرفت
قطب ز اطلس سیاہ خرقہ طیلساں گرفت

نسیج بافتہ یعنی کپڑا ریشم کا بنا ہوا۔ قطب نام ستارہ کا ہے۔ اطلس نام ایک ریشمی کپڑے کا ہے طیلساں اُس چادر کو کہتے ہیں جو قاضی اپنے کندھے پر ڈال لیتے ہیں۔ کلاہ زر مراد آفتاب سے ہے ترک گرفتن و ترک گفتن دونوں کے معنی چھوڑ دینے کے ہیں۔ اطلس سیاہ مراد رات کی تاریکی سے ہے یعنی جب رات ہوئی چاند نے اپنی زرد ٹوپی چھوڑ دی۔ کیونکہ وقت رات کا اور سونے کا تھا اور قطب جو مرد بزرگ ہے اُس نے رات کے وقت اطلس سیاہ کا خرقہ اور جامہ تیار کر لی ہے۔ چونکہ چاند دن میں شعاع آفتاب کے نیچے تھا اسیواسطے گویا ٹوپی زرد پہنے ہوئے تھا جب رات کو شعاع آفتاب سے باہر نکل آیا تو گویا کلاہِ زرد کو چھوڑ دیا +

قرص شکستہ مے نہد بر سرِ سفرہ بیشتر
دورِ فلک کہ طشت زر از سرِ ہفتخواں گرفت

یعنی جو ہیں دورِ فلک نے طشتِ زر کو ہفت خوان سے اُٹھالیا یا غروب کر دیا اور اُسکے بعد بجائے
سے قرص شکستہ کو خوانچہ پر جما دیا اور قاعدہ ہے کہ جب دستر خوان پر سے کھانا اور رکابیاں
وغیرہ اُٹھا لیتے ہیں تو ریزۂ نان کے باقی رہجاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور
ستارے نکل آئے +

	کرد سپاہِ ترک را لشکرِ ہند منہزم مہ چو خدایگاں ازاں ملک ہمہ جہاں گرفت	

یعنی جب لشکر ترک کو ہندوستان کی فوج نے شکست دیدی اسی باعث سے بادشاہ کو تمام
جہان پر قبضہ ہوگیا یعنی آفتاب کو شکست ہوگئی اور بادشاہِ ہند یعنی چاند فتحیاب ہوگیا یعنی چاند
نکل آیا اور رات ہوگئی +

	مجمرِ باغ و بوستاں از سرِ زلف آں پر ست لاجرم از برائے آں نکہتِ بوستاں گرفت	

یعنی چونکہ باغ و بوستاں خوشبو زلفِ معشوق سے فیضیاب ہیں اسی واسطے وہ محبوب گلوں کی
خوشبو سے اپنے دماغ کو معطر کرتا ہے ورنہ اُسکی غیرت حسن کسی اَور سے فائدہ لینا نہیں چاہتی +

	غنچہ چو دید ز آئینہ سرمہ کم سفید بیش حقۂ غازہ در سرِ پنجۂ وسمہ ساں گرفت	

حقہ بمعنی ڈبہ جس میں مروارید رکھتے ہیں۔ غازہ کے معنی گلگونہ یا اُبٹنہ۔ وسمہ ایک قسم کی نباتات
جسے پانی میں جوش کرکے ابرو پر اُسکا رنگ لگاتے ہیں بعضے اُسے برگ نیل کہتے ہیں اور بعضے
حنا کہتے ہیں۔ آئینہ مراد آفتاب سے ہے۔ سرمہ مراد شب سے ہے۔ حقۂ غازہ مراد گل شگفتہ سے
ہے اور پنجۂ وسمہ ساں شاخ سبز سے مقصود ہے یعنی غنچہ نے سبب معلوم کیا کہ آفتاب نقطۂ
ربیع سے آگے بڑھگیا اور رات کم ہوگئی دن زیادہ ہوگیا موسم سراپا عشرت کا گزرے جاتا ہے
پس شاخ برگل شگفتہ پیدا کیا اور آرایش کا سامان کرنے لگا +

	گیسوئے شب برابرِ قامتِ ترسنگ ور شد ہاہچہ زرد سرخ را خود ثمرِ منڈہ ساں گرفت	

ہیچہ نیزہ کے سر کو کہتے ہیں جو سونے یا چاندی کی ایک گول سی ٹکیہ نیزہ پر قائم کر دیتے ہیں ہیچہ زر
مراد آفتاب سے ہے یعنی آفتاب کا معشوق برج حمل میں آگیا اور دن رات برابر ہو گئے بہار کا
موسم آگیا اب تم بھی تماشہ دیکھو +

بسکہ سحاب بحر و بحر بر سرِ کوہ موج زد کشتی لعل پارہ را بر سرِ بادباں گرفت	

بادبان ایک پردہ کو کہتے ہیں جو کشتی کے اوپر باندھ دیتے ہیں اور سر کشتی کو بھی کہتے ہیں یعنی مینہ
اسقدر برسا کہ پانی پہاڑوں پر لہریں مارنے لگا۔ کشتی لال پارہ یعنی پارہ لال اور یہ سرخ پھولوں سے
مراد ہے اور بادبان شاخ سے مراد ہے۔ سر بادباں گرفتن جلدی دور چلنے پیالہ سے مراد ہے ۔
خلاصہ یہ ہے کہ مینہ برسنے اور سردی ظاہر ہونے سے یہی تقاضا ثابت ہوتا تھا کہ شراب کے پیالوں کو
دورہ دو اور جلدی جلدی ہو۔ بادہ لعل و کشتی بادہ لعل مراد جام سے ہے +

گل چو کشاد طشت زر صبح کشید تیغ خور بلبل ازیں قبل نگر وقتِ سحر فغاں گرفت	

یعنی اے مخاطب ذرا غور و تامل کر کہ صبح کے وقت جب پھول کھلا اور زردی ظاہر کی صبح نے اُس کے
پکڑنے کے لئے آفتاب کی تلوار کھینچی اور بلبل نے اس خیال سے کہ یہ صبح میرے معشوق کو تکلیف
دیگی رونا پیٹنا شروع کیا اور اسواسطے شور مچایا کہ لوگ بیدار ہو کر اسکو منع کرینگے یا فقط صبح کے دھمکانے
اور ڈرانے کو بلبل نے یہ دہائی مچادی خلاصہ یہ ہے کہ صبح ہوئی پھول کھل گئے۔ آفتاب نکل آیا اور بلبل نے
غل مچایا +

تیر ز سہمِ ناوکِ جبہۂ انتقامِ او قامتِ خود ہزار پے بر صفتِ کماں گرفت	

یعنی اے مخاطب وہ بادشاہ ایسا منصف ظلم کا دور کرنیوالا ہے کہ تیر میں مادہ ایذا رسانی کا تھا اُسکے
خوف ترکش انتقام سے اپنے قد کو ہزار دفعہ کمان کی طرح خمیدہ کر دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ تیر ایسا سرکش
ہے کہ کسی کے سامنے ترکش خمیدہ نہیں ہوتا لیکن ممدوح کے سامنے کمان کی طرح جھک گیا ہے
تیسری کہ یہ تیر سے مراد عطارد ہے +

بر سرِ قصرِ قدرش از ہیم مساسِ آسماں	

	شکل خمِ ہلال را قامتِ پاسباں گرفت	

یعنی ممدوح کے رتبہ کا محل اسقدر عظیم الشان ہے کہ ہلال بطور چوکیدار کے خمیدہ کھڑا ہے تاکہ ایسا نہو کہ آسمان جو کہ محل کے نیچے واقع ہے پائے محل سے نہ لگ جائے کیونکہ آسمان کا اتنا رتبہ نہیں ہے کہ اپنے سر کو محل بادشاہ کے پیر سے لگادے - اِس صورت میں فاعل فعل کا آسمان ہے - دوم یہ کہ محل رتبہ بادشاہ کا اِسقدر بلند ہے کہ اُس محل کا چوکیدار اپنے سر کو جھکا کر کھڑا رہتا ہے کہ مبادا میرا سر آسمان سے ٹکرا جائے اور مجھے تکلیف پہنچے واللہ اعلم +

	راہ پُر از ستارہ شد خنجر او چو برق زد خود قمر دو پارہ شد سہم چو در کماں گرفت	

خلاصہ یہ کہ جب ممدوح کا پیکان تیر سے نکلتا ہے مارے خوف و دہشت کے ستارے تک فلک سے گر پڑتے ہیں - یا یہ کہ جب خنجر دشمن کے جسم پر لگتا ہے تو خون کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں - تیسرے یہ کہ اُس خنجر کے جوہر ستاروں کی مانند چمکتے ہیں اور جس وقت کہ تیر کمان کو پکڑتا ہے چاند کے بھی دو ٹکڑے کر دیتا ہے +

	اے تو شہے کہ خنجرت صدمۂ ہفتخواں شکست وے تو شہے کہ چاکرت ملکتِ ہفتخواں گرفت	

یعنی اے ممدوح تو ایسا عالیجاہ جانز ہے کہ تیرے خنجر نے جرأت اور شہرت مصیبت ہفتخوان رستم اور اسفندیار کی توڑ دی اور اے بادشاہ تو نے اپنی شہرت کے مقابل میں اُن دونوں پہلوانوں کی شہرت گم کر دی اور تو ایسا بادشاہ جمجاہ ہے کہ تیرے ادنے نوکر نے سلطنت ہفت سرداران کی حاصل کی اور ہفتخوان سے مراد ساتوں آسمانوں یا زمینوں سے ہے +

	برق سحابِ خنجرت دید عدوے تیرہ دل بر لبِ بامِ چشم زاں ہر مژہ ناوداں گرفت	

بام چشم فلک سے مراد ہے - مژہ موئے ابرو کو کہتے ہیں - ناوداں بدر رو آب کی جسکو ہندی میں پرنالہ یا نالہ کہتے ہیں یعنی اے بادشاہ دشمن سیاہ دل نے شاید تیرے سحاب خنجر کی برق کو دیکھ لیا ہے اسیواسطے ہر وقت اتنا روتا ہے کہ گویا اُسکی ہر پلک پرنالہ ہو گیا ہے +

سبزہ ز شاخ زعفراں ریختہ آب ارغواں
تیغ تو چوں حسود را بدرید و جاں گرفت

سبزہ استارہ تلوار کی طرف ہے۔ شاخ زعفران دشمن کے قد سے مراد ہے۔ آب ارغوان کنایہ دشمن کے خون کی طرف ہے یعنی تیری تلوار نے دشمن کو ہلاک کیا گویا اس تلوار کے سبزہ نے شاخ زعفران قد سے آب سرخ خون کا بہایا +

پرچم بیرق تو گیسوے ہفت خواہراں
چوں مہ رایتت بخور روز وغا قراں گرفت

پرچم پہاڑی گاے کی دم یا وہ جو سر نشان لشکر پر باندھ دیتے ہیں۔ بیرق جھنڈے کو کہتے ہیں ہفت خواہراں عبارت نبات ستاروں بنات النعش سے ہے یعنی اے ممدوح لڑائی کے دن جو تیرا ماہچہ علم کا آفتاب تک پہنچگیا پس اسکا پرچم ہفت خواہران کی زلفیں بنگیا +

قصیدہ سلطان محمد صبح اور معشوق کی تعریف میں

بر ورق لاجورد نقطۂ زر شد رقم
سوے لب ما بیار جز خطِ جام اے صنم

ورق لاجورد استارہ آسمان کی طرف ہے۔ لفظ زر مراد آفتاب سے ہے۔ ترکی میں سو کے معنی پانی کے ہیں اور عربی میں ٹا کہتے ہیں۔ خط جام خط جور سے مراد ہے جو جام جمشید پر سب سے پہلا خط تھا۔ جام جم پر سات خطوط تھے۔ اول خط جور۔ دوم خط بغداد۔ سوم بصرہ۔ چہارم خط ازرق۔ پنجم خط اشک۔ ششم کاسہ۔ ہفتم خط فرودینہ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ صبح ہو گئی اور آفتاب نکل آیا اب شراب کا پیالا دو

جام چو ماہ تمام شد سوے پرویں رواں
ماہ نو ش در قفا کھم شفقش در شکم

ماہ تمام صفت ہے جام کی۔ پرویں مراد دنداں سے ہے۔ ماہ نو مراد انگلیوں سے ہے۔ شفق استارہ شراب سرخ کی طرف معنی شعر ظاہر +

نقد رواں دہ بہا وز زر قلب آر لعل

تا دلت از غم رہد خاتم او ساز نم

نقد رواں سکۂ رائج کو کہتے ہیں مگر یہاں رواں کے معنی جان کے ہیں۔ زر قلب کھوٹے روپیہ کو کہتے ہیں۔ یہاں زر مقلوب یعنی رز بمعنی درخت انگور سے مراد ہے۔ لعل کنایہ شراب کی طرف سے یعنی اے معشوق تو شراب نہیں پیتا اور مغموم بیٹھا ہے بس مغموم نہ رہو قیمت میں نقدی جان کی دے اور شراب حاصل کر تاکہ تیرا دل غم سے رہائی پاوے اور اپنے دہن کو انگوٹھی اور خاتم اُس لعل کی بنالی یعنے شراب پی لی +

دوشش کہ قوسِ ہلال چوں زہ سیمیں نمود
گشت پر از گوے زر جیب قباے ظلم

قوس کے معنی کمان کے ہیں۔ زہ چلۂ کمان کو کہتے ہیں۔ زہ سیمیں مراد ہلال سے ہے اور کنٹھے کو بھی کہتے ہیں۔ گوے زر مراد ستاروں سے ہے۔ قباے ظلم مراد فلک یا شب سے ہے یعنی کل قوس ہلال کی ظاہر ہوئی۔ تاریکی شب کی کواکب سے پُر ہوگئی +

در عوضِ تاج لعل داد مہ از کہکشاں
قطبِ سیہ پوش را جبہۂ زریں علم

تاج لعل مراد آفتاب سے ہے۔ کہکشاں چھوٹے چھوٹے ستارے۔ وہ رستہ جو ستاروں کے درمیان واقع ہے۔ قطب ایک نقطۂ فرضی کو کہتے ہیں اور لقب ولی اللہ کا ہے۔ ولی اللہ اکثر جامہ سیاہ پہنتے ہیں۔ علم کہ معنی نقش و نگار کے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب قطب کے ہاتھ سے تاج لعل کا نکل گیا اُسکے بدلے چاند نے قطب کے واسطے زریں نقش کہکشاں کی دی +

شب ہمہ شب آسماں آبلہ روی ہندو لیست
حلقہ بگوش از ہلال بردہ شاہِ عجم

آبلہ رو چیچک کے داغ والا باعتبار ستاروں کے آسمان داغ چیچک کے رکھنے والا ہے معنی ظاہر

گر نہ کشیدی زہ زنگ زلف تو بر چین حشم
ترک تو پیکان ناز آب ندادے بہ سم

زنگ مراد سیاہی زلف۔ چین مراد سفیدی چہرہ۔ حشم کے معنی لشکر کے ہیں۔ ترک کنایہ چشم کی طرف

پیکان ناز مراد غمزہ سے ہے۔ جنگ میں نیزہ زہر میں آبدار کر لیتے ہیں یعنی جبتک معشوق نے زلف کو آراستہ نہ کیا تھا اُسکا غمزہ بھی کارگر نہ تھا اب چونکہ زلف کو چہرہ پر آراستہ کیا ہے غمزہ بھی کارگر ہو گیا ہے اِسی واسطے کہتا ہے کہ اگر تیری زلف یہ نہ کرتی تو تیری چشم بھی ایسا کام نکرتی

آتش گویاے تست تکیہ گہہ در خشک
سنبل بویاے تست خمزدہ گرد بقم

آتش گویا اشارہ لب کی طرف ہے۔ دُرِ تر یعنی درِ آبدار یہاں مراد سخن یا دنداں سے ہے سنبل بویا مراد زلف سے ہے۔ بقم کے معنی مجیٹھ کے یا کسنبھ کے ہیں یہاں مراد رخ سرخ یا لبِ سرخ سے ہے درِ خشک کی جگہ دُرِ تر واقع ہوا ہے۔ معنی شعر ظاہر +

مہ بکمند آورد سنبل تو ہر نفس
پنجہ پدید آورد آتش تو دم بدم

مہ کنایہ رخسار سے ہے۔ سنبل اشارہ زلف سے ہے پنجہ بمعنی غزالہ و نگرگ یہاں مراد دنداں سے ہے۔ آتش مراد لب سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

ہست بر اثبات حسن چشم تو نص جلی
دار داز آں روے نوں بر سرِ صادے رقم

نص بمعنی آشکارا۔ علم اصول کی اصطلاح میں آیاتِ قرآنی ظاہر کردیوے کارِ متشابہ کو کہ یہ نیک ہے یا بد ہے۔ اور فارسی میں کلام صریح اور ظاہر کو نص کہتے ہیں۔ جلی کے معنی ظاہر اور روشن ازاں کے معنی اُس سبب سے نون مراد ابروے سے۔ صاد مراد چشم سے۔ خلاصہ یہ ہے جیساکہ آیاتِ قرآنی صریح اور ظاہر ثابت کرنے اشیاء کے واسطے اُتری اور وارد ہوئی ہیں اسی طرح تیری آنکھ ثبوت حسن کے واسطے نص جلی یعنی آیتِ روشن ہے اِسی باعث سے نون کو سر صاد پر لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ جسوقت نون کو صاد پر لکھیں گے تو نص ہو جائیگا +

چاہِ زنخدانِ تست از لب ما خشک تر
چند برد آب چاہ چاہ تو از قلب نم

ما ضمیر متکلم کی ہے اور ربانی کے معنی میں مستعمل ہے۔ نم کو قلب کیا تو من ہوا یعنی زنخدان تیری

ہمارے لبوں سے بھی زیادہ خشک ہے بس کب تک تیری جاہ زنخدان میں رتبہ کی آبرو گھٹا جائیگی

شحنۂ ابروے تو داد بحاجب کماں
تا نبرد ترکِ مست دست بہ تیغ ستم

شحنہ کے معنی کوتوال کے ہیں۔ حاجب کے معنی چوبدار اور دربان۔ ترکِ مست مراد چشم سے ہے تیغ ستم مراد غمزہ یا اُسی ابروے خمدار سے ہے معنی شعر ظاہر +

اے کف و شمشیر تست قطرۂ آبی و یم
قطرۂ تو نار بار از یمِ تو بحر نم

قطرہ آب تلوار سے مراد ہے یم مراد ہاتھ سے ہے۔ نار بار باعتبار خون ریزی کے یعنی تیری تلوار دشمن کی خونریزی کرتی ہے اور تیری بخشش ہاتھ کے مقابل میں دریا ایک ذرا سی طراوت اور بجاے قطرہ کے ہے

رومی سودائی ست کلک تو کز راہِ بحر
مشک بچیں مے برد از حبشہ دم بدم

کلک رومی مراد قلم ورق پیچیدہ سے ہے۔ سودائے یعنی سیاہی آلود اور کار برخلاف عقل کے ہے مشک مراد سیاہی اور دوات سے ہے چین مراد کاغذ سے ہے۔ حبشہ کنایہ دوات کی طرف معنی شعر ظاہر ہیں +

تیر ترا با قضا سر قدر در میاں
خنگ ترا چوں قلم ماہ بزیر قدم

درمیان کے معنی مابین اور نیام یعنی خانہ تلوار کا۔ ماہ مراد کاغذ سے ہے۔ قضا کو حکم اجمالی کہتے ہیں اور قدر کو حکم تفصیلی یعنی تیری تیغ کے واسطے حالت حکم اجمالی ہیں ہزاروں حکم تفصیلی ہیں اور جیسا کہ تیری قلم کے نیچے ماہ کاغذ ہے اسی طرح تیرے گھوڑے کے واسطے ماہ نعل یا ماہِ فلک نیچے قدم کے ہے +

قدر ترا جاے باش بر سرِ ایوانِ عرش
خصم تو صاحب فراش زاں سوی کتم عدم

صاحبِ فراش کے معنی مریض اور بیمار کے ہیں۔ آں سوی بمعنی آں جانب ہندی میں پَرلی طرف

کہتے ہیں۔ کتم عدم یعنی پردہ نیستی کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن باوجودیکہ پردۂ نیستی کے پرلی طرف یہاں خوف کا مقام نہیں ہے چلا گیا ہے لیکن تیری ہیبت اِس درجہ کی ہے کہ بیچارہ وہاں بھی مریض اور بیمار ہے +

ملک بتولائق ست ہلاک بدشمن بلی فرق فریدون وتاج کاوہ وسندان ودم	

کاوہ نام ایک مشہور لُہار اور آہن گر کا ہے جس نے فریدوں سے ضحاک پر چڑھائی کی۔ سندان کو ہندی میں اہرن کہتے ہیں۔ دم کے معنی دھونکنے پس ممدوح کو فریدوں اور دشمن کو کاوہ آہنگر فرض کیا۔ پس خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اُسکی لیاقت کے موافق رتبہ ملتا ہے۔ اے ممدوح تیری لیاقت ملکداری کی تھی تجھ کو ملک مرحمت ہوا اور دشمن کو جو ہلاک کرنے کے لایق تھا ہلاکی عنایت ہوئی +

اے زخلیفہ ولی گاہ نفوذ اُمُور وے ز لطیفۂ علی گاہ عطا وکرم	

خلیفہ مراد شاہ روم یا ذاتِ باری تعالی سے ہے۔ ولی کے معنی دوست اور مقرب خدا کے ہیں یہاں نائب لطیفہ کے معنی خیر اور نیکی۔ نیکی سخاوت اور شجاعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخصوص ہے۔ معنی شعر ظاہر +

رایت وراے ترا نام گرفتہ امام شمسُ سماء الھدےٰ ظلّ الہ النعم	

امام مراد شاہ روم سے ہے شمس سماء الہدیٰ یعنی آفتاب آسمان ہدایت کا۔ نعم بمعنی نعمت خلاصہ یہ ہے کہ تیری راے کا نام امام روم خرشید فلک ہدایت یعنی آراستہ کرنیوالا ہدایت کا سایہ خدا کا تیرے نیزے کا نام لیا ہے +

فتح تو تا نصب کرد بیرق رفع عدد گاہ بجبرست قید گاہ بکسر است ضمّ	

فتح کے معنی ظفر کے ہیں اور نصب کے معنی قایم کرنا۔ بیرق کے معنی نیزہ۔ رفع کے معنی دور کرنا

جر کے معنی کھینچنا۔ قید بمعنی مقید کرنا۔ ضم کے معنی ملنا یعنی جس وقت سے تو نے نیزہ کو دشمن کے
دور کرنے کے لئے قائم کیا ہے اُس وقت سے ابتک کبھی تو وہ دشمن کشتا کشتی فوج میں مقید ہے
کبھی ٹوٹے ہوئے اعضا سے ملا ہوا ہے۔ شاعر نے اس شعر میں حرکات ثلاثہ جمع کر دی ہیں +

پیشِ ضمیرت چو صفر ہیچ حسابے نیافت
بر سرِ لوحِ بیاں عقدۂ جذرِ اصم +

صفر کے معنی خالی کے ہیں۔ حسابے نیافت کچھ گنتی ہی میں نہ آیا یعنی حقیر ہوا کچھ رتبہ نہ پایا۔ عقدہ کار
مشکل کو کہتے ہیں۔ جذر دو قسم کا ہوتا ہے۔ منطق۔ دوم اصم۔ منطق وہ ہے جس کا جذر و مجذور
دونوں عدد سالم اور پورے نکلیں اور جذر اصم اُسے کہتے ہیں جس کا جذر و مجذور کامل نہ نکلے
یعنی اے ممدوح باوجودیکہ روز ازل سے آجتک زمانہ کے محاسبان میں سے کسی سے جذر اصم
بدون کسر کے کبھی نہیں نکالیں ایسا امر مشکل کہ اُسکا حل محال ہے تیرے ضمیر اسرار کشا کے
سامنے صفر کی طرح داخل حساب نہیں اور بہت آسان ہے +

گرچہ بمیداں خواص بستہ بر اسپ تو تنگ
حاملِ تختِ تو باد صہوۂ یکران جم

خواص خدمتگار ممتاز۔ تنگ گھوڑے کی زین پر نواڑ پشت کے استحکام کے واسطے باندھتے ہیں
صہوہ گھوڑے کی پشت کو کہتے ہیں۔ جم مراد سلیمان سے ہے یعنی اے ممدوح فی زمانا حاکم
اکثر شئے کا تو ہے مگر پہلے تیری حکومت ہوا وغیرہ پر نہ تھی اب اسکے بعد خدا کے فضل سے تمام
چیزوں پر تیری حکومت ہو گئی ہے۔ یعنی حضرت سلیمان کی مانند ہوا تیرے تخت کی اٹھانیوالی ہو گئی ہے

کینۂ زر تافتہ از کمرِ ترکِ روز
بر سرِ ہندوے ہند مہ لگنِ پُر درم

کینۂ زر مراد آفتاب سے ہے۔ ترک روز خود روز سے مراد ہے۔ ہندو سے مراد شب ہے۔
لگن پر درم مراد آسمان سے ہے باعتبار کواکب کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبتک روشنی آفتاب ہے
دور ہو یعنی رات ہو جائے اور رات کے وقت ستارے دکھائی دیں اور یہ بات قیامت تک رہیگی

تا لگنِ آسماں مشعلہ دارِ شب است

دود چراغِ تو باد شمع سرائے قدم
حاسدِ بدمہر باد در تپ ولرزہ چو مہر
در تنِ خود کشند روز دق و شب ورم

مشعلہ مراد چاند سے ہے۔ دق ایک قسم کی تپ اندرونی کا نام ہے جس سے مریض روز بروز لاغراندام ہوتا جاتا ہے۔ دق و ورم سے مراد کمی و بیشی ہے۔ یعنی جبتک روز و شب میں کمی بیشی رہیگی۔ یعنی قیامت تک تیرا حاسد بدخلق آفتاب کی مانند تپاں ولرزاں رہیگا +

قصیدہ ممدوح کے علم و صفت کے میں اور اسپ خوش قدم کی تعریف میں

که دید شستیِ بادیِ بیانِ آبِ رواں
که ہشت ماہ مسافت رود بیک دو قدم

شستی مخفف نشستی۔ بادی میں یاے عظمت یا توصیفی ہے۔ آب رواں باعتبار تیزی اور یکساں روی اور ہموار رفتاری کے کہا۔ ہشت ماہ مراد مسافت دو قدم سے ہے۔ کیونکہ نقش نعل گھوڑے سے صورت ماہ کی پیدا ہوتی ہے۔ یعنی ممدوح کے گھوڑے کو باعتبار تیز رفتاری کے ہوا کہنا چاہئے۔ اور بباعث ہمواری رفتار کے آب میں داخل ہوتا ہے۔ ایسا گھوڑا تو کسی نے بھی نہیں دیکھا جو دو قدم میں مسافت ہشت ماہ کو طے کرے اور شصت کے معنی ساٹھ ہیں اور عدد حرف سین کے بھی ساٹھ عدد ہوتے ہیں پس جب حرف سین کو آب میں داخل کرینگے تو اسب ہوجائیگا

زہے سکندرِ دارا غلام سام حسام
زہے محمد موسیٰ کف و مسیحا دم

یعنی ہمارا ممدوح عجیب بادشاہ ہے کہ تمام بادشاہوں سے زیادہ ہے کیونکہ اُس میں معجزات نبیوں کی بزرگی اور عظمت بادشاہوں کی سی دونوں موجود ہیں +

زہے سرائے تو ایوانِ کبریاے ازل۔
زہے درِ تو حریم سُرادقاتِ قدم

بعض نسخوں میں بجاے ایوان کے خابوز پایا جاتا ہے مگر ایوان بہت درست ہے۔ خابور

ایک موضع ہے ترکستان میں خوب اور نفیس یعنی تیرا خانہ عجیب ایوان بزرگی کا ہے کہ اسمیں ہمیشہ بزرگی رہتی ہے اور عجب دروازہ چار دیواری سرا پردۂ صفات حق تعالے کا ہے یعنی صفات حقتعالی کی ہمیشہ اسمیں مقیم رہتی ہے +

چو دید دولتِ بیدار از جہاں بگریخت
گرفتہ دستِ برادر اجل بخیل و حشم
نہ فتنہ ماند و تعدّی نہ ظلم ماند و جفا
نہ سقم ماند و تکبّر نہ جور ماند و ستم

فاعل گریخت و گرفتہ کا اجل ہے اور برادر اجل خواب ہے بموجب اسکے النوم اخ الموت خیل کے معنی گروہ سواروں کے یہاں خیل و حشم مراد تابعین سے ہے یعنی جب اجل نے تیری دولت بیدار دیکھی اپنے بھائی خواب کا ہاتھ پکڑکے مع لواحقین کے بھاگ گئی +

الم نہ دید ز نطقت زبانِ استفہام
کز آں الم خبرے نیست مبتدا را ہم

یعنی اے ممدوح تیرے زمانہ فرحت انجام میں رنج والم اٹھانا تو ایک بڑا امر عظیم ہے الفاظ رنج والم گفت وشنید یعنی بات چیت تک میں بھی نہیں آتے۔ الم لفظ مفرد رنج وغم کے معنی میں ہے اور لفظ مرکب میں ہمزہ استفہام کا ہے اور لم نفی جحد بلم جو اکثر شروع کلام میں آتا ہے اور استفہام کے واسطے بولا جاتا ہے اسکی صورت اور الم مفرد کی صورت ایک ہی ہے اسیواسطے زمانہ میں الم میں صدر کلام ہے کہ مبتدا ہے خبر وآگاہی نہیں +

بکار خانۂ گردوں ز رفعتِ درِ تست
کہ رخت بختِ خرد مشتری بہ بیع سلم

خرد کے معنی میخرد صیغہ حال کا ہے مشتری نام ستارے کا ہے جو آسمان ششم پر قاضی آسمان کا ہے جسکو سعد اکبر کہتے ہیں۔ بیع سلم ایک قسم کی بیع ہے جو قیمت شے کی بائع کو پہلے تیاری شے سے دی جاے اسمیں سات چیزوں کی شرط ہوتی ہے۔ اول جنس۔ دوم نوع سوم قدر چہارم وصفت۔ پنجم وعدہ ششم جاے تسلیم ہفتم راس المال یعنی تعداد مبلغات قیمت یعنی

آسمان پر بباعث تیرے دروازہ کی بلندی کے یہ امر مقرر ہوا اور مانا گیا ہے کہ مشتری باوجود سعادت رکھتا ہے لیکن اپنے بخت سعادت کا اسباب تیرے دروازہ سے خریدتا اور حاصل کرتا ہے

	بر آستانِ تو یک حج فداش صد عمرہ است کہ پایگاہِ تو آمد چو پیشگاہِ حرم	

عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں کہ حاجی جو احرام باندھکر مکہ سے تنعیم میں جو تین کوس مکہ سے ہی اور وہاں جاکر نفل ادا کرتے ہیں عمرہ کہتے ہیں یعنی اے ممدوح تیرا آستانہ جو قبلہ گاہ حقیقی ہے ایک حج ادا کیا جائے تو اُس حج کے سو عمرے اِس پر فدا ہیں کسواسطے کہ تیرا ادنی مرتبہ اعلے مرتبہ کعبۃ اللہ کی برابر ہے یہ بات معاذ اللہ کفر شدید ہے مگر بموجب اسکے یجوز للشاعر ولا یجوز لغیرہ

	لوائے فتح ترا آں چناں نصب کردند کہ افسرِ سرِ غول است طاسکِ پرچم	

کردند کا فاعل ملازم وخادم یا کار کنندگان قضا وقدر ہیں - سرِ غول نام ستارہ کا ہے جو دیو کا سر ہاتھ میں لئے ہوئے انسان کی صورت آٹھویں آسمان پر واقع ہے - طاسک جھنڈا یا طاس یعنی تھالی جو نیزوں کے سر پر ہوتی ہے - پرچم دُم گاؤ کوہی کو کہتے ہیں اور ایک دستہ بالوں کا یا ابریشم سیاہ کا نیزوں کے سر پر لگاتے ہیں - ہندی میں اُسکو پھریرہ کہتے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ تونے نیزہ فتح کا ایسا قایم کیا ہے کہ وہ نیزہ فلک ہشتم پر پہنچا اور طاسک پرچم اُسکا سرِ غول کا بھی افسر ہو گیا اور اُس سے بھی بلند ہو گیا یا افسر غول بذات خود اُس نیزہ کا طاسک پرچم ہو گیا +

	چو ترک امردِ مہ شد سوار بر ادہم سپہر بر سرِ ش افشاند طشتہائے درم	

ترک امرد مراد چاند سے ہے ادہم سیاہ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں یہاں مراد آسمان یا شب سے ہے - طشتہائے درم مراد آسمان سے ہے باعتبار کواکب کے - خلاصہ یہ ہے کہ چاند نکل آیا اور تارے بھی طلوع ہوئے +

	کلاہ نقرۂ خامش باختران مرصوع	

قبائے اطلس سبزش بجہتاں معلم (معنے)

خام کے معنی خالص کے ہیں۔ کلاہ نقرۂ خام مراد قمر سے ہے۔ مرصوع کی جڑاؤ قبائے اطلس سبز مراد آسمان سبز رنگ سے ہے۔ معلم کے معنی منقش معنی شعر ظاہر +

ردائے عودی او از ترنج زر ناشی
ضیائے چہرۂ او از طلوع صبح دژم

عودی کے معنی سیاہ چوب عود کی مانند۔ ردائے عودی مراد شب سے ہے۔ اور دونوں ضمیریں ماہ کی طرف پھرتے ہیں۔ ترنج زر مراد آفتاب سے ہے اور ترنج ایک قسم کا بوٹا کلابتون کا جو انگرکھ وغیرہ پر لگاتے ہیں۔ ناشی بمعنی پیدا ہونے والا۔ دژم کے معنی مغموم یہاں کنایہ سیاہ سے ہے یعنی چادر سیاہ ماہ کی جو شب سے تجاوز کرنے اور غروب ہونے آفتاب سے پیدا ہوتی ہے +

کشاد تابش او تنگہائے کیسۂ زر
کشاد بر سر او شام سایبانِ ظلم

دونوں ضمیریں ماہ کی طرف پھرتی ہیں۔ تنگ زر دیول و تنگہائے کیسۂ زر اشارہ کواکب کی طرف ہے۔ ظلم مراد شب سے ہے یعنی روشنی قمر نے ستاروں کو ظاہر کیا یعنی جسوقت چاند نکلا اور تارے طلوع ہوئے شام نے قمر کے سر پر سایبان تاریکی کا ڈال دیا +

چو چنگ میشود از قرب دف و لیک رباب
فزوں تر است ز ہر دو باتفاقِ اُمم

چو چنگ یعنی خمیدہ میشود کا فاعل ماہ ہے۔ دف مراد آفتاب سے ہے اور چاند مہینے کے اول اور آخر تاریخوں میں آفتاب کے قرب سے ہلال کی صورت بنجاتا ہے۔ رباب نام ایک ساز کا ہے جسپہ ہرن کا چمڑا لگاتے ہیں اور عربی میں ابر سفید کو کہتے ہیں۔ یہاں ابر سے ہی مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ چاند قرب آفتاب سے خمیدہ ہوتا ہے لیکن مخلوقات کا اسپر اتفاق ہے کہ ابر دونوں سے نیچے ہوتا ہے اور اُسکا نیچے ہونا ظاہر ہے۔ یہ معنی فروتر ہونے کی صورت میں ہونگے جیسا کہ اکثر نسخوں میں پایا جاتا ہے مگر فزوں تر کی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ابر آفتاب و مہتاب ہر دو سے غالب ہے کیونکہ ابر دونوں کو پوشیدہ کرتا ہے +

گہے شود چو کماں گہہ سپر گہے تیر
چو روے وابروی وزلف زرہ نگار صنم

شود کا فاعل وہی چاند ہے جو بصورت کمان یعنی ہلال اول اور آخر تاریخوں میں ہوتا ہے۔ سپر گویا بدر جو چودھویں تاریخ میں ہوتا ہے۔ زرہ نگار یعنی پیچدار۔ یہاں زلف کے بال سے مراد ہے تیر چاند کے باریک ہونے سے مراد ہے جو مثل بال محبوب کے باریک اور خمیدہ ہوتا ہے معنی شعر ظاہر ہیں

چو ماہ من کشد از ہند گرد ترک حشم
ز ملک سینہ بر آرد دمار لشکر غم

ہند مراد زلف یا خط سے ہے۔ ترک اشارہ رخسارہ کی طرف ہے بعضے مراد چشم سے لیتے ہیں حشم کے معنی لشکر کے ہیں۔ دمار کے معنی ہلاکت کے ہیں یعنی جسوقت میرا معشوق زلف کو رخسارہ کے گرد لٹکاتا ہے ایسی خوبی ظاہر ہوتی ہے کہ سینہ عشاق سے لشکر غم کو ہلاک کر دیتا ہے +

شفق مثال بخونناب دل کنم مرقوم
کتابہاے غمش را کتابہاے علم

بعض نسخوں میں کتبہا پایا جاتا ہے یعنی کتیبہ بروزن نصیبہ معنی لشکر اور قلعہ خیبر کا نام ہے۔ کتبہاے غم میں اضافت تشبیہی ہے۔ ہجوم وتاریکی غم و لشکر میں باندھتے ہیں۔ کتابہ بکسر جلی خط سے جو مسجدوں اور قبروں پر لکھتے ہیں یعنی زیادتی عشق سے شفق کی مانند اپنے دل کے خون خالص سے کتابی نیزہ پر اُس معشوق کے غم عشق میں لکھتا ہوں اور قاعدہ ہے کہ نیزہ کی چادر پر آیات فتح کی لکھدیتے ہیں۔ نصر من اللہ وفتح قریب +

زہے لبت گہر تر نشاندہ در یاقوت
خطت ز غالیہ زنجیر بست گرد بقم

گہر تر مراد دنداں سے۔ یاقوت مراد لب سرخ یا دہن۔ بقم کے معنی مجیٹھ کے ہیں مراد رخسارہ ہے یعنی اے معشوق عجب تیرے لب ہیں کہ گہر آبدار کو یاقوت میں بٹھایا ہے اور عجیب تیرا خط ہے کہ غالیہ کی زنجیر بقم کے گرد باندھی ہے +

بجز دہان تو اسے آفتاب مہر انگیز

که دہد ذرّہ کہ پرویں درو بود مدغم

مدغم کے معنی درج کیا کیا اور پوشیدہ ادغام گھوڑے کے مُنہ میں لگام دینے کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرے دہن کے سوائے پرویں کو ذرہ میں پوشیدہ کس نے دیکھا ہی یعنی نہیں دیکھا

چو کلک خسروِ ملک ست خط سبز لبت
کہ ہر دو بر ورق ماہ میکشد و رقم

ماہ کنایہ کاغذ سے اور چہرۂ مطلوب سے۔ ہر دو کا اشارہ ملک و خط کی طرف ہے معنی ظاہر ہیں

خدایگانِ سلاطین محمد تغلق
گزیدہ خلفا بوالمجاہد اعظم

بوالمجاہد کنیت ممدوح کی ہے یعنی وہ بادشاہ جس کا میں نے ذکر کیا خداوندگار بادشاہوں کا محمد بن تغلق ہے جو خلاصہ خلفاء مسند نشین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

اگر سحابِ کفِ تو نمی نمیدادش
ثمر سمر نشدے از نہالِ کرمِ کرم

نم بمعنی آب کرم بروزن نرم بمعنی درختِ انگور و کرم ثانی بمعنی بخشش یعنی اگر درخت انگور تیری سخاوت کا ابر کی سی طراوت نہ دیتا میوہ درخت انگور سخاوت کا مشہور ہوتا +

جہاں ز آتشِ تیغ تو گردِ ظلم انداخت
کہ روے آب نگردد ز سیرِ باد دژم

دژم کے معنی مغموم کے ہیں اور مراد چیں بر جبیں ہولنے سے ہے - گرد ظلم انداختن ظلم کو نیست و نابود کر دینا اور سیر کے معنی رفتار کے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرے انصاف کی تلوار سے ظلم جہان سے معدوم ہو گیا کہ حرکت و رفتار باد سے روے آب پر جبین نہیں پڑتی غمگین کے چہرے پر جبین پڑتی ہے اسواسطے جبین کو غم سے تعلق ہے۔ شاعر نے اِس شعر میں اربعہ عناصر یعنی گرد باد آب آتش جمع کئے ہیں +

مباد آئنہ عمر تو دمے تیرہ
اگرچہ صورتِ بیکار صد بر آرد دم

صورت بیچار صد ہیں تعمیہ اسم صور کا نکلتا ہے کسواسطے کہ لفظ صورت میں حرف (ت) کے چار سو عدد ہوتے ہیں جب (ت) کو دور کیا تو صور حاصل ہوا جو قیامت کے دن پھکیگا یعنی اگرچہ قیامت ہوجاوے اور صور آواز کرے لیکن تیری عمر کا آئینہ ایک دم تیرہ اور مکدر نہوو ے یعنی تو ہمیشہ زندہ وسلامت رہے +

قصیدہ صبح اور شب کے خیالات میں اور قلم کی تعریف میں مدح ممدوح کی طرف گریز

بازکبود ست چرخ بال زناں در ہوا
مار سپید ست صبح مہرۂ زر در قفا

بال زناں یعنی اُڑتا ہوا اصبح کو مار سفید باعتبار خط طویل صبح کاذب کی کہا۔ مہرہ زر مراد آفتاب سے ہے خلاصہ یہ ہے یعنی آسمان ایک نیلے رنگ کا ٹکڑا ہے کہ مار صبح کو دیکھکر کھانے کو دوڑا ہے +

مرغ سر انداز شد بلبلہ دمساز شد
زاغ سیہ باز شد در قفسِ انزوا

یعنی صبح ہوگئی اور مرغ آواز لگانے لگے مرغا آواز بانگ کرتے ہوئے سر جھکا لیتا ہے اور قلقل صراحی کی آواز مرغ کے موافق ہوگی اور ظاہر ہے کہ صراحی شراب سے بھری ہوئی قلقل کرتی ہے

گرگ سحر نوک دُم بر سگِ جبّار زد
کاہوے زرد اسد ابرہ شد در چرا

جبار ایک شکل ستاروں کی ہے اس طرح سے کہ ایک شخص عصا ہاتھ میں لئے ہوئے اور شمشیر حمائل کئے ہوئے دو کرسیوں پر کھڑا ہے اُسکے نزدیک ایک اور ستارہ ہے جسکو کلب جبّار یعنی سگ جبار کہتے ہیں۔ اسد کے معنی شیر کے ہیں اور ایک برج ہے آسمان پر اور برہ برج حمل کو کہتے ہیں۔ گرگ سحر اشارہ صبح کاذب کی طرف ہے۔ نوک دم خط طولانی جو صبح میں ہوتا ہے آہوے زرد مراد آفتاب سے ہے معنی شعر کے ظاہر ہیں +

پستہ لبے رافشاں در پسِ بادام جنگ

تا دہد ابریشمش فندقِ تر را نوا

ابریشم ساز کے تاروں کو کہتے ہیں۔ فندق ایک ولایتی میوہ ہے سرخ رنگ کا۔ یہاں مراد لب معشوق اور انگشتِ حنا بستہ سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی لپستہ لب کو چنگ بجانے کے واسطے بٹھا تا کہ اُسکی اُنگلیاں تار ساز کو بجائیں +

سوے مہ چار دہ پنج مہِ نو فرست
تا سوے پروین برد از شفق تر عطا

پنج مہ اشارہ اُنگلیوں کی طرف ہے۔ مہ چار دہ کنایہ جام نقرہ کی طرف شفق تر شراب سرخ سے مراد ہے یعنی بھرا ہوا پیالہ شراب کا ہاتھ میں لے اور منہ کی طرف لیجا +

سہ ختنی شب روند آینہا در قفا
سیم طلب درمیان زنگی زریں قبا

سہ ختنی مراد تین اُنگلیوں سے ہے۔ شب رو چور کو کہتے ہیں یہاں سیاہی پر چلنے والے سے مراد ہے جو کہ قلم ہے۔ آینہا مراد ناخن مصفا سے ہے۔ زریں قبا اِس اعتبار سے کہا کہ بادشاہوں کے قلم ورق طلا سے لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی اُنگلیاں سیاہ قلم کو لیکر لکھتی ہیں۔ اور آینہا اپنی پشت پر رکھتے ہیں۔ شب رو سے مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ قلم سیاہی حروف پر چلتی ہے یا سیاہی دوات کی طرف جاتی ہے +

گہہ رخِ قیرگوں فرق کشد بر قمر
گاہ کند سرنگوں در برِ بحر آشنا

قیر روغن سیاہ کو کہتے ہیں جو اونٹوں کی پشت پر ملا جاتا ہے۔ آشنا بمعنی شناور یعنی تیرنے والا اور قمر مراد کاغذ سے ہے۔ رخ قیرگوں مراد سیاہی سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلم اپنے سر سیاہی آلود کو کاغذ پر لگاتی ہے اور کبھی ممدوح کی بحر دست میں شناوری کرتی ہے یعنی لکھتے ہوئے اپنے سر کو کاغذ پر نگوں کر دیتی ہے — اور کبھی بحر دوات میں شناوری کرتی ہے +

زردۂ شمشاد وش سرکش سہ تن غلام
آب خورِ او دہند تا خنکش بر خطا

یعنی قلم ایک اسپ سرکش ہے کہ تین باگیں رکھتی ہے اور بلو بود سہ عنان ہونے کے اُسکے آب خو

کی جگہ ہندوستان یعنی دوات میں ہے اور اُسکا دوڑنا کاغذ پر ہے۔ بہ معنی سہ عنان ہونے کی صورت میں ہیں اور در صورت سہ تن غلام کے معنی سہ انگشتان کے ہیں۔ اگرچہ سہ عناں بھی اشارہ انگشتان کی طرف ہے۔ خطا کنایہ کاغذ سے ہے اور ہند مراد دوات سے ہے +

سلسلہ بندد ز شام بر سحر ایں ماہِ نو
غالیہ ساید مدام عاج بدیں کہربا

شام مراد سیاہی سے ہے۔ سحر اشارہ کاغذ کی طرف۔ ماہِ نو قلم کہربا بھی کنایہ قلم سے ہے یعنی قلم جو کہ ہلال ہے سیاہی سے کاغذ پر سطور و حروف پیچیدہ لکھتی ہے اور عاج یعنی کاغذ قلم سے غالیہ سائی کرتا ہے +

اول او مال دو نیمہ پنجہ دوم
سوم او چار دہ ہست بریں چل گواہ

مال بمعنی مجذور۔ نیمہ بمعنی نصف دو سے مراد دس عدد ہیں اس طرح سے کہ حرف دال کے چار اور حرف واو کے چھ مجموعہ دس ہوا۔ دس کا مجذور سو ہیں۔ اور سو عدد حرف قاف کے ہوتے ہیں۔ پنجہ کے عدد بحساب ابجد ساٹھ ہوتے ہیں اور اُسکا نصف تیس ہوئے۔ اور حرف لام کے تیس ہوتے ہیں۔ چار دہ یعنی دہ کو چار بار لیا تو چالیس ہوئے اور چالیس (م) کے ہوتے ہیں پس مجموعہ ہر سہ حروف سے قلم حاصل ہوتا ہے +

از صد و ہفتاد او گر فگنی اند کے
باقی او را تواں خواند یکے بے ریا

اعداد قلم کے ایک سو ستر ہوتے ہیں جب اُسمیں قل گرادو جو بمعنی اند کے کے ہے تو یکے رہتا ہے اور یکے کے اعداد چالیس ہوتے ہیں اور چالیس میم کے ہیں پس قلم ہوگیا +

از ششش و یکِ نکتہ سنج باز یکے زن بہ پنج
پس بی سوادش بر قلب یکے از دوتا

سواد بمعنی سیاہی۔ قلب کے معنی دل کے ہیں۔ واژ گوں کردن یعنی جا بجا لیجانا۔ مصرعہ اول سے قلم نکالا ہے اور مصرعہ ثانی سے دوات۔ لفظِ ششش کے چھ سو ہوتے ہیں۔ اور چھ سو حرف خا کے ہوتے ہیں اور الف کا ایک ہوتا ہے پس خا ہوگیا اور لفظ یکے کے چالیس ہوتے ہیں اُس سے میم لیا

اور پانچ ہائے ہوز کے ہوتے ہیں پس اِس طرح سے خامہ ہوگیا اور ریحے سے الف لیا کیونکہ قلب پوشیدہ ہوتا ہے اور ریحے میں الف پوشیدہ ہے اُس سے ایک لیا۔ دو تا میں سے ایک کو یعنی تا کو واژگوں کیا یعنی اُلٹایا پس دوات ہوگئی +

تخت گہہ ماہ را خسروِ شیریں سخن
دستگہہ شاہ را نو خطِ فرماں روا

یعنی اگرچہ قلم ماہ یعنی کاغذ پر ایک بادشاہ شیریں کلام ہے مگر ممدوح کی دست گہہ کے واسطے ایک معشوق فرمانبردار ہے +

مارِ سیاہت مرا مورچۂ زرد کرد
داد من آخر دہد شاہِ سلیماں لوا

مورچہ زرد یعنی لاغر و ضعیف کر دیا۔ مورچہ نہایت کمزور اور چھوٹے سے چھوٹے کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر

آنکہ ز فیضِ عطاش آز گدا شد غنی
وآنکہ ز فرطِ سخاش بحرِ غنا شد گدا

یعنی ممدوح کے فیض عطا سے حرص جو فقیر تھی غنی اور دولتمند ہوگئی اور اُسکی فرط سخا سے بحر جو غنی اور تونگر تھا باعث نکلجانے دُر و گوہر کے گدا ہوگیا +

شاہ فلک آستاں ماہ ملک آستیں
مہدیِ موسےٰ جبیں عیسےٰ جم اعتلا

یعنی وہ بادشاہ ہمارا آسمان کی سی چوکھٹ والا ماہ تک آستیں ہے ہدایت کرنیوالا اور عیسے کے سے دبدبہ والا ہے موسٰی سلیمان کے رتبہ والا ہے +

کفش گدائے درش چوں فگند میخِ نعل
خاتمِ دستش کند حاتمِ دست سخا

چونکہ اُنگلی میں انگوٹھی کا ہونا سند ہے اسواسطے کہتا ہے کہ اُس میخ نعل کو حاتم وقت سخاوت کی سند اپنی سخاوت کی کرتا ہے۔ دستش کی (ش) خود کے معنی میں مستعمل ہے۔ دوم یہ کہ حاتم باوجودیکہ سخاوت میں مشہور ہے پھر بھی اگر بادشاہ کے دروازہ کے فقیر کی جوتی کا ایک نون

اگر پڑے تو حاتم اپنی تمام سخاوت اور بخشش سے اُس کو زیادہ جانکر اپنی باہ کی انگوٹھی بنائے

	گرمیٔ خورشید تو ژالہ فشاں ابر شند خنجر خوں ریز تو لالہ فشاں گندنا	

بعض نسخوں میں بجائے لفظ خورشید کے شبدیز پایا جاتا ہے۔ شبدیز کے معنی شب رنگ کے ہیں اور خان آرزو کا قول ہے کہ شبدیز نام گھوڑے خسرو پرویز کا ہے جسکا رنگ سیاہ تھا اور شبدیز لفظ مرکب ہے شب اور دیز سے کیونکہ دیز کے معنی رنگ کے ہیں۔ سنتے ہیں کہ شبدیز تمام جہان کے گھوڑوں سے چار بالشت بڑا تھا۔ گندنا ایک قسم کی نباتات میں سے ہے مثلاً سیر یعنی لسن۔ شبدیز اسپ مشکیں یا قلم سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تیرا گھوڑا باعتبار تیز روی کے مثل ابر کی ہے جو اولے برساتا ہے اور تیرا خنجر باعتبار سبزی کے مثل سیر کی ہے جو دشمن کی خونریزی کرتا ہے اور حقیقت میں فولادی ہے۔ لالہ فشاں باعتبار خون کے قطرات ٹپکانے کے کہا +

قصیدہ نگرکوٹ کی فتح اور اُس کی تعریف میں

	چو شاہِ شرق جہان گیر عالمم بالا بفرو خانہ سرد و زیر شد تنہا	

شاہ شرق مراد آفتاب سے ہے۔ فرو خانہ سرد مراد برج سرطان سے ہے۔ نجومیوں کے نزدیک آفتاب اور چاند کے واسطے ایک خانہ ہے اور ستاروں کے واسطے دو دو خانے ہیں اور سرطان برج آبی ہے اسواسطے سرد کہا یعنی آفتاب برج سرطان میں کہ شروع ماہ سالوں کا ہے گیا۔ وزیر

	چو بام چشم بلند است و باز مردم چشم ازآں سواد وے آمد میانۂ دریا	مراد ماہ سے ہی +

سواد کے معنی طرفیں و بام چشم مراد ابرو سے ہے۔ دریا عبارت دریاے حقیقی سے ہے یا مراد خندق سے ہے جو قلعوں کے گرداگرد ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلعہ ابرو کی مانند بلند ہے اور باعتبار سفیدی اور سیاہی گچ چونہ کے مثل مردم چشم کی ہو دوسرے یہ کہ قلعہ سیاہ اور سنگین کہ اندرون دریا میں جسکا پانی سفید ہے گویا مانند مردم چشم کے واقع ہوا ہے +

صفے کہ چوں مژہ دربیش حاجباں میرفت
ہزار کوکبہ بر کوکبہ ہزار لوا +

حاجباں بمعنی نقیب ورقیب وچوبدار۔ کوکبہ بمعنی سپاہ وانبوہ۔ چونکہ سو آدمیوں میں ایک علم ہوتا ہے بیس ہزار علم ایک لاکھ آدمیوں میں ہونگے۔ پس اسی قیاس پر تعداد اور فوج کو بھی دریافت کرلو

ز دود مشعلہا مے نوشت بر مہ تیر
سوادِ آیت اسریٰ لعبدہ لیلا

تیر کے معنی عطارد کے ہیں جو دبیر فلک اور فاعل نوشت کا ہے اور سواد کے معنی مضمون یہ آیت کلام مجید میں اس طرح واقع ہوئی ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ہو السمیع البصیر۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جو لیگیا اپنے بندہ کو رات کی رات ادب والی مسجد سے پرلی مسجد تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں تاکہ دکھادیں اُسکو اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قلعہ میں ممدوح کا جانا برابر ہے جناب رسول مقبول کے معراج اور آسمان پر تشریف لیجانے کے مشعلوں کی دھوئیں سے عطارد یعنی محرر فلک یہ مضمون لکھتا تھا +

ابو الربیع سلیمان عہد مستکفی
مدارِ شرع بنی شمع دودۂ خلفا

ابو الربیع کنیت خلیفہ کی اور نام وزیر حضرت سلیمان۔ مستکفی بمعنی کفایت کنندہ اور نام خلیفۂ روم کا بھی مستکفی باللہ یعنی وہ خلیفہ جسکا بیتِ سابق میں ذکر ہو چکا ہے + ابو الربیع ہے سلیمان وقت کا اور کفایت کنندہ امور دارین کا ہے +

قصیدہ سلطان محمد تغلق کی تعریف اور ستارونکی توصیف میں

بر سرِ چاہِ زہرہ بیں آہوئے زرنگار را
میل سوے کماں نگر ترک سناں گداز را

چاہِ زہرہ مراد برج عقرب سے ہے۔ ترک سنان گداز آہوے زرنگار مراد آفتاب سے ہے۔ یعنی

آفتاب کو کنارہ اور آخر برج عقرب میں دیکھ اور اُسکی رغبت کمان یعنی برج قوس کی طرف دیکھ کہ قریب
برج قوس میں داخل ہو جائیگا خلاصہ یہ ہے کہ موسم جاڑے کا ہے +

بر سر طاس آبگوں سوے سرا ے مشتری
رقص کناں رواں نگر ساغر زر نگار را

طاس آبگوں سے آسمان منظور ہے۔ مشتری ایک ستارہ کا نام ہے جسے قاضی فلک کہتے ہیں
سرای مشتری برج قوس سے مراد ہے۔ ساغر زر نگار مراد آفتاب سے ہے معنی شعر ظاہر +

رومی روز را ز سر رفت کلاہ زر چو شد
صدرہ نسیج یک شبہ شاہد زنگبار را

زنگبار مراد شب سے ہے اور نام ملک کا ہے۔ صدرہ یعنی سینہ پوش۔ رومی اشارہ دن کی طرف
کلاہ زر یعنی آفتاب۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب شب کے واسطے سینہ پوش نسیج یک شبہ کا حاصل ہوگیا یعنی
جب اول شب میں چاند نکل آیا تو اُسکے سر پر سے کلاہ زر یعنی آفتاب جاتا رہا یعنی غروب ہو گیا +

خیز کہ لالہ زار شد سبزہ جہان نسترن
رو تو ز لالہ بر فگن سنبل تابدار را

نسترن گل سیوتی کو کہتے ہیں جو خوشبودار ہوتا ہے۔ لالہ زار شفق سے مراد ہے جہاں نسترن مراد
کواکب سے ہے یعنی جہان نسترن سے مالامال ہوگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق تو بھی لالہ رخسار
سے سنبل یعنی زلف تابدار کو اُٹھا دے اور آراستگی کر +

بدر برُد از شفق کند ایں دو ستارہ راز غم
گر تو شکر فشاں کنی لعل ستارہ بار را

مصرعہ اول میں دو ستارہ مراد ہر دو چشم سے ہے مصرعہ ثانی میں لعل ستارہ بار مراد لب یار سے
یعنی اے معشوق جس وقت تم اپنے لب شیریں کو حرکت دو گے اور حال میری جدائی کی تکلیفوں کا
پوچھو گے میں اپنی دونوں آنکھیں سرخ آنسوؤں سے بھر لاؤنگا اور اشک سرخ اسباب پر
دلالت کرتے ہیں کہ تیری جدائی میں میرے دل کا خون ہوگیا۔ دوم یہ کہ اگر رقیب سے گفتگو کروگے
تو بھی ویسا ہی کچھ کرونگا۔ سوم یہ کہ اگر رقیب کے سامنے ہنسو گے تو میں اس بدگمانی سے کہ

حال پُر ملال پر ہنستے ہو سرخ آنسو بہاؤنگا +

هشتم هفت خوان چو شد کاسهٔ خوان مجلست
شیر هیون نگون کند حاسد گرگ سار را

ہشتم سے مراد فلک الافلاک یعنی عرش سے ہفتخواں سے مراد ہفت منازلِ رستم سے ہے ــــ شیر ہیوں مراد شیر موت سے ہے یعنی اے ممدوح جہان کے فیض رساں چونکہ تیرے خوان بزم کا کاسہ فلک الافلاک تک پہنچایا ہے تیرا دشمن جو مظلوموں پر خاصیّتِ گرگ کی رکھتا ہے اُسکو موت ہلاک کرتی ہے اِس بیت میں ہلاک کرنا قبیلہ یقین سے ہے یعنی یقین ہے کہ جینا نہیں ہے [illegible]

شب ز سر هلالت از سلسله بر سحر نهد
مه ز قصب امان دهد چادر مستعار را

شب مراد سیاہی سے ہے ۔ سرِ ہلال مراد قلم یا انگشتان سے ہے ۔ سلسلہ مراد حروف سے ہے ۔ سحر کنایہ کاغذ سے ہے ۔ چادرِ مستعار چاندنی یعنی اے ممدوح باوجودیکہ کتاں ہمیشہ سے مغلوب ماہ کا ہے لیکن اگر تو علویت کا کاغذ کتاں کے نام لکھدے تو کتاں اسقدر غالب ہو جائے کہ چاند اپنی چادر نور کو پھٹ جانے کے خوف سے کتاں کے ہاتھوں سے بچا کر دور رکھے ۔ اِس شعر میں بادشاہ کے انصاف کا بیان ہے +

قهر تو خواص را منع کند کجا بود
میل برادرِ اجل زادهٔ کوکنار را

کوکنار پوست خشخاش کو کہتے ہیں ۔ برادرِ اجل مراد خواب سے ہے بموجب اسکے النوم اخ الموت زادهٔ کوکنار مراد افیون سے ہے ۔ معنی شعر ظاہر +

در بر بحر جاے میں زنگی زرد جامه را
سیم بزیر پاے میں ترک سیه عذار را

بعض نسخوں میں بجاے [illegible] کے ازار پایا گیا ہے ۔ اس صورت میں [illegible] ۔ ازار بمعنی دستارہ بر بمعنی آغوش [illegible] ۔ بحر مراد کف ممدوح سے ہے ۔ زنگی زرد جامہ مراد قلم سے ہے سیم اشارہ کاغذ کی طرف [illegible] سیہ ازار کا قلم ۔ بحر مراد دوات [illegible] ۔ معنی شعر ظاہر +

تا کہ خزاں سوے رزاں در دہد آبِ زعفراں
پُر زرِ دستِ نزہ کند دامنِ سبزہ زار را

خزاں از خزیدن بمعنی گھسنا چونکہ موسم خزاں میں مکان میں گھسکر بیٹھتے ہیں اسواسطے خزاں کہا یا یہ کہ خز بمعنی جامہ ریشمی جو موسم سرما میں پہنتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جبتک موسم خزاں درختان انگور کو زرد کردے اور جبتک زرد پتے دامنِ سبزہ زار کو دینار سے پُر کردیویں اور یہ بات قیامت تک رہیگی ۔ خبر اور نتیجہ شعر دعائیہ کا اشعار ذیل میں واضح ہے +

تا بجبال در تموز ابر چو بحرِ شعرِ من
رشتۂ پُر دُرر کند سوزنِ لوکِ خار را
بادا رہیں بہ تیغِ تو ملک سرایے ملکِ دیں
تا بہ خلیطِ شارعاں منع کنند جار را

یعنی جبتک پہاڑوں میں موسم گرما میں ابر لوک خار کو کہ مثل سوزن کے ہے مثل بحر کلام موزوں میرے کے دُرہاے معنی سے پُر دُر کرے اور جبتک اربابِ شرع کے نزدیک ہمسایہ کے لوگوں کو بر وقت فروخت مکان کے زیادہ شریک و برادران سے سمجھنا جایز نہو ملک و شہر تیرے قبضہ میں رہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ قیامت تک تو ممالک و امصار پر قابض رہے ۔ خلیط بمعنی شریک و انبا حقوق ملک میں ظاہر ہے کہ شارعان ہمسایہ کے لوگوں کو ورثہ میں شریک نہیں کرتے +

قصیدہ بادشاہ ہند کی تعریف میں متضمن چرخیات

غرالے کز دہن انداخت دوش آں بیضہاے زر
ربودش از قفا ناگہہ عقابِ آتشیں شہپر

غراب بمعنی زاغ و کوا مراد شب سے ہے ۔ بیضہاے زر مراد کواکب سے ہے ۔ عقابِ آتشیں شہپر مراد آفتاب سے ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب آفتاب نکلا تارے غائب ہوگئے +

خروس آنگہ خروشاں شد کہ ایں نہ بال طوطی را
نہاں شد باز طاؤس از نہیبِ بازِ زریں پر

بال طوطی عبارت افلاک سے ہے۔ بال طاوس مراد شب سے ہے باعتبار کواکب کے یعنی جسوقت آفتاب نکل آیا مرغ آواز دینے لگا رات جاتی رہی +

درونِ بلبلہ خوں شد مرا ایخواجہ در بندش
کہ آں مرغیست فردوسی کہ دارد در دہاں کوثر

بلبلہ مراد صراحی سے ہے یعنی اے ساقی صراحی باعتبار اشتیاق میکشوں کے خون بنگئی ہے پس تو اُس صراحی کو کہ مرغ بہشتی ہے قید نہ کر +

سپیدہ جامِ زردی را ازآں بر طاس سبز آرد
کہ از دستِ سیہ چشماں بلب گیری مے احمر

سپیدہ مراد صبح سے ہے۔ جام زر مراد آفتاب سے ہے معنی شعر ظاہر +

ز فرقِ زنگیِ گریاں فتد دستارِ سیمابی
چو باز آں رومیِ خنداں نہد بر سر کلاہِ زر

زنگی گریاں مراد شب سے ہے باعتبار کواکب کے۔ دستار سیمابی مراد مہتاب سے ہے۔ رومی خنداں مراد دن سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت آفتاب نکلتا ہے چاند معدوم ہو جاتا ہے +

برائے شوری بختم لبش در پستہ دُر بستہ
برائے تلخی عمرم نباتش رستہ از شکر

یعنی میری بدبختی کے واسطے وہ معشوق خندہ زنی نہیں کرتا اور میری غیرینی عمر کو تلخ کرنے کے لئے خط اُسکے لبوں پر نکل آیا ہے + پستہ مراد دہن سے ہے اور دُر کنایہ لب +

زہے سنج جبینت را دو اختر در دو ماہِ نو
نہے باغ عذارت را دو لالہ در دو نیلوفر

دو اختر عبارت دو چشم سے ہے دو ماہ نو مراد دو ابرو سے ہے۔ دو لالہ کنایہ ہر دو رخسار کی طرف دو نیلوفر دونوں زلفوں سے مراد ہے معنی شعر کے ظاہر ہیں +

زہے ترکِ کماں ابرو کہ چشمت راست پیوستہ
سناں ہا گرد بر گرد و ہندو طفل بازیگر

پیوستہ بمعنی مدام ۔ سنانہا مراد دو مژگاں سے ہے ۔ دو ہندو مراد مردمکِ چشم سے ہے جو سیاہ ہوتی ہیں یعنی اے معشوق تو عجب کمان کی سی ابرو والا ہے کہ تیری آنکھوں کے واسطے دو طفل ہندو کہ سنان اپنے گرداگرد رکھتے ہیں اور بازی گر ہیں دستیاب ہوگئے +

تو آں سروی کہ داری سی و دو نسرین بیک غنچہ
من آں ابرم کہ میبارم دو صد نسرین ز دو عبہر

نسرینِ اول مراد دندان سے ہے ۔ غنچہ کنایہ دہانِ خرد سے ہے ۔ نسرین ثانی مراد اشک سفید سے ہے ۔ دو صد مراد کثرت سے ہے ۔ عبہر مراد دو چشم عاشق سے ہے جو ہمیشہ زرد ہوتی ہے یعض نسخوں میں بجائے آبر کی بال یعنی تار باریک جو قلم میں سے نکلتا ہے دیکھا گیا ہے یہاں مراد تن لاغر عاشق سے ہے جو بباعث ضعف و ناتوانی کے مثل بال کی لاغر اندام ہوگیا ہے معنی شعر ظاہر

لبت را در شفق پروین و بدر از مہر او ہر دم
ہمہ رو اشک چوں پرویں ہمہ تن چشم چوں ساغر

شفق مراد لب سے ہے ۔ پرویں مراد دنداں سے ہے ۔ و در لب بودن دنداں تبسم کرنے سے مراد ہے یعنی اے معشوق تو مدے نہ ہنستا ہے اور نہ سخن گوئی کرتا ہے اور بدر تیری محبت کے مارے ہر وقت روتا رہتا ہے

چہ بحر است آنکہ در آبِ رواں موجش زند آذر
کنارش در میاں سر میانش مسکنِ اژدر

آذر بمعنی آتش ۔ اژدر بمعنی اژدہا سے بزرگ ۔ چہ استعہام کے واسطے ۔ بحر کنایہ تلوار سے ہے باعتبار روانی اور صفائی کے ۔ آب رواں دشمنوں کی جان یا دستِ ممدوح سے مراد ہے + موج مراد چمک تلوار یا خود تلوار سے ہے کہ بصورت موج کے ہے ۔ آذر زدن نیست و نابود کر دینا و کنار بمعنی کنارہ سر مراد قبضہ سے ہے و میان بمعنی نیام اور اژدر مراد ذات تلوار سے ہے وہ کونسا دریا ہے کہ دشمن کی جان میں آگ لگا دیتا اور اُسے معدوم کر دیتا ہے وہ دریائے تلوار ہے جس کا سر قبضہ ہے اور اُسکا نیام مسکن اژدر ہے یعنی اُسکے میان میں اژدہا رہتا ہے +

محیطِ تیغ شاخ از وے بر دیک قطرہ زاں ہر دم
کہ خواہد از رخ عالم بشوید گردِ شور و شر

محیط پنج شاخ کنایہ دست ممدوح محیط باعتبار سخاوت کے۔ پنج شاخ باعتبار پنج انگشت کے۔
قطرۂ آب کنایہ تلوار سے۔ دم بمعنی وقت اور رعایت تلوار کی کہ بمعنی خون اور دھار تلوار کے مستعمل ہے
یعنی تیرا ہاتھ تلوار کو جسوقت پکڑتا ہے شور و شر کو جہان سے رفع کر دیتا ہے +

زباں گر دار چوں سویم بہ بوی خوں زر اندودہ
مژہ دیدار چوں چشم ہمہ رویش پر از گوہر

تلوار کو زبان سے باعتبار تاثیر یا باعث ہمصورت ہونے کے تشبیہ دی اور اپنے جسم کو زراندودہ
باعتبار زردی کے کہا جو عشاق کے چہرہ پر ہوتی ہے اور سر مراد قبضۂ تلوار سے ہے جو زراندودہ
ہوتا ہے اور دیدار کے معنی صورت کے ہیں۔ تیغ کو مژہ سے باعتبار کجی اور خمداری کے مشابہ کیا
اور اپنے چہرہ کو پر از گوہر باعتبار روانی اشک کے کہا اور تلوار کے بھی چہرہ پر جوہر ہوتا ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ وہ بجز پلکوں کی مانند خمیدہ ہے اور سیری آنکھوں کی مانند اُسکا چہرہ پُر از جوہر ہے

ز ہجرش سنگ بگداز د بوصلش زر ہمے نازد
اگر بہ وزے سرافراز د رباید از ملوک افسر

قاعدہ ہے کہ پتھر کو گلا کر یا پگھلا کر لوہا نکالتے ہیں اور تلوار لوہے سے بنتی ہی ہے یا سنگ سے۔
مراد سان لگانے کی پتھر سے ہو۔ یعنی چونکہ تیری تلوار میں سان لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے
اسواسطے سان لگانے کا پتھر اُسکی جدائی میں پگھلا جاتا ہے اور زر کا وصال اس اعتبار سے
ہے کہ قبضہ شمشیر کا زراندودہ ہوتا ہے۔ اور سرافراختن مراد تلوار کھینچنے سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ
اُس چیز کی جدائی سے پتھر پگھلا جاتا ہے اور اُسکے وصال سے زر فخر کرتا ہے اور اگر وہ سرکشی
کرے تو بادشاہوں کے سر سے تاج اُتار دیتی ہے +

فروزد لالہا آندم کہ در برگِ چنار آید
دہد بر مردمِ دیدہ خیالش برگِ بید تر

لالہ افروختن بمعنی خونریزی کرنا۔ آندم بمعنی اُسوقت اور دم بمعنی خون کے بھی آیا ہے۔ برگ چنار
کنایہ ہاتھ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت وہ چیز ہاتھ میں آتی ہے خوں ریزی کرتی ہے اور
مردم چشم پر تصور یا تصویر برگ بید تر کی معلوم ہوتی ہے +

زبہ چرخ از تابشے دارد ہمہ روشن بر اختر ہیں بہندار نسبتے دارد ز زنگش تیرہ دل۔ بنگر	

چرخ کے معنی آسمان کے ہیں اور سان لگانے کی چرخی کو بھی کہتے ہیں - اختر مراد تلوار ہیں جو جوہر ہوتے ہیں اُنسے ہے - زنگ بمعنی زنگار اور ایک ملک کا نام ہے - چونکہ چرخ کینہ پروری میں مشہور ہے اور وہ چیز بھی چرخی فسان سے روشنی حاصل کرتی ہے اسی واسطے مارے حسرت وغیرت کے اُسکو چہرہ اشک اختر جوہر سے پُر ہے اور چونکہ وہ تلوار ہندوستان سے منسوب ہے اور ہند پر زحل ستارہ کا عمل ہے اور وہ ستارہ منحوس ہے اور اُس ستارے کا رنگ سیاہ بتلاتے ہیں اسی سبب سے نجم کے آثار تلوار کا دل سیاہ ہوگیا ہے اور ظاہر ہے کہ تلوار آہن سے بنتی ہے اور وہ سیاہ ہوتا ہی ہے +

سہ حرف است نام آں طوطی سلب کز تن زبان دارد دو بلبل زیر پردارد کہ او را چار صد شد سر	

طوطی سبز لباس ہوتی ہے اور شمشیر کو باعتبار فولاد کے سبز لباس کہا کہ اکثر سیلگوں ہوتا ہے اس شعر سے قعمیہ کے طور پر تیغ کا نام نکلتا ہے - ت ی غ یعنی وہ سبز لباس جس کا تن صورت میں مثل زبان کے ہے اور اُسکے نام میں تین حرف ہیں دو بلبل یعنی یا وغین اپنے پروں کے نیچے رکھتی ہے اور اُسکے چار سو سر ہیں باعتبار حرف تا کے جسکے بحساب ابجد چار سو عدد ہوتے ہیں اور حساب جمل سے دو کے دس ہوتے ہیں اور دس عدد حرف ی کے ہیں - فارسی میں بلبل کو ہزار داستاں کہتے ہیں اور ہزار عدد غین کے ہوتے ہیں اور چار سو عدد حرف تا کے ہوتے ہیں جو اُسکا سر یعنی حرف ابتدائی ہے پس ہر دو صورت سے تیغ حاصل ہوا +

چہ برق است آنکہ برق خشک مے پوشد با بر تر چہ فرقست آنکہ سر در مشک دارد چوں خورد خنجر	

برق مراد قلم سے ہے باعتبار تیز روی کے - برق خشک مراد کاغذ سے - ابر تر کنایہ سیاہی سے - خلاصہ یہ ہے کہ باوجودیکہ مشک سے زخم بڑھجاتا ہے لیکن وہ بعد تلوار کھانے کے یا بعد زخم حاصل کرنے کے مشک میں سر ڈالدیتا ہے ظاہر کہ قلم کو بعد بنانے اور درست کرنے کے سیاہی میں ڈالتے ہیں اور اُسکے سر میں سیاہی ہوتی ہے +

چو شمع از سر بر زندش بر شب هم هر ساعت
ازار عنبرین پوشد نگار [illegible]

خلاصہ یہ ہے کہ جو شمع کی انتہا سے سر کاٹ ڈالو [illegible] عنبر میں پہننے سے باز نہیں آتا +

هر زد بر عذار صبح ماه او نسب تیره
فشاند به گل بادام مشاق زعفران عنبر

عذار [illegible] صبح و گل بادام [illegible] سے مراد [illegible] زعفران [illegible] سیاہی دوات سے ہے +

ز زنگستان روان [illegible] مفلس گردان رومی
غزالان میرود در چین کشان دریاے [illegible]

زنگستان سے مراد دوات ہے ۔ چین مراد کاغذ ہے ۔ مفلس گشتن سیاہی کے نہ رہنے سے غرض ہے ۔ رومی مراد قلم ہے ۔ مجر مراد حرف ۔ یا دست ہے معنی شعر ظاہر +

مثلث باشد از نامم و مثلث راست در مرکز
چو از مرکز برون آید مربع گیرد [illegible]

چونکہ اسکے نام میں تین حرف ہوتے ہیں اسواسطے مثلث کہا کیونکہ مثلث کے معنی سہ کردہ شدہ اور مثلث ثانی سے مراد تین انگلیاں ہیں ۔ مربع و مستطیل مراد قلمدان سے ہے کیونکہ اسکی صورت مربع اور مستطیل کی سی ہوتی ہے +

سے وال حرف آخر را دو هم را نیمہ پنجم
ولیکن حرف اول ابجز مجذور دو مشعر

اس شعر سے بطریق تعمیہ کے لفظ قلم نکلتا ہے کیونکہ لفظ سوال میں تین حرف ہیں اور آخر کا حرف میم ہے اور لفظ پنجہ کے [illegible] ہیں ۔ لفظ پنجہ کے [illegible] ابجد [illegible] ہوتے ہیں اور اسکا نصف [illegible] ہوا [illegible] حرف لام کے ہیں ۔ لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں اسکا مجذور [illegible] اور سو عدد حرف قاف کے ہوتے ہیں پس قلم حاصل ہوا +

	پشنگِ شنگ و قدر خان و دارا راے و آرش رش سیاوش وش مؤیدیہ تہمتن تن مظفر فر	

پشنگ بروزن پلنگ نام افراسیاب کے باپ کا ہے۔ شنگ بمعنی شاہد شوخ ونیک وزیبا۔ یہاں مراد چالاک سے ہے۔ قدر خاں نام بادشاہِ چین کا ہے۔ آرش ایک ایرانی پہلوان کا نام ہے جو منوچہر کے لشکر میں تیر اندازی کے فن میں بیمثل تھا۔ سیاوش کیکاؤس کے بیٹے کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ وہ ممدوح جرأت ودلیری میں خاصیت تمام بادشاہان مذکور کی اپنی ذات میں موجود رکھتا ہے

	تنِ یکرانِ زرمش را قدم لاقح بود لائق کفِ ساقی وبزمش را پیالہ خور بود درخور	

لاقح ایک قسم کی ہوا ہوتی ہے جس سے درخت بارور ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کے گھوڑے کے واسطے ہوا کا سا قدم ہونا اور اُسکے ساقی کے ہاتھ کے واسطے آفتاب کا جام ہونا لازم ہے

	ببوسے صدرش از سدرہ ملک صد سال رہبر شد بچشمش سیر میلے بود از و تا آستانِ در	

صدر بمعنی مسند۔ ملک مراد جبرئیل سے ہے۔ بر بمعنی بالا۔ یعنی حضرت جبرئیل مقام سدرہ سے ممدوح کی مسند کی طرف بلندی پر چڑھ کے سو سال میں پہنچے پس ابتک چشم حضرت میں وہ بلند روی مقام سدرہ سے آستانہ تک مسافت وفرق ایک کوس کا معلوم ہوتا ہے +

	درش عرش و عدو قاروں کفش دریا قلم موسیٰ دلش مریم کرم نخل و دمش عیسےٰ سرش عاذر	

عدو بمعنی دشمن اور دشمن کو قارون باعتبار نہونے فائدے کے اور زمین میں غرق ہوجانے کے کہا۔ قلم بادشاہ کو موسیٰ باعتبار عصا کے کہا اور بادشاہ کے دل کو باعتبار پاکی اور مضامین پیدا کرنے کے مریم کہا یعنی کرم جو مثل درخت کے خشک ہوگیا تھا برکت ممدوح سے سرسبز اور پُر زرق ہوگیا۔ دوم جاں بخشی میں عالم کا ممدوح خود عیسےٰ ہے عاذر نام ایک شخص کا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوا تھا اور اُنپر ایمان لایا تھا اسی طرح تیرے دم نے ہنر کو زندہ کردیا ہے +

تبسم کرد جامِ او پر از دُر شد عقیق آرے
بوقتِ خندہ مہرویاں نمایند از شفق اختر

عقیق مراد شراب گلگوں سے ہے۔ شفق مراد لب سے ہے۔ اختر کنایہ دنداں کی طرف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جام ممدوح شراب سے پُر ہے اور یہ پُر ہونا ٹھیک ٹھیک مشابہ ہے اسلئے کہ ماہرو ہنسنے کے وقت شفق لب سے اختر دنداں ظاہر کرتے ہیں +

عدو حشو لیست پس بارز زوحتر او برول آرش
کہ مجلس بے نوا بہتر چو مطرب را شود دف تر

حشو ایک چیز زائد و بیکار کو کہتے ہیں بارز ظاہر و آشکارا یعنی جسوقت مطرب کی دف نم دار ہو جاتی ہے اُسکی آواز نہیں نکلتی۔ مجلس کا بے نغمہ ہونا اور دف کا مجلس سے دور کرنا اس صورت میں چونکہ مناسب ہے۔ اسی طرح دشمن بیکار ہے اُسکو دفتر سے نکالدینا اور ہلاک کردینا لازم ہے +

کسے کو روے گل بیند نظر بر طرف خار آرد
کسے کو توتیا یابد کشد در دیدہ خاکستر

بعض نسخوں میں بجاے نظر بر طرف آرد کے بطرفا طرف انداز دیا پایا جاتا ہے اس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ طرفا درخت گز یعنی جھاؤ کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو دیدار گل میسر ہو وہ گوشۂ چشم کو درخت جھاؤ کی طرف کبھی نہ ڈالیگا اور جسکو سرمہ میسر ہو وہ خاکستر آنکھ میں کبھی نہ لگائیگا

مگر صبح دوم زال روحبنیت دار خاصت شد
کہ ہُترِ اسے زر اندودہ نہد بر صہوۂ اشقر

صبح دوم صبح صادق سے مراد ہے۔ ہُترا بمعنی سونے کی گولی مراد آفتاب سے ہے۔ صہوہ پشتہ اسپ وغیرہ معنی شعر ظاہر +

عروسِ زہرہ تا از مہر چنگ سیم گوں مہ
دفِ زریں کند پنہاں بزیر نیلگوں چادر
ترا بادا بزمِ ملک جامِ خوشدلی بر کف
کلاہِ سلطنت بر سر دو آج مفخرت در بر

دُواج بمعنی قبا - عروس زہرہ یعنی خود زہرہ - چنگ سیم گوں مہ اضافت تشبیہی ہے - نیلگوں یا دو مراد افلاک سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت تک عروس زہرہ شب ماہ سے خورشید کو فلک کی چادر میں پوشیدہ کردیتی ہے یعنی قیامت تک - پس قیامت تک تیرے ملک میں جام خوش دلی کا ہر شخص کے ہاتھ میں ہے اور کلاہ سلطنت کی تیرے سر پر اور بزرگی کی قبا تیری بغل میں رہے اِس قطعہ میں چنگ سیم گوں ہلال سے مراد ہے +

قصیدہ پادشاہ کے جام و بادہ کی تعریف میں

آں بدر شفق خور ہمیں پروین ہمہ رخسارش
در پنج مہ نو بیں ہر لحظہ گرفتارش

بدر مراد جام سے ہے - شفق مراد شراب سے ہے - خور بمعنی خورندہ - پروین کنایہ حباب یا قطرات شراب - پنج مہ نو مراد پانچ اُنگلیوں سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جائے تعجب ہے کہ بدر کھانے والا شفق کا پروین کے رخسارہ والا ہمیشہ پانچ ماہ نو میں گرفتار رہتا ہے اور بیشک گرفتار ہونا بدر کا پانچ ماہ نو میں جائے تعجب نہ ہے +

آں زورقِ دریا دل تا جز سوئے لب نرود
ماہی بچگاں باشند ہر سوئے نگہدارش

زورقِ دریا دل مراد جام پُر شراب سے ہے - دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور دل کو قلب کہتے ہیں یم کو قلب کیا تو مے ہوا - ماہی بچگاں مراد انگلیوں سے ہے یعنی جام پر شراب کے محافظ انگلیاں ہیں تاکہ لب کے سوا اور کہیں نہ جانے دیں +

مرغیست کش از دیدہ کاورسۂ زر ریزد
زاں روئے چکاں بینی خون از سر منقارش

مرغ مراد صراحی سے ہے اور یہاں صراحی ٹونٹی دار سے مراد ہے جو مرغ کی صورت ہوتی ہے کاورسہ ہندی میں جسے چینا کہتے ہیں مگر یہاں شراب کے زعفرانی قطرات سے مراد ہے - روئے بمعنی سبب خون بمعنی شراب - منقار مراد ٹونٹی سے ہے - ضمیر شین کی مرغ کی طرف پھرتی ہے

کاورسہ ایک بیماری کا بھی نام ہے جو آنکھوں سے قطرات گرنے لگتے ہیں +

موج دلِ صد قلزم یک قطرہ ز تاثیرش
شمع لگن چارم یک ذرّہ ز انوارش

لگن طشت بے آفتابہ وہ ایک طبق دیوار دار ہوتا ہے جسمیں ہاتھ دھوتے ہیں۔ لگن چہارم مراد فلک چہارم سے ہے اور اُسکی شمع آفتاب ہے۔ ضمیر ہر دو شین شراب کی طرف پھرتی ہے یعنی اُسکے تاثیر کے مقابل میں ایک قلزم بلکہ سو قلزم حکم ایک قطرہ کا رکھتے ہیں اور اُسکے نور کے سامنے آفتاب ایک ذرہ کا حکم رکھتا ہے

از غایتِ بے آبی از دست رود ہر دم
با آنکہ نباشد خود جز آب کشتی کارشس

بے آب مراد بے رونق و بے طراوت۔ یہاں مراد جام کا شراب سے خالی ہو جانا۔ واز دست رفتن بمعنی بیخود ہونا یہاں رکھا جانا جام کا ہاتھ سے یعنی جسوقت جام بے شراب ہوتا ہے خالی ہوکر ہاتھ سے جاتا ہے باوجودیکہ آب کشتی انکی ضرور ہے اور حقیقت میں جو شخص تشنہ ہوتا ہے بیخود ہوکر ہاتھ سے جاتا ہے

از نرگس چشم با صد نسترن افروزد
زان گل کہ درخت عقل بے بر بود از خارش

نرگس چشم خود چشم سے مراد ہے۔ نسترن گل سفید خوشبودار کو کہتے ہیں یہاں مراد اشکوں سے ہے۔ گل مراد شراب سے ہے۔ خار کنایہ نشہ یا درد شراب کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس شراب کا پینا یا وہ شراب نوشی ہماری آنکھوں سے آنسو بہاتی ہے اور اُسکا درد ہماری عقل کو کھوتا ہے +

سہ حرف کہ نامش را ست از جذر دہ ہست اول
برگیر یکے از وے کہ با چار بود چارش

ضمیر شین اول راجع ہے تعمیہ کی طرف اور تعمیہ اس شعر سے اسم جام اور اسم قدح کا نکلتا ہے کہ لفظ دہ کے نو عدد ہوتے ہیں اور جذر نو کا تین ہے اور تین عدد حرف جیم کے ہوتے ہیں یکے یعنی ایک عدد حرف الف کا ہوتا ہے اور اُسکے دہ یعنی دس کو چار مرتبہ لیا تو چالیس ہوئے اور چالیس عدد حرف میم کے ہوتے ہیں پس جام ہوگیا یعنی اُس چیز کے نام میں تین حرف ہیں اول حرف جذر دس کا یعنی نو ہے اور ایک حرف عدد چار کے برابر یعنی دال ہے اور تیسرا حرف حائے حطی یعنی آٹھ ہے۔ یا ضمیر پھرتی ہے دہ کی طرف یعنی ایک حرف دہ میں سے دال لی جو چار ہیں پہلے چار کو جمع کیا تو آٹھ ہوئی اور آٹھ عدد حائے حطی کے ہوتے ہیں پس اسطرح لفظ قدح حاصل ہو گیا

تا غنچۂ پُر نسریں با لالہ قریں گردد
چوں سرو خراماں شود در برگِ چنار آرش

غنچۂ پُر نسرین مراد دہن سے ہے۔ لالہ مراد پیالہ پُر شراب سے ہے۔ برگ چنار مراد ہاتھ سے ہے ضمیر شین کی لالہ کی طرف پھرتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے مخاطب جبتک دہن پیالہ کے نزدیک ہو اُسکو ہاتھ میں لے اور مانند سرو کے خراماں رہو۔ سرو کا خرام باعتبار جنبش کے ہے ٭

ہر چند میانِ خلق آب است مدام اورا
در مجلس شہ آرے بے ما نبود بارش

میاں بمعنی درمیاں۔ آب کے معنی عزت اور آبرو کے ہیں۔ ضمیر اورا و شین کی پیالہ کی طرف پھرتی ہے آرے کلمہ ایجاب وقبولیت کا ہے۔ بار بمعنی دخل معنی شعر ظاہر ٭

از نرگسِ بے خوابی آب بقم افشانم
گر سبزہ دمد روزے بر صفحۂ گلنارش

بقم نام ایک سرخ لکڑی کا ہے جسے ہندی میں مجیٹھ کہتے ہیں۔ آب بقم اشکِ خونی سے مراد ہے صفحہ گلنار چہرۂ سرخ سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس روز چہرۂ معشوق پر خط نکلیگا اپنی آنکھوں سے آنسو خوب بہاؤنگا ٭

چوں فرق سرِ شانہ صد شاخ کنم دل را
گر یک سرِ مو بینم ازوے شدہ بیزارش

شاخ بمعنی پارہ ضمیر و سے معشوق کی طرف پھرتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک بال کی برابر بھی اپنی معشوق کا دل اپنے سے آزردہ پاؤنگا اپنے دل کو صد پارہ کر لونگا ٭

بر آئینہ مہ بیں آشفتہ صفِ مورش
پیچیدہ بر آتش بیں از دودِ سیہ مارش

آئینہ مہ مراد چہرہ سے ہے۔ صف مور اشارہ خط کی طرف۔ آتش مراد رخ سے ہے۔ دود سیاہ اشارہ خط یا زلف کی طرف ہے۔ ضمیر ہر دو شین کی معشوق کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ معشوق کے آئینہ یا چاند سے رخسارہ پر خط نہیں بلکہ ایک صف مور آشفتہ کی ہے اور

اُسکی آگ سے چہرہ پر خط و زلف نہیں ہے بلکہ سانپ دود سیاہ سے لپٹا ہوا ہے +

آہے کہ زنم چوں صبح آلودہ بخوں باشد
آندم کہ پدید آید بر آئنہ زنگارش

آئینہ مراد چہرہ سے ہے۔ زنگار مراد خط سے ہے ضمیر شین معشوق کی طرف پھرتی ہے۔ آلودہ بودن صبح بخون باعتبار شفق صبح کے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق جسوقت تیرا خط نکلیگا میں ایک آہ سرد کھینچونگا جو صبح کی طرح آلودہ بخوں ہوگی +

دانم نشود چوں سرو از بندِ خود آزادہ
گر سنبلِ تر روید بر طرفِ سمن زارش

نشود کا فاعل معشوق ہے۔ بندِ خود بمعنی بندِ خودی یعنی متکبر و مغرور۔ سنبلِ تر خط سے مراد ہے۔ طرف بمعنی گوشہ۔ سمن زار مراد چہرہ سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر معشوق کا خط نکل آئیگا تو میں خوب جانتا ہوں بسبب زیادتی حسن کے غرور زیادہ ہوجائیگا جیساکہ سرو آزاد ہے وہ بندِ خودی سے آزاد نہ ہوگا +

زلفش بسیہ روئی شد خصم شہِ عالم
کز کنگرۂ خورشید آویختہ نگوں سارش

یعنی چونکہ زلف معشوق کی خود بادشاہ کی دشمن تھی اسی سبب سے معشوق نے اُس زلف کو اوندھا لٹکا رکھا ہے +

بر بادِ سلیماں را آں روز تواں دیدن
کورا جولاں باشد بر مرکب رہوارش

چونکہ بادشاہ کا گھوڑا تیز رفتاری میں ایک ہوا ہے اور بادشاہ باعتبار عالی رتبہ کے سلیمان آسا ہے پس جس روز وہ گھوڑے تیز رفتار پر سوار ہوتا ہے دیکھنے والوں کی نظروں میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے۔ دوم یہ کہ جسدن ممدوح سوار ہوتا ہے سلیمان کم رتبہ معلوم ہوتا ہے

اے خسرو و شیریں خط لیلےٰ صفت سر کلکت
مجنون بزنجیر است ماہ از غم رفتارش

خسروِ مرادِ ممدوح سے ہے - شیریں خط مراد خط مرغوب سے ہے - سرِ کلک کو باعتبار سیاہی آلود کے لیلی کہا - جرم قمر کا کلف سے سیاہی آلود ہے اُسکو زنجیر سے تشبیہ دی - یعنی نوشتہ تیری قلم کا آسمان تک پہنچا اور ماہ اُسکا مسخر ہوا - دوم یہ کہ ماہ مراد کاغذ سے ہے - زنجیر مراد سطروں سے ہے - غم یہاں مراد عشق سے ہے +

وجہے کہ عدو دارد زین ست ز نقدِ عین
کز جزع عقیق افتد بر روے چو دینارش

نقدِ عین مراد اشک سے ہے - جزع دانۂ سلیمانی مراد چشم سے ہے - عقیق کنایہ اشک سرخ سے ہے یعنی روزینہ تیرے دشمن کا یہ ہے کہ اشک سرخ جو اُسکے رخ زرد سے گرتے ہیں بجاے نقدی دینار اور اشرفی کے ہیں +

بسیار بروزہ آرد شب ماہ سرِ کلکم
تا شاہدِ مدح تو شد محرم اسرارش

یعنی جسوقت سے تیری مدح میں مصروف ہوا ہوں بہتاسی راتوں کو میری قلم نے دن کر دیا ہے یعنی تمام رات تیری مدح کی تحریر میں صرف کیا ہے - دوم یہ کہ بسیار بمعنی بسیار بار - روز مراد کاغذ سے ہے - شب مراد سیاہی سے ہے +

تا شیشۂ مینا را در دودِ سیاہ شب
صد شمع بر افروزد از ثابت و سیارش
صد مشعلہ میخواہم افروختہ روز و شب
در دودۂ اقبالت از حضرتِ جبارش

یعنی جبتک آسمان میں ستارے نکلتے رہیں اور یہ دن قیامت تک رہیگا میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ تمہارے خاندان اقبال میں مشعلہ فرزندان سے ہمیشہ روشنی رہے - مشعلہ مراد فرزندان سے ہے +

قصیدہ مدح ممدوح جرخیات اور معشوق کی تعریف میں

	قطب زاں کرد عزیمت سوے خط محور کاژدہایست بروباہی و یک مہرہ زر	

قطب ایک میخ آہنی کو کہتے ہیں جسکے گرد چکی پھرتی ہے اور سبب سالار قوم کو بھی کہتے ہیں اور ہیئت والوں کی اصطلاح میں تمام خط محور کے یا خط محور کے انجاموں میں دو نقطے مقابل ہیں اور یہاں ستارۂ قطب شمالی مراد ہے۔ اژدہا تنین فلک کو کہتے ہیں اور اکتیس مہرۂ زر مراد اُن ستاروں سے ہے جنسے مار فلک مرکب ہے خلاصہ یہ ہے کہ قطب نے خط محور کی طرف اس سبب سے ارادہ کیا ہے کہ اُس خط محور پر ایک اژدہا ہے اکتیس مہروں زر کا پس قطب نے مہروں زر کے لالچ میں یہ ارادہ کیا ہے +

	قطب فیروزہ ردا بر سر خط رفتہ ز ہوش راقص زرد قبا خفتہ بکام اژدر	

قطب کو فیروزہ ردا اس باعث سے کہا کہ قطب کے نام پر روایت ہوتی ہے اور ولی چادر سبز پہنتے ہی ہیں۔ قطب میں حرکت نہونے کے باعث از ہوش رفتہ کہا۔ راقص ایک ستارہ کا نام ہے جسکا رنگ زردی مائل ہے اور مار فلک کے مُنہ میں واقع ہے۔ خط سے مراد خط محور ہے۔ زرد قبا کنایہ طالب زر اور آرائش دوست سے یعنی قطب جو ایک پارسا شخص ہے خط محور کے گوشۂ فلک پر بیہوش پڑا ہے اور راقص طالب زر اژدہا کے دہن میں گرفتار ہے +

	مار در جنبش و قطب از حرکت خالی است نعش زاں چرخ زناں گرد سر سہ دختر	

قطب ستارۂ جدی اور نعش چار ستاروں بنات النعش سے غرض ہے جنکی صورت مثل چارپایے کے ہے۔ چرخ زناں مراد گردش کرنیوالا۔ سہ دختر مراد اُنہی بنات النعش سے ہے جو نعش اور قطب کی درمیان واقع ہے۔ خلاصہ یہ ہے اگرچہ قطب مرد پارسا ثابت قدم ہے لیکن طلب زر کے واسطے سہ دختر و مار ہر دو مضطرب ور متحرک ہیں اسی سبب سے نعش گرد ہر سہ دختران کی بطور محافظ کے چرخ زن ہے۔ دوسرے یہ کہ نعش مراد موت سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے چونکہ دختران کی طلب کے واسطے مار فلک اور قطب دونوں بیقرار ہیں پس موت کے ہاتھوں

اُنکی نجات نہوگی کیونکہ موت اُنکے سر کے گرد پھرتی ہے +

	درمیانِ ہمہ سر حلقۂ ایں طائفہ قطب لیکن از وے نبود تیرہ ترے یک پیکر	

خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ کا حال ایسا ابتر ہے کہ جو لوگ سبکے سرگروہ ہیں اُنکا حال سبسے ابتر ہے سیاہ دل ہیں اور روشنی ایمان سے بے بہرہ ہیں +

	حارس صومعہ او شب و روزند دو خروس دور تر اکبر و نزدیک تر او اصغر	

حارس بمعنی پاسبان۔ صومعہ بمعنی عبادت خانہ ترسایاں و نصارا۔ خرس ریچھ کو کہتے ہیں اور دو خرس مراد دُب اکبر دُب اصغر سے ہے اور یہ دو شکلیں ستاروں سے مرکب قطب شمالی کے قریب واقع ہیں یعنی اول کلاں دوم کوچک ایک کو انمیں سے بنات النعش صغریٰ اور دوسری کو بنات النعش کبریٰ کہتے ہیں۔ دوسرا قطب سے بہ نسبت پہلے کے دور تر ہے اور پہلا یعنی دُب اصغر بہت قریب ہے اور یہ بیت فقیران زمانہ کی خباثت میں بیان کرتا ہے یعنی جو قطب ہے اُسکے مزاج میں اِس درجہ کی خباثت ہے کہ دو ریچھ اپنی خدمت میں رکھتا ہے +

	بر درِ بارگہہ عزتِ او کیکاؤس ہمچو چاؤش نہاد است کلاہِ بر سر	

او کی ضمیر قطب کی طرف پھرتی ہے۔ کیکاؤس بمعنی عادل اصیل و نجیب۔ کیکاؤس اشکال شمالی میں سے ایک شکل کا نام ہے جو ایک بڑی مثلث کی صورت ہے۔ چاؤش بمعنی نقیب خلاصہ یہ ہے جو لوگ اپنے آپ کو قطب کہلاتے ہیں ایسی دنیادار ہیں کہ کیکاؤس اُنکے دروازہ کا نقیب ہے +

	بر درِ مطبخ خاصش بکفِ پرساوس سرِ غول ست و بغایت کرہٗ وزشتِ نظر	

پرساوس اشکال شمالی میں سے ایک شکل کا نام ہے۔ عربی میں جسکو حامل راس غول کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ قطب ایسا جلاد و خونخوار ہے کہ سرِ غول جو نہایت بدصورت اور بدشکل ہے اُسکے دروازہ پر باورچی خانہ کے بکف پرساوش ہے گویا قطب کے طعام کو صاف کرتا ہے +

پیشِ او پیرِ جدی راہ نمائے قبلہ
عابدے راکہ سوئے کعبہ بباشد رہبر

اوکی ضمیر قطب کی طرف پھرتی ہے۔ جدی نام ایک برج کا ہے اور نیز ایک ستارہ قریب قطب شمالی توران کے ہے۔ نمازی کو اُس ستارہ کا خیال ایران و توران میں راست کندھے پر کر لینا چاہئے اور ہندوستان میں بازوئے راست پر کرنا چاہئے خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ کی عقل اور سمجھ کا ایسا خراب حال ہے کہ پیر جدی جو نیک مرد آدمی اور قبلہ کا رہنما ہے اُس قطب بدکار قتال کی خدمت میں کمر

گرد سرِ حلقۂ خود جملہ مریداں زاخلاص
گشتہ رقّاص رداشاں ز پلاسِ اخضر

سرِ حلقہ بمعنی سردار و سرگروہ کہ مراد مرشد سے ہے یہاں اشارہ قطب کی طرف ہے اور مریداں سے غرض اُنہی ستاروں سے ہے۔ ضمیر شاں مریداں کی طرف پھرتی ہے۔ رقّاص مرید جو بہ قصد وجد کیا کرتے ہیں یعنی جائے تامل ہے کہ باوجودیکہ کیفیت بدکاری قطب کی ظاہراً معائنہ کر لئے ہیں پھر اُسی کو مرشد قرار دیا درآں حالیکہ آسمان کی چادر اُن کے سر پر ہے پھر بھی از راہ اخلاص اُسکے سر کے گرد پھرتے ہیں +

گر سرِ زلفِ تو زنجیر نہ بستے بر ماہ
بہ تسلسل نہ کشیدے بجہاں دورِ قمر

یعنی اے معشوق اگر تیری زلف قمر پر نہ بندھتی اور اُس کو محکم نہ کرتی تو دورِ قمر انجام کو نہ پہنچتا اور تسلسل و درازی نہ کھینچتا +

پر ستارہ شود آں روز رخ بدر ز مہر
کہ برآید شبِ آشفتہ ترا گرد سحر

یعنی اُس دن میرا چہرہ غم و الم کے اشکوں سے پُر ہوگا کہ تیرے رخ پر خط سیاہ نکلیگا کیونکہ خط کا نکلنا باعث زوال حسن کا ہے +

لعلِ مل نوشِ تو ہمچوں لب خسرو شیریں
مشک گل پوشِ تو چوں خامہ شہ ماہِ سپہر

خسرو بمعنی معشوق اور عاشق شیریں کا نام ہے اور یہاں شیریں بمعنی لذیذ کے ہیں ۔ مشک مراد خط سے ہے ۔ گل کنایہ چہرہ یعنی اے معشوق تیرے لب نے نوش مانند لب خسرو کے کہ بادشاہ جلیل القدر ہے لذیذ ہیں اور تیرا خط یا زلف گل پوش مانند قلم ممدوح کے ماہ کا طے کرنیوالا ہے یعنی جیسا کہ قلم ممدوح کی ماہ کاغذ کو طے کرتی ہے ایسا ہی تیری زلف ماہ رخ کو طے کرتی ہے

شام در کار گہش ہندوے گل زیر قبا
صبح در بارگہش رومیٔ زریں مغفر

ہندو بمعنی غلام ۔ گل زیر قبا باعتبار منقش ہونے شام کے کواکب سے زریں مغفر باعتبار آفتاب کے یعنی شعر کے ظاہر ہیں +

بادشاہے کہ بجز تخت و سریرش نبود
بر سر عرش اگر جلوہ کند روزے خور

یعنی وہ ممدوح ایسا عالی مراتب ہے جو خورشید اب آسمان پر ہے یہ اسکے تخت و سریر کے لائق نہیں ہے اگر بالفرض کسی دن عرش پر چمکے اور جلوہ کرے تو اسے تخت و سریر بادشاہ کے سوا اور کچھ نہ سمجھنا چاہیئے یعنی اگرچہ عرش پر خورشید طلوع ہو تو بھی تخت و سریر چتر و تاج ممدوح کے سوا اور کچھ نہ ہوگا +

آفتابیکہ بجز راے وزیرش نبود
گر ببینے ز پئے شب چاردہ بینی انور

خلاصہ یہ ہے کہ وہ چاند جسکو ہم چودھویں تاریخ کی رات کو دیکھتے ہیں حقیقت میں وہ شب چہاردہم کا چاند نہیں بلکہ اسکے وزیر کی رائے منیر ہوگی +

کامگاریکہ بجز کلک دبیرش نبود
کز نبات مشک آلود چکاند عنبر

خلاصہ یہ ہے کہ اگر نبات مشک آلود سے عنبر ٹپکے تو وہ نبات ممدوح کے منشی کی قلم کے سوا نہوگا یعنی منشی ممدوح کی قلم باعث مضامین شیریں لکھنے کے نیشکر ہوگئی ہے +

اے چو خورشید سرادق زدہ بر اوج شرف

وے چو شمشیر زدہ بحر کفت موجِ گہر

یعنی آفتاب کی طرح تونے پردہ وخیمہ اوجِ شرف برلگار کھے ہیں اور جیسا کہ شمشیر موج گہر جو مراد جوہر شمشیر سے ہے لگاتی ہے اسی طرح تیرا ہاتھ موج گہر ریزی کی لگاتا ہے +

اندریں دم کہ زجورِ فلکِ شیشہ نہاد
ہمچو جام اندر بجوں غرق مدام اہلِ ہنر

دم بمعنی زمانہ فلک کو شیشہ نہاد بباعث نہونے اُستواری عہد وپیمان کے کہا۔ مدام بمعنی شراب۔ یہ شعر مبتدا ہے اور شعر آئندہ اسکی خبر ہے +

بدو دیدہ نتوانند رخِ عیسےٰ دید
چار گشتہ ہمہ را گوش سوے نغمۂ خر

بدو دیدہ نتوانند مراد کم توجہی سے ہے۔ عیسےٰ مراد مرد نیک اور فاضل سے ہے۔ چار گشتن بمعنی منتظر رہنا۔ نغمہ خر گدھے کی آواز سے مراد ہے جو سب جانوروں میں بدتر ہے۔ اور خر ایک لکڑی کا نام ہے جو چنگ میں تاروں کے نیچے ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات گدھوں کے نغمہ اور آواز کے منتظر ہیں اور فاضل اور نیک بخت کی طرف جو مثل عیسیٰ ہو کوئی بھی توجہ نہیں کرتا

عمر گر از زدنِ زید بمیرد ہرگز
مبتدا را نکند از سرِ آنحال خبر

یعنی یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی مظلوم کو مار ڈالے تو حاکم تک اُسکی اطلاع بھی نہیں کرتے

قصیدہ سلطان محمد تغلق کی مدح اور بہار اور معشوق کی تعریف میں

چوں رفت سوے ماہی از دلو چشمۂ خور
در آبِ خشک مارا بیش آر آتشِ تر +

ماہی مراد برج حوت سے ہے۔ برج حوت میں آفتاب ماہِ چیت میں آجاتا ہے اور بہار کا موسم ہو جاتا ہے اور آفتاب کا برج دلو میں جانا آخر موسمِ خزاں کا وقت ہوتا ہے۔ چشمۂ خور آفتاب مراد ہے۔ آبِ خشک کنایہ جامِ شفاف بلوریں۔ آتش تر مراد شراب سرخ سے ہے۔ لفظِ سو

ترکی ہیں بمعنی آب ہیں مستعمل ہے جو لفظ دلو کے واسطے مناسب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ موسم بہار کا آگیا ہے اب جام بلوریں ہیں ہمارے واسطے شراب سرخ لاؤ +

زاں پیش کہ آسماں را خیاط صبح دوزد
برخرقۂ کبودش یک پارۂ معصفر

معصفر بالضم میم و فتح عین وہ چیز جسکو گل کے چہرہ سے رنگ کریں کیونکہ عصفر گل کا چہرہ ہے جسکو ہندی میں کسنبھ کہتے ہیں وخیاط بمعنی درزی۔ پارۂ معصفر مراد آفتاب سے ہے پہلے اِس سے کہ دن ہو شراب دے کیونکہ شراب کا لطف شب کو ہے +

زاں پیش کآسماں را طباخ چرخ بنہد
در ہفتخواں گردوں یک طاسکِ مزعفر

طاسک مزعفر مراد آفتاب سے ہے۔ طباخ بمعنی باورچی۔ طاسک اسم تصغیر ہے طاس کا خوان بمعنی دسترخوان۔ الفاظ طاس خوان طباخ مناسب ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ آفتاب نکلے +

خور کہ باسیاہ چشماں وقتِ سپیدہ جامے
کز جرعۂ خاکِ مجلس پوشد لباس احمر

یعنی صبح کے وقت معشوق کے ساتھ اِسقدر شراب پی کہ جرعہ ریزی سے خاک سرخ ہو جائے

دریا میان زورق صد بار موج خوں زد
بر پشت ماہیانش یک دم سوے لب آور

دریا مراد شراب سے ہے کیونکہ دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور یم کو مقلوب کرنے سے مے حاصل ہوتا ہے۔ زورق کے معنی کشتی کے ہیں یہاں مراد جام سے ہے گلگونی شراب کے اعتبار سے موج خون کہا۔ ماہیاں سے مراد انگشتان ہے یعنی شراب کا پیالہ بھر کرائے معشوق ایکبار اُسکو ہاتھ میں لیکر لبوں کی طرف لیجا۔ دریا۔ کشتی۔ موج۔ ماہی الفاظ مناسب ہیں +

آہوے آتشیں را چوں برّہ در بر آرد
کافور خشک گردد با مشکِ تر برابر

آہوئے آتشیں کنایہ آفتاب - برہ برج حمل سے مراد ہے - کافور خشک مراد دن سے ہے - خشک مُشک سے اشارہ شب کی طرف ظاہر ہے - خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب جب برج حمل میں چلا جاتا ہے رات اور دن برابر ہوجاتے ہیں +

شب زنگیست گریان آئینہ ایست بر کف
صبح است ترک خندان دستار زرد بر سر

شب کو زنگی باعتبار تاریکی کے اور گریاں باعتبار کواکب کے کہا آئینہ مراد قمر سے ہے اور صبح کو شعاعی خطوط کے اعتبار سے خنداں کہا - دستار زرد زردی شفق یا آفتاب سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے کہ عجب ماجرا ہے کہ جو شخص روتا ہے آئینہ نہیں دیکھتا کیونکہ آئینہ کا دیکھنا لوازمات عیش میں سے اور رات باوجودیکہ گریاں ہے آئینہ قمر کا دیکھتی ہے +

بگرفت ادہم شب زین پلنگ بر پشت
چوں بست شاہِ مشرق ہرّائے زرد اشقر

ادہم اسپ سیاہ کو کہتے ہیں چونکہ ولایت میں پلنگ کے چمڑے کی زین تیار کرتے ہیں اس واسطے زین پلنگ کہا مگر یہاں کثرتِ کواکب سے مراد ہے - ہرا بالفتح گھوڑے کی زین اور ساز کو کہتے ہیں - ہرائے زرد روشنی سحر سے مراد ہے - اشقر اسپ سرخ رنگ کو کہتے ہیں مراد آسمان یا دن ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب طلوع ہوا اور رات چلی گئی +

اے زلف عنبرینت شمشاد و لالہ پرور
عناب شکرینت لعل و درست در بر

شمشاد کنایہ قد سے ہے - لالہ اشارہ چہرہ کی طرف - عناب شکریں مراد لبوں سے ہے - لعل و دُر کنایہ دندان و لب - یعنی اے معشوق تیری زلف قد خوش اور لبِ شیریں کی جو باز دنداں ہے پرورش کرتی ہے

در عنبر تو لالہ در بسد تو لولو
در غنچۂ تو نسرین بر یخچۂ تو آذر

عنبر کنایہ زلف یا خط کی طرف ہے - لالہ مراد چہرۂ گلگوں سے ہے - بُسد مرجان و مونگے کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک بیخ مرجان کو کہتے ہیں - بہر کیف لبِ سرخ سے یہاں مراد ہے

لولو کنایہ دنداں۔ غنچہ مراد دہن۔ تگرگ اولہ وتگرگ کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد دنداں سے ہے۔
آذر بمعنی آتش یہاں لب سے مراد ہے۔ معنی شعر ظاہر +

روزے کہ سر بر آرد شب از کنارہ ماہت
بر روے بازر بینی غلطاں ہزار اختر

شب مراد خط یا زلف سے ہے۔ ماہ مراد چہرہ سے ہے۔ اختر کنایہ اشک خلاصہ یہ ہے کہ
جسدن تیرے چہرہ پر خط نکل آئیگا بدر تیرے زوال حسن کے خیال سے خوب آنسو بہا ئیگا +

آں سر شکستہ زنگی از سرکشی بچیں شد
بر گرد روم صف زد از زنگبار لشکر

زنگی سر شکستہ مراد زلف سے ہے۔ بچیں شدن یعنی چیں بجبیں یا خشمگیں ہونا۔ روم مراد رخ گلگون
سے ہے۔ لشکر زنگبار مراد خط سے ہے۔ یعنی جسوقت زنگی سرکشی سے چین میں چلا گیا اور خشمگین
ہوگیا گویا لشکر زنگبار نے روم کے گرد چڑھائی کی بعضی زنگی سر شکستہ سے مراد قلم لیتے ہیں اور
چین اور روم مراد کاغذ سے ہے اور لشکر زنگبار سے مراد حروف لیتے ہیں لیکن یہاں موقع و مقام لالت نہیں کرتا

سرحد نیمروز ہست شام خط تو بر چیں
خورشید نیمروز است رویت چو رائے داور

نیمروز وقت دوپہر کو کہتے ہیں اور اُسوقت آفتاب خط نصف النہار پر ہوتا ہے اور ولایت سیستان
کو بھی کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حضرت سلیمان وہاں پہنچے تو ولایت مذکورہ کو پانی سے
بھرا ہوا پایا پس حضرت نے دیووں کو حکم دیکر نیمروز میں اُسے خاک سے بھروا دیا اسیواسطے اُسے
نیمروز کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے تیری زلفوں کی شام جو رخساروں کی ملک چین پر واقع ہے سرحد
اور انتہا چہرہ کی شہر نیمروز کی ہے اور جیسا کہ دوپہر کو آفتاب رائے ممدوح کی مانند تاباں و درخشاں
ہوتا ہے اسی طرح تیرا چہرہ چمکتا اور دمکتا رہتا ہے چین مراد رخساروں سے ہے نیمروز چہرہ سے مراد ہے

بہرام نسل رستم ادریس فضل عیسے
اقلیم بخش احمد کشور کشاے حیدر

بہرام نام بادشاہ کا ہے باعتبار زور اور طاقت کے رستم ادریس نام ایک پیغمبر کا ہے جو آسمان پر

درس توحید کا کرتے ہیں - باعتبار جاں بخشی مُردگان افلاس کے عیسےٰ کہا اور برعایت کثیر بخشی کے اقلیم بخش کہا اور باعتبار خوش خلقی کے احمد کہا - اِس شعر کے فقرات میں ترکیب مقلوبی ہی یعنی حیدر کشور کشائی رستم بہرام بسل عیسی ادریس فضل احمد اقلیم بخش وغیرہ +

بر آستانِ جاہش جبرئیل خویشتن را
صد سالہ راہ دیدہ از کائنات برتر

را بمعنی برلے جبرئیل جو ایک قدم اور ایک پرزدن میں پانسو سالہ راہ قطع کرتے ہیں ممدوح کی آستانِ جاہ کے لئے اپنی راہ روی کے واسطے موجودات سے بلند سو برس کا رستہ قرار دیا ہے یعنی تیرا آستانہ دنیا سے اسقدر بلند ہے کہ جبرئیل باوجود ایسی تیز روی کے سو سال میں پہنچ سکتا ہی بھلا کسی اور شخص کی تو کیا اصل ہے +

اے ہفت طاق طارم بر آستانت مدغم
وے پنج شاخ دریا در آستینت مضمر

مدغم بمعنی پیوستہ درج کیا گیا اور پوشیدہ - پنج شاخ دریا مراد دست ممدوح سے ہے باعتبار پانچ انگلیوں کے - مضمر بمعنی پوشیدہ کیا گیا - ہفت طاق طارم یعنی طارم ہفت طاق مراد عرش سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا آستانہ جاہ اسقدر بلند ہے کہ اسمیں عرش پوشیدہ ہوسکتا ہے اور سما سکتا ہے +

اے بندۂ خلیفہ در پیش تختِ بختت
نائب ہزار خاقاں حاجب ہزار قیصر

بندہ بمعنی مطیع و فرمانبردار خلیفہ مراد پادشاہ روم سے ہے - خاقان بادشاہ چین کا خطاب ہے قیصر لقب بادشاہ روم کا ہے یہاں بادشاہ کلاں سے مراد ہے - شاعر اس شعر میں ممدوح کی طرف خطاب کرتا ہے صنعتِ التفات کے طریقہ پر یعنی اے بادشاہ تیرے تخت کے سامنے خاقان جیسے ہزاروں نائب ہیں اور قیصر جیسے بہتنا سے چوبدار ہیں +

از خامۂ کمالت یک نم ہزار دریا
وز نامۂ جلالت یک خط ہزار دفتر

یعنی ہزار دریا تیرے خانۂ کمال کے سامنے ایک قطرہ کے برابر ہیں اور تیرے مرتبہ کی کتاب میں سے ایک خط ہزار دفتر کی برابر ہے +

در رزم تیغ بہرام با خنجر تو چوبین
در بزم ساغر خور با ساقی تو در خور

بہرام ایک ستارہ کا نام ہے جسے مریخ کہتے ہیں جو جلاد فلک ہے یا بہرام جوبین سے مراد ہے جو بڑا بہادر تھا یا بمعنی مقابل چوبین بمعنی بیکار کیونکہ تیغ چوبین نکمی ہوتی ہے یعنی تیرے خنجر کی لڑائی کے مقابل میں بہرام کی تلوار بیکار ہے اور تیری بزم میں ساقی کے واسطے آفتاب کا پیالہ ہو لایق ہے

گر بر خط تفاوت نہ دائرہ نہ گردد
حک باد نقطۂ قطب از حرف خط محور

محور اہل ریاضی کی اصطلاح میں ایک خط موہوم کا نام ہے جسکا ایک سر قطب شمالی اور دوسرا سر قطب جنوبی ہے۔ امور عالم کا انتظام ذات قطب پر منحصر ہے اگر قطب معدوم ہو جاوے تو بیشک قیامت برپا ہو جاوے اور عالم تباہ ہو جاوے خلاصہ یہ ہے کہ اگر آسمان تیرے خط فرمان کے موافق نہ گھومے اور تیرا تابعدار نہو تو نقطہ قطب کا دور ہو جائے اور مٹ جائے اور قیامت برپا ہو جائے یہ شعر گویا دعائیہ ہے +

رایت چو رایت افراخت در شاہراہ ہیجا
مہ خاک کرد بر سر از دست آں تگاور

یعنی تیرے رایے کے گھوڑے کی تیز رفتاری دیکھکر چاند نے جو نہایت تیز رفتار ہے حسرت سے اپنے سر پر خاک ڈال لی۔ صورت دوم یہ کہ تیز رفتاری سے اُس گھوڑے کی اسقدر خاک زمین پر اُڑی کہ چاند کے سر پر جم گئی تیسری صورت یہ ہے کہ چاند نے باوجود دعوی روشنی کے تیری رایے روشن کو دیکھکر رشک کے مارے اپنے سر پر خاک ڈال لی +

آں ابر برق سیرت آں باد کوہ صورت
آں نار بحر پرور آں آب خاک گستر

نار باعتبار گرمی رفتار کے کہا۔ برق و باد باعتبار تند رفتار کی اور بباعث ہوا رفتاری کے نام

دریا کے کہا آب گرگستر باعتبار فتنہ وفساد کے گرد وغبار بٹھا دینے کے کہا معنی شعر ظاہر +

یکران وزینِ خاصت آبِ روان و گلشن
پیل و درِ سرایت کوہِ روان و محشر

یعنی تیرے گھوڑے کو باعتبار تیز رفتاری وہموار رفتاری کے آب رواں کہنا چاہئے۔ اور زین کو باعتبار مرصع کاری وجواہر نگاری کے گلشن کہنا چاہئے تیرا ہاتھی باعتبار جسامت وروانگی کے کوہ رواں ہے اور تیرے گھر کا دروازہ باعتبار اژدحام ملازمان وخادمان کے گویا بذات خود محشر ہے +

گر عدلِ تو نبودے این پنج شوے مطرب
با قطب جمع گشتے با مرکز سہ خواہر

پنج شوے مطرب مراد زہرہ سے ہے اور پنج شوے یہ ہیں۔ زحل مشتری مریخ عطارد قمر سہ خواہر مراد بنات النعش سے ہے جو تین ستارے قطب کے قریب ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرا انصاف نہوتا تو زہرہ جو پانچ شوہر رکھتی ہے قطب کے ساتھ جو مرد پارسا ہے حالتِ جماع میں ہوجاتے +

مقطع طلب نمودم سر پیش داشت خصمت
در شعرہا کم افتد مقطع ازیں نکوتر

آخر شعر قصیدہ کو مقطع کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے جب میں نے اپنے قصیدہ کا مقطع چاہا دشمن نے جو جان سے بیزار تھا اپنے سر کو بجائے مقطع کے پیش کیا اور کہنے لگا اس سے بہتر کوئی اور مقطع نہوگا خوبی ظاہر +

تا زیر بالِ طوطی طاؤس شب پیما را
ہر صبح در رباید عنقاے زرد شہپر
بادا چو طائر قدس در صیدگاہ ہیجا
پرواز بازِ چترت بالاے چرخ اخضر

طوطی مراد آسمان سے ہے۔ طاؤس شب پیما مراد قمر سے ہے۔ طاؤس باعتبار گرد اگرد کواکب ہونے کے کہا۔ عنقاے زرد شہپر مراد آفتاب سے ہے۔ طائر قدس مراد جبرئیل سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ قیامت تک حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مانند تیرے چتر کے باز کو آسمان پر پرواز ہوتا رہے +

قصیدہ آفتاب کی تعریف میں

چو شاہ بازِ سحر باز کرد شہپر نور
بسوے غرب غراب ظلام کرد نفور

شاہباز سحر کنایہ آفتاب سے ہے۔ شہپر نور مراد آفتاب کی شعاعوں سے ہے۔ غرب بمعنی مغرب۔ غراب یعنی کوّا و زاغ۔ ظلام بمعنی تاریکی خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت آفتاب نکل آیا تاریکی شب کی جاتی رہی

چو تیر تیرِ ظلام از کمانِ چرخ انداخت
ز ترس تُرس زر اندودہ تیغ یعنی ہور

تُرس ثانی بمعنی سپر و ڈھال مراد آفتاب سے ہے۔ زراندودہ تیغ مراد خطوط شعاعی سے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب کے خوف سے عطارد نے تاریکی شب کو کمان فلک سے بجلدی تمام تیر کی مانند گرا دیا

درید زہرۂ زہرہ چو دہر دہرۂ زر
نمودہ جیش حبش را چو مغفرِ مغفور

دہرۂ زر بمعنی چھری - یہاں مراد شعاع خورشید سے ہے۔ جیش حبش مراد کواکب سے ہے مغفر خود آہنی یعنی جب زمانہ نے آفتاب کو خطوط شعاعی خورشید کے لشکر حبش کے دور کرنے کے واسطے ظاہر کئے اِس حال کے دیکھنے سے زہرہ اور دل ستارۂ زہرہ کا پھٹ گیا +

بہند راہِ فرارہ فرارہ زد شہ زنگ
چو قوقہ کلہ شاہ چیں نمود از دور

ہند مراد نیستی یا بمعنی جانب۔ فرارہ فرارہ بمعنی گریزاں گریزاں شہ زنگ اشارہ ماہ سے ہے قوقہ بمعنی تکمہ کلاہ و پیراہن شاہ چین مراد آفتاب سے ہے یعنی جسوقت آفتاب نے طلوع کیا چاند نے نیستی کا رستہ لیا دوم یہ کہ ہند مراد شب سے ہے یعنی چاند مع شب کے گریزاں گریزاں چلا گیا

ز سہم تیغ منوچہر چہر مہر گرفت
قبول رونق اقبال شام راہِ فتور

منوچہر بمعنی بہشت رو اور نام پسر ایرج کا ہے۔ سہم بمعنی خوف۔ فتور بمعنی سستی و شکستگی -

شاہ شاہم مراد قمر سے ہے یعنی خوف خطوط شعاعی آفتاب کے تلوار سے رونق قمر نے شکستگی پائی یعنی چاند کی روشنی جاتی رہی +

سپہر تیغ زر اندودہ میزند ہر صبح
ز مہر ماہِ سلاطین و آفتاب صدور

تیغ زر اندودہ مراد خطوط شعاعی سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ آسمان جو ہر صبح تلوار چمکاتا ہے صرف محبت ممدوح ہی کا باعث ہے +

قصیدۂ کنیزک گل چہرہ کی تعریف اور انعام کی اُمید میں

خدنگِ غمزۂ او در خمِ کمان ابرو
ستارہ ایست کہ در ماہِ نو بکار آمد

خدنگ غمزہ مراد چشم سے ہے ستارہ اشارہ چشم کی طرف ماہ نو خمیدگی ابرو کی طرف اشارہ ہے معنے شعر کے ظاہر ہیں +

چو پستہ گشت دلِ شور بختِ من بریاں
کہ تنگ شکر او لعل در نثار آمد

شور بخت بمعنی بدنصیب چونکہ بعض ولایتوں میں پستہ کو بریاں اور نمک سود کرتے ہیں اسیواسطے پستہ سے تشبیہ دی تنگ شکر مراد شکر کو کہتے ہیں مگر یہاں دہن معشوق سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ میرا دل پستہ کی طرح بھنتا ہے کس واسطے کہ دہن معشوق کا ایک لعل ہے جو سب پر مروارید نثار کرتا ہے

چو شاخ مردی ما نرد امتحان در باخت
بساطِ حسن ترا نقش دو سہ بار آمد

شاخ مردی مراد ہے دست مردی سے اور عیاشوں کی اصطلاح میں آلتِ تناسل کو کہتے ہیں بساط بمعنی چھوٹا سا فرش جس پر بازی کھیلتے ہیں اور نقش مراد اُس نقشہ سے ہے جو پاسوں پر لگا ہوا ہوتا ہے اور پاسا کعب کو کہتے ہیں اور دو سہ بار سے مراد چھکہ سے ہے جسکو چھکہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اُسکا برقع کھولا اور امتحاناً اُسکو دیکھا تو بساطِ حسن کے واسطے اُسکو چھکہ کا نقش یعنی کامل پایا دوسرے

معنی یہ ہیں کہ لفظ دو سہ بار سے کمی حاصل ہوتی ہے کیونکہ لفظ دو کے بحساب ابجد دس عدد ہوتے ہیں اور جب دس کو تین بار لیا تو تیس ہوئے جسکو فارسی میں سی کہتے ہیں اور لفظ سی کے ستر عدد ہوتے ہیں اور لفظ کمی کے بھی ستر عدد ہوتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ اپنے خزانہ میں جو اس کنیزک کی قیمت کا امتحان لیا تو بسا طِ حسن کے واسطے اُس میں کمی ظاہر ہوئی تیسری صورت یہ ہے کہ دو کو تین بار لکھنے سے دوسو بائیس عدد ہوتے ہیں اور یہ اعداد لفظ بکر کے ہیں یعنی جب ہمنے اپنے آلہ مردی یا عضو تناسل سے اُسکا امتحان لیا تو معلوم ہوا کہ بکر ہے ؛

قرارِ بیع بصد حیلہ گشت بر نہصد
اگرچہ قیمتِ آں ماہ صد ہزار آمد

لفظ ماہ کے اعداد بحساب ابجد چہالیس ہوتے ہیں پس چہالیس کو صد ہزار کے ساتھ لگایا تو چہالیس لاکھ ہوئی ؛

ہوائی وجہ زرِ سرخ روے زرد کرد چناں
کہ نقد عین رواں گشت در کنار آمد

لفظ عین مراد اشک سے ہے معنی شعر کے ظاہر ہے ؛

نہادہ افسری از شاہوارِ مروارید
کہ او بہ بندگی شاہ حلقہ دار آمد

یعنی جب کسی سے ہمارے بادشاہ کی تابعداری اختیار کی اور غلامی پر کمر باندھی اُس کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا ؛

قصیدہ بے ثباتی جہانِ فانی کی اور رغبت جہانِ جاودانی کی محمد شاہ کی تعریف میں

صبح عنقا ئیست بیضہ مرغ زریں در دہاں
شام ورقا ئیست بیضہا در آشیاں

صبح مراد صبح صادق سے ہے مرغ زریں مراد آفتاب سے ہے ورقا مراد معنی کبوتر و فاختہ معنی شعر ظاہر ؛

عاریت داں زریں زر بر صبوحہ شہبا سے روز

رخشِ ہمت زیں جہان ہوڈا بیروں جہاں	
زیں زر مراد آفتاب سے ہے صہوہ پشتہ اسپ کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اس جہان کی بے ثباتی دیکھہ اور سمجھہ کر اسے چہوڑ دے بعض نسخوں میں بجائے شہبا کے بکراں ہے بکراں بمعنی گہوڑا اور شہبا بہی گہوڑے کے معنے میں ہے شاید اشہب سے یہ لفظ لیا ہوگا +	
پیشدستی کن بگیر آئینہ ساغر بکف صبح اینک در قفا آئینہ دارد در نہاں	
یعنی صبح ابتک آفتاب کا آئینہ اپنے موہنہ میں رکہتی ہے اور ابہی تک اُسے ظاہر نہیں کیا اب آفتاب نکل آیا تو بہی اسوقت پیش دستی کر اور محبت الٰہی کا ساغر اپنے ہاتہہ میں لے یعنی عبادت کر +	
جیب گل بربوئے مہرش صبح گل کردند چاک ہر دو را زاں بر گریباں گوئے زر بست آسماں	
مہر یعنی محبت و بو یعنی اُمید ضمیر ش کی ساقی وحدت کی طرف پہرتی ہے چونکہ گل اور صبح نے اُسکی محبت میں اپنا پیرہن چاک کیا تہا اسواسطے گل کو زرینہ زر کہا اور صبح کو سنہری گولا یعنی آفتاب مرحمت کیا +	
اے لوائے قدر تو عنقائے گردوں اخنجہ وے ہمائے چتر تو طاؤس سدرہ آشیاں	
یعنی تیرے رتبہ کا نیزہ ایک عنقا ہے اور وہ ایسا بڑا ہے کہ فلک اُسکا ایک بازو ہے اور تیرا چتر ایک طاؤس ہے جو اسقدر بلند پرواز ہے کہ سدرہ اُسکا آشیانہ ہے +	

قصیدہ پرہیزگاروں اور طالبان خدا کی تعریف میں

آسماں شیشہ ایست سر گرداں کاندراں شیشہ بادہ زبد است	
زبد یعنی روغن کف و جھاگ یہاں مراد ستاروں سے ہے معنی شعر ظاہر +	
سبب قول علامة اولے	

نہ قیاسی است بلکہ مجتہد است

علتِ اولی اشارہ ہے جناب رسول مقبول محمد مصطفٰےؐ کی طرف یعنی باعث ہونے علت اولیٰ کا لفظ کُن کے فرمائے جانے سے قیاس نہیں ہے بلکہ عالموں کے اجتہاد سے ثابت ہے خلاصہ یہ ہے کہ ذات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایجاد مخلوقات کے واسطے باعث اور وسیلہ کہنا یہ کچھ قیاسی نہیں ہے بلکہ مجتہد ہے +

چپ نہادند عقدِ نہصد را
راست گیریش نہصدت نود است

عقد بالفتح گرہ کو کہتے ہیں۔ چپ اُلٹے ہاتھ سے مراد ہے اور راست سیدھے ہاتھ سے مراد ہے لفظ گیری میں یائے خطاب کی ہے۔ نہصدت میں تا بمعنی تو۔ حساب عقدِ انامل میں قاعدہ ہے کہ دستِ راست سے نود تک کا حساب کرتے ہیں اور دستِ چپ سے نوسو تک کا کرتے ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں گردش آسمانی سے اشرافوں اور اعلےٰ درجہ کے لوگوں کا حال ایسا بدتر ہو رہا ہے کہ جو رتبہ انسان کو حالت بدوضعی اور کمینہ پن سے حاصل ہو سکتا ہے وہ حالتِ شرافت میں نہیں ہو سکتا اسکا ثبوت یہی کافی ہے کہ حساب عقدِ انامل میں اعداد نوسو کو دستِ چپ میں جو کہ کمینہ ہے رکھا ہے اگر وہی دستِ راست میں رکھا جائے تو نوسو کے نوّے ہی رہجاتے ہیں +

از یکے ہم طلب یکے کہ یکے
از عدد نیست مبدء اعداد است

یکے مراد ذات خدا سے ہے جو واحد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلب اور خواہش خدا کی خدا سے ہے کیونکہ خداوند تعالی ممکنات میں سے نہیں ہے بلکہ ابتدا موجودات کی اُسی سے ہے

ہست او با دو صفر و نصف دو چند
ثلث چندر یکہ شصت و پنج صد است

اِس شعر سے تعمیہ کے طور پر اسم بدر کا نکلتا ہے کیونکہ مصرع ثانی میں لفظ شصت سے پنجہ نکلتا ہے اور لفظ پنجہ سے پانچ جس سے ہائے ہوز مراد ہے اور جب نون اور ہائے ہوز کو

ملاتے ہیں تو نہ ہوتا ہے اور نہ کو صد سے مرکب کرتے ہیں تو نہ صد ہوتا ہے اور ہنصد کا جذر
تیس ہے اور اُسکا تیسرا حصہ دس ہوتا ہے اور دس عدد لفظ دو کے ہوتے ہیں پس حاصل
مصرعۂ ثانی کا دو ہوا۔ مصرعۂ اول کا حاصل اس طرح سے ہوسکتا ہے کہ دو کے ہمراہ دو صفر لگاؤ
نو دو سو ہوگا جس سے (ر) حاصل ہوتی ہے جب دو کا دوچند کیا تو چار ہوئے جب پھر چار کا نصف
کیا تو دو ہوئے پس عدد چار سے دال اور عدد دو سے (ب) حاصل ہوا پس مجموعہ تبادر کا ہوئی

	ہر یکے دانہ زیبِ طویلۂ دُر در خور گوشِ شاہد خرد است	

طویلہ بمعنی رشتہ خلاصہ یہ ہے کہ اس رشتہ کا ہر ایک دانہ معشوق کی عقل کے کان میں ڈالے
جانے کے قابل ہے +

	خونِ خصمش کہ مار رمحش ریخت خونِ ماہی شمر کہ بے قود است	

رمح بمعنی نیزہ۔ خوں ریختن مراد ہلاک کرنے سے ہے۔ قود بمعنی قصاص۔ خونِ ماہی کنایہ گرفتار
کر لینا ماہی کا۔ معنی شعر ظاہر +

	تا بود لعل پارۂ وقتِ سحر پارۂ آتشے کہ در برد است کمتریں بندۂ شہنشہ باد + ہر کجا حاکمے کہ بر سند است	

لعل پارہ شفق صبح سے مراد ہے پارہ آتشی اشارہ آفتاب کی طرف ہے۔ برد عبارت آن ستارہ
سے ہے جو صبح کے وقت افق شرق میں نمودار ہوتے ہیں۔ آفتاب بکے نیچے ہوتا ہے۔ خلاصہ
یہ ہے کہ جبتک آفتاب برد کواکب میں پوشیدہ رہے اور جبتک صبح کو شفق نکلتی رہے یعنی قیامت
تک پس قیامت تک ہر ایک بادشاہ جہاں کہیں حکمراں ہو تیرا غلام ہی رہے۔ سند تکیہ گاہ کو کہتے ہیں

قطعہ ممدوح کی تعریف میں

سلطانِ چار بالش ششش روزۂ سپہر
اے سایۂ ز چترِ سیاہِ تو آفتاب

خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تو ایسا اعلےٰ رتبہ والا ہے کہ آفتاب جو بادشاہ مسند نشین ششش گوشہ فلک کا ہے حقیقت میں تیرے چتر سیاہ کا ایک سایہ ہے - دوم یہ کہ تیرے چتر سیاہ کا سایہ ایسا روشن ہے کہ ایک آفتاب بنگیا ہے +

از دودۂ چراغ تو یک ذرہ ہفت شمع
از بحرِ پنج شاخ تو نہ چرخ چوں حباب

ہفت شمع سبعہ سیارہ سے مراد ہے - بحر پنج شاخ دستِ ممدوح سے مراد ہے باعتبار پانچ اُنگلیوں کے معنی شعر ظاہر ہیں +

عالم زجامِ عدلِ تو نوعی شدہ ست مست
کآں مست را بعمر نہ بیند کسے خراب

بعمر یعنی مدت مدید اور عرصۂ دراز - خراب بمعنی ویران وتباہ - خلاصہ یہ ہے کہ جہان تیرے جام انصاف سے اِس قسم کا مست ہوا ہے کہ مدت دراز میں کبھی کوئی اُسکو خراب اور اُجڑا ہوا نہ دیکھے +

خاکِ جزیرہ در دہنِ بحرِ تلخ باد
گر از یمِ کفِ تو کند شور واضطراب

بحر تلخ دریا ہے شور یا سمندر سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر بحر تلخ تیرے ہاتھ کی سخاوت دیکھکر مارے اشکِ حسرت کے شور وغل مچائیگا تو خدا کے فضل سے اِس حاسد کے مُنہ میں خاک پڑ جائیگی اور وہی صورت جزیرے کی ہے +

تاثیرِ انتقامِ جلالِ تو جبر کرد
تا زعفراں غم آرد و شادی بردشراب

جبر بستن کے معنی ہیں زور سے کام پر لگانا یعنی اے ممدوح تیرے انتقام کی تاثیر ایک ایسی امر جلالی ہے کہ زعفران اور شراب جنکا کام شادی اور خوشی پیدا کرنے کا تھا اب تیرے جبر سے اُنکی خاصیت بھی بدل گئی کہ زعفران تو غم پیدا کرنے لگی اور شراب خوشی کو دور کرنے لگی بعض

نسخوں میں بجاے شراب کے بشراب بمعنی زوبخی لکھا ہے مگر اس صورت میں لطافت شعر ظاہر ہے ؛

در قصر بہرِ فرش غلامت ز مہرِ خویش
درکارگاہِ خویش قصب بافت ماہتاب

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے ممدوح تیرے انصاف کے زمانہ میں ظالموں نے اپنا ظلم چھوڑ دیا ہے بلکہ مظلوموں سے محبت کرتے ہیں چنانچہ چاند جو کتان کا دشمن جانی تھا اب وہی چاند تیرے غلاموں کے فرش کے واسطے کتان بنتا ہے ؛

شاہا دو حاجب اند کہ پیوستہ کردہ اند
ترکانِ مست را خمِ محراب جاے خواب

دو حاجب دو ابرو سے مراد ہے ۔ پیوستہ کے معنی ہمیشہ ترکان مست مراد ہر دو چشم سے ہے خم محراب خمیدگی ابرو کی طرف اشارہ ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تیرے زمانہ میں تمام عتیر جاتی رہیں لیکن یہ دونو حاجب یا دونوں ابرو امور مذکورہ کرتی ہیں ؛

ناراستی کہ آں دو سیہ روے میکنند
بر ہر دو مردمکِ نورِ بصر را دہند آب
دادِ فسادِ شاں نہ دہد ہیچ قاضئے
اِلّا زبانِ خنجر سلطانِ کامیاب

دو سیہ روے مراد ان ہی ہر دو ابرو سے ہے ۔ تیسرا آب دادن مراد رونے سے ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ناراستی اور بدذاتی جو یہ ہر دو سیہ رو مردمان چشم پر کرتی ہیں انکا انصاف دینے والا اور بات پوچھنے والا زبان تیغ ممدوح کے سوا کوئی نہیں ہے ۔ ناراستی ابرو کی جو مردمک چشم سے اوپر ہے ظاہر ہے ۔ دوسرے سیہ روئی مراد دو چشم سے ہے اور مردمک مردمی مراد عاشقاں سے ہے ۔
اس صورت میں معنی ظاہر ہیں ؛

قصیدہ معشوق کی خط کی تعریف میں

بیا کہ شکرِ شستہ شد نبات اے حور

دمیدہ مشک سیاہت زگوشۂ کافور

شکر مراد لب سے ہے۔ نبات روئیدگی کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد خطوط سے ہے۔ مشک سیاہ خطوط کی طرف اشارہ ہے۔ کافور کنایہ چہرہ معنی شعر ظاہر ہیں +

ازآں زمہر تو ہر صبح میزنم دم سرد
کہ چرخ بر فنک عارضت کشیدہ سمور

فنک نام ایک جانور کا ہے جسکے اوپر بہت سے بال ہوتے ہیں۔ سمور بھی ایک پوستین کو کہتے یعنی اسی سبب سے تیری محبت میں ٹھنڈے سانس بھرتا ہوں کہ آسمان نے تیرے چہرے پر خط جو باعث زوال حسن کا ہے منودار کردیا +

زعدلش ازدہن مار در اماں راقص
زلطفش از سرطان معتدل مزاج عبور

مصرعہ اول میں از بمعنی در کے ہے۔ مار مراد طنین سے ہے اور راقص ایک ستارہ کا نام ہے جو طنین کے منہ میں واقع ہے۔ سرطان برج چہارم کا نام ہے۔ عبور ایک ستارۂ آتشی کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کے انصاف کے باعث راقص ستارہ دہن مار میں واقع ہے تاہم اسکو سانپ گزند اور تکلیف نہیں پہنچاتا اور لطف عنایت کے باعث مزاج عبور ستارہ کا برج سرطان میں جو مقام تبدیل کا ہے اصلاح و اعتدال پر ہے +

زآستانِ تو موئیست در نظر تا عرش
بچشم خصم تو میلے است درمیاں تا نور

موسے مراد اندک یعنی تھوڑا سا خلاصہ یہ ہے کہ تیری چوکھٹ اور عرش میں بہت تھوڑا سا فرق ہے اور تیرے دشمن کی آنکھ اور روشنی میں کوس بھر کا فرق ہے +یعنی اندھا ہے +

صفاتِ ذات تو بر تخت لے ہمائے شرف
چو ظل مرغ تجلی ست در نشیمن طور

یعنی اے ممدوح تو ہمائے شرف ہے اور تیرے ذاتی صفات اپنے تخت پر اُس روشنی اور نورانیت کے مشابہ ہیں جیسا کہ کوہ طور پر ذاتِ باری کی تجلی میں تھی +

چو نصب شد علمِ فتح رفع قدر ترا
بجسرِ حادثہ ضم گشت حاسدِ مجرور

یعنی جس وقت تیری بلندی کے واسطے فتح کا نیزہ قائم ہوا تیرا حاسد مجرور بدخواہ شکست یا بہ حوادث زمانہ سے مِل گیا +

بدستِ خازنِ اقبال جاودان تو داد
عروسِ ملک کلیدِ درِ سراچۂ سور

سور کے معنی خوشی کے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عروس ملک نے خوشی کے گھر کی کنجی تیرے دائمی خزانچی اقبال کے ہاتھ میں دیدی ہے +

زخاک شاید اگر زر زریر وار دہد
کہ جودِ جُودِ تو دایم چو دیہ شد منصور

زریر ایک قسم کی گھانس ہوتی ہے جس سے کپڑے رنگتے ہیں۔ جَود بمعنی باراں بسیار جُود بضم بمعنی بخشش بسیار + دیہ بروزن نیمہ چہرہ اور رخسارہ کو کہتے ہیں و بفتح اول بمعنی روشنی و باراں - خلاصہ یہ ہے کہ اگر خاک میں سے زر مثل گھانس کے پیدا ہونے لگے تو سزاوار اور ممکن ہے کس واسطے کہ تیری بخشش کا مینہ مثل باراں کے برستا ہے +

بدستِ تست یکے رومی سیہ دستار
کہ در ممالک معنی است این زبان دستور

اِس بیت میں بطور چیستاں کے نام قلم کا نکالا ہے۔ رومی مراد قلم سے ہے سیہ دستار باعتبار سر سیاہ ہونے کے کہا ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا قلم ایک رومی سیہ دستار ہے جو مسند ملک ہاے معنی کا صاحب اور آقا ہے +

جہاں پناہا یک نکتہ از رہی بشنو
کہ در رد خرد آثارِ آں شود مشہور
سرے مدہ سقطے را کہ فرق می بکند
ہزار راز شرار و سرور را ز شرور

رہی بمعنی بندہ و غلام سقط کمینہ کو کہتے ہیں اور اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو میوے وغیرہ ٹوکرے

میں لگاکر گلی گلی کوچہ بکوچہ یعنی پھرتی ہیں ایسے آدمی کو ذلیل اور ساقط الاعتبار کہتے ہیں - سری بمعنی سرداری - سرار اور شرار میں صرف نقاط کا فرق ہے ایساہی شرور و سرور میں - خلاصہ یہ ہے کہ کمینوں کو جو شرار اور سرار شرور و سرور میں فرق نہیں کر سکتے حاکم نہ بنا +

نہادہ دیگِ تہی بر سر و ز بے نانی
درونِ او ہمہ آتش گرفتہ ہمچو تنور

دیگِ تہی بر سر نہادن مفلسی کی علامت ہے - بجائے لفظ بے نانی کے اکثر نسخوں میں بے برگی بی آبی بے تابی دیکھا گیا ہے لیکن بے نانی تنور کے واسطے مناسب ہے - یہ شعر بھی کمینوں کے بارہ میں لکھا ہے یعنی خالی دیگ سر پر رکھے راہ بے سامانی سے تنور کی طرح اسکے دل میں آگ لگی ہوئی ہے

قصیدہ سلطان محمد شاہ کی تعریف میں اور خیالات چرخیات و محبوبان میں

چو سبز خوانِ فلک زر نہاں کند در قیر
میانِ لای سیہ مہ رود چو کاسۂ شیر

بعض نسخوں میں بجائے فلک کے طبق پایا جاتا ہے اِس صورت میں یہ معنی ہونگے - طبق زر مراد آفتاب سے ہے - قیر روغن سیاہ کو کہتے ہیں یہاں سیاہی سے مراد ہے - لائی کے معنی مٹی اور گِل کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جب آسمان آفتاب کو غروب کر دے اور رات کا وقت ہو جاوے تو رات کے درمیان چاند پیالۂ شیر کی مانند ظاہر ہو گا +

زِ مہر زورقِ سیمینِ ماہ بر جوشد
ہزار چشمۂ سیماب زین کبود غدیر

غدیر کے معنی تالاب کے ہیں - کبود غدیر آسمان سے مراد ہے - ہزار چشمۂ سیماب ستاروں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ چاند کی محبت سے بہت سے ستارے آسمان سے ظاہر ہوتے ہیں +

زِ تابِ این سپر آتشین تیغ زنست
کہ شبروان را در چشم مینماید تیر

یعنی گرمی وحرارت کے باعث یہ آتشیں سپر غضب تیغ زنی کرتی ہے کہ چوروں کی آنکھ میں تیر کی مانند خلش کرتی ہے اور حقیقت میں آفتاب چوروں کی آنکھ میں تیر کی مانند چبھتا ہے کیونکہ دزدی کا مانع ہے +

دراز شد زرهٔ عنبرین شب پئے آں
کہ مے رود سپر زرد در کمان چوں تیر

زرهٔ عنبریں رات کی طرف اشارہ ہے - سپر زرد مراد آفتاب سے ہے کمان مراد برج قوس سے ہے اور جب آفتاب برج قوس میں ہوتا ہے تو راتیں بڑی ہوتی ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ رات اسی سبب سے دراز ہو گئی ہے کہ آفتاب تیر کی مانند برج قوس میں چلا گیا ہے +

عجب سپر کہ ہمہ روئے او بود پر تیغ
زہے کماں کہ یکے نیمہ زو بود از تیر

سپر آفتاب سے مراد ہے اور تیغ اشارہ خطوط شعاعی کی طرف ہے کمان کنایہ برج قوس - تیر عبارت عطارد سے ہے - نجومیوں کے نزدیک قوس کی علامت حرف (ح) ہے جسکے آٹھ عدد ہوتے ہیں اور عطارد کی علامت حرف (د) ہے جسکے چار عدد ہوتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ عجب کمان ہے جسکا نصف تیر ہوتا ہے +

بوقتِ صبح کہ در پیشگاہِ خیمهٔ سبز
شب سیاہ قبا زد ز زرہ سرخ بزیر

خیمهٔ سبز آسمان سے مراد ہے - قبا سیاہ زدن میں زدن بمعنی نہادن کے ہیں - اس شعر کی خبر آئندہ نکلتی ہے جسکے معنی ظاہر ہیں +

بوے مجمر زرین آفتاب منیر
کشادہ قافلہ سالار صبح تنگ عبیر

عبیر خوشبو کا نام ہے جو کافور اور زعفران اور صندل سے مرکب ہے - تنگ عبیر سے مراد صبح کی نسیم سے ہے یا سفیدی صبح صادق سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ سردار قافلہ صبح نے تنگ خوشبو کی امید سے آفتاب کی سنہری انگیٹھی کھول رکھی ہے یعنی اسے پھیلا دیا ہے +

تدرو جام بخون خروس شوید روے
درآن چمن کہ زند عندلیب چنگ صفیر

تدرو جام خود جام سے مراد ہے۔ خون خروس شراب سرخ کی طرف اشارہ ہے۔ چمن کنایہ مجلس عندلیب مراد مطرب سے ہے معنی شعر ظاہر +

توآں ہہی کہ یکے چین زلفت انداز د
ز سایہ بر طرف آفتاب صد زنجیر

چین بمعنی شکن طرف بمعنی کنارہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ سایہ کا جانا آفتاب کی طرف محال ہے لیکن تیری زلف نے تیرے حسن کی زبردستی سے ایک چین و شکن سے کنارہ آفتاب رخسارہ یا آفتاب فلک پر سایہ ڈالکر اسکو مسخر کرلیا ہے +

عروس صبح بر انداخت زلف شب از روی
تو نیز سلسلۂ عنبرین ز مہ بر گیر

عروس صبح مراد آفتاب سے ہے۔ سلسلۂ عنبرین مراد زلفوں سے ہے۔ مہ اشارہ چہرہ کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے کہ صبح ہوگئی تو بھی آرائش کر اور زلفوں کو چہرہ پر سے اٹھالے +

شہنشہے کہ بروے حمل سر مریخ
بدوخت قوس ہلالش زدہ بگوشۂ تیر

اس شعر میں تعمیہ کے طور پر اسم محمد نکلتا ہے اس طرح سے کہ روے حمل سے حا حطی لیا اور سر مریخ سے میم لیا۔ قوس ہلال خود ہلال سے مراد ہے جزو سے مراد کل یعنی ہلال سے مراد ماہ لی پس قوس ہلال سے میم مراد لیا جو میم ثانی ہے۔ گوشۂ عطارد مراد دال سے ہے یعنی ایسا بادشاہ ہے جس نے سر مریخ یعنی میم کو روے حمل یعنی حا حطی پر لگادیا اور قوس ہلال یعنی میم ثانی کو گوشۂ عطارد یعنی دال سے ملایا پس مجموعہ ہر دو میم و حا و دال کا محمد ہوا +

بکل عالم مانند او کدام بود
کہ تخت لعل فشانش بود چو عرش منیر

یعنی تمام دنیا میں ممدوح کی مانند کوئی ایسا نہیں ہوا جسکا تخت عرش منیر کی مانند لعل فشاں ہو

خدایگانِ سلاطین محمدِ تغلق
سپہرِ تیر دبیر آفتاب ماہ وزیر

یعنی وہ شاہنشاہ خدایگاں شاہان زماں کا محمد شاہ بن تغلق ہے اور وہ محمد شاہ گویا سپہر ہے جسکا منشی عطارد ہے اور وہ ایک آفتاب ہے جسکا وزیر خود چاند ہے۔ دوم یہ کہ اُسکا منشی عطارد کی مانند ہے اور اُسکا وزیر بموجب اسکے نور القمر مستفاد من نور الشمس) چاند ہے +

زہے محیط کہ در جنب جیب قوسِ درت
چو نقطہ دائرۂ آسماں نمودہ حقیر

خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تو عجب دریاے شور و سمندر ہے کہ تیرے دروازہ کے تصدق کے مقابل میں دائرہ آسمان کا باوجود اسقدر وسعت و بلندی کے نقطہ کی طرح حقیر و ادنےٰ معلوم ہوتا ہے

قیاس گنبدِ مائل بحلقۂ درِ تو
چنانچہ در تخنِ حامل آمدہ تدویر

یہاں قیاس کے معنی مجازاً نسبت کے ہیں + تخن بالکسر حجم اور مٹاپے کو کہتے ہیں جسے ہندی میں دل کہتے ہیں۔ فلک قمر چار اجزا سے مرکب ہے۔ اول مائل دوم حامل۔ سوم تدویر۔ چہارم جوزہر۔ خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبہ کے دروازہ کا حلقہ اسقدر بلند ہے کہ گنبد حامل آسمان کے اُس حلقہ کے درمیان میں ایسے معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حامل کی تخن میں تدویر ہے۔ صورت یہ ہے

غبارِ لشکرِ آفاق گرد صیت ترا
بسے دوید و نہ دریافت چرخ بادمسیر

چرخ بادمسیر یعنی آسمان جو ہوا کی سی چال والا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیری شہرت اس درجہ کو پہنچی ہے کہ آسمان ہوا کی سی چال والا بھی اُسکے گرد نہیں پہنچ سکتا بھلا اُسکے ذات کے قریب پہنچنا کس کی طاقت ہے +

ملازم است کہ بر خصم کار دشوار است
دلیلش آنکہ علی الکافرین غیر یسیر

یعنی ضرور لازم ہے کہ تیرے دشمن پر کام دشوار و تنگ ہو جاوے اور میرے دعوے کی صداقت کے

واسطے یہ دلیل کافی ہے کہ کافروں کے واسطے قیامت کے دن دشواری ہوگی۔ بموجب اسکے علی الکافرین غیر یسیر +

کجا درد ورع آہنی چو خنجر بید
کجا برد زرہ چرخ سہم تیر حصیر

حصیر بمعنی بوریہ۔ سہم کے معنی دہشت اور تیر کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تو ایک زرہ آہنی کی مانند ہے اور آسمان زرہ کا ہے اور تیرا دشمن خنجر بید اور تیر حصیر ہے ۔ پہلا تیرے زرہ کی قطع وبرید اُس خنجر و تیر سے کیونکر ہو سکتی ہے +

ز قدر اول ہر شانزدہ کواکب را
سُمِ سمندِ تو کردہ بچار مہ تسخیر +

جاننا چاہیئے کہ تمام ستارے چبوترہ کے طور پر ہیں اور تعداد میں ایک ہزار بائیس ہیں انہی شکلیں برجوں وغیرہ کی بنی ہیں۔ ستارے باعتبار کلانی اور کوچکی کے مختلف ہیں اور اُنکی چھ قسمیں قرار پائی ہیں ہر قسم کی علیحدہ علیحدہ قدر ہے پس کواکب قدر اول کے سولہ ہیں خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے گھوڑے کے سُم نے بسبب تیری قدر کے چار مہینے میں سولہ کواکب کو مسخر کر لیا ہے اسی قیاس پر مقادیر دیگر کو سمجھنا چاہیئے یعنی قدر اول کے سولہ کواکب کو تیرے سُم اسپ نے اپنے چار نعلوں میں قائم مقام سولہ میخ آہنی ثابت کیا ہے +

ز آبِ تیغ تو ایمن شدست از دوراں
مقعرِ فلکِ ماہ از مساسِ اثیر

اس شعر میں حادثہ اور آفت محذوف ہے۔ فلک ماہ فلک اول سے مراد ہے۔ مساس کے معنی ہاتھ لگانا اور جمع کرنا۔ اثیر بمعنی اعلےٰ اور بلند اور کرہ نار کو بھی کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیری انصاف کے سبب سے تلوار کی آب زمانہ میں فتنہ کی آگ بجھانے کو آئی ہے۔ ماہ فلک کرہ نار کے ملنے سے امن وچین میں ہے اگر ایسا نہوتا اور پانی آگ کو نہ بجھاتا تو آگ جہان کو جلا دیتی +

ہمیشہ تاکہ درین نہ چراغوارہ سپہر
چراغ ماہ بود از دمِ سحر گہہ تیر

شموعِ مجلسِ اقبالِ پادشاہِ جہاں
زنورِ مشعلۂ قدس باد عکس پذیر

چراغوارہ بمعنی قندیل یا وہ برتن جس میں چراغ رکھتے ہیں تاکہ ہوا سے محفوظ رہے اور نہ بجھے نہ چراغوارۂ سبز مراد نو آسمانوں سے ہے جو چراغدان کواکب کے ہیں۔ دم سحر صبح کی روشنی سے مراد ہے۔ تیر بمعنی تاریک و سیاہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبتک نو آسمان میں صبح کے طلوع ہونے سے چاند بے نور ہوتا رہے یعنی قیامت تک بس قیامت تک بزمِ ممدوح کی شمعیں نورِ الٰہی سے نور پذیر ہوتی رہیں +

قصیدہ خط کی شکایت میں

مہچۂ زریں نمود جبۂ صبح اے نگار
خیز زمہ برفگن سلسلۂ مشکبار

مہچۂ زریں سرِ نیزہ کو کہتے ہیں اور وہ سونے یا چاندی کی ایک مدوّر چیز صیقل زدہ ہوتی ہے جسکو جھنڈی کے سر پر قائم کرتے ہیں لیکن یہاں مراد آفتاب سے ہے۔ مہ اشارہ چہرہ کی طرف ہے۔ سلسلۂ مشکبار کنایہ زلف۔ جبہ منازلِ قمر کا نام مقام لطافت میں آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے اے معشوق صبح ہو گئی۔ آفتاب نکل آیا تو بھی بیدار ہو اور زلف کو چہرہ پر سے ہٹا دے بعض نسخوں میں بجائے جبہ کے خیمہ پایا گیا ہے اِس صورت میں نمود کا فاعل خیمۂ صبح ہوگا

ترکِ تو گر یک نظر افگند آید پدید
زیں دو عروسِ حبش بچۂ رومی ہزار

ترکِ چشم سے مراد ہے دو عروسِ حبش ہر دو مردمکِ چشم کی طرف اشارہ ہے۔ بچۂ رومی کنایہ اشکِ خونی۔ خلاصہ یہ ہے اگر تیری چشم کسی پر ایک نظر ڈالے تو مارے رشک و حسرت کے میری مردمکِ چشم سے اشکِ خونی جاری ہو جائیں +

مردمِ دیدہ تو ائے دور ز چشمم مرو
آب ز رو بیم مریز ہر نفسے اشکبار

آب بمعنی ابرو اشکبار بمعنی آنسو بہانا خلاصہ یہ ہے تو میری آنکھوں کی پتلی ہے تو میری سامنے سے دور نہ جا تیرے چلے جانے سے میری رونق و آبرو جاتی رہیگی +

جزع مرا لعل تر بر زبر طشت زر
لعل ترا در شکر عقد دُر آبدار

جزع مہرۂ سلیمانی کو کہتے ہیں جس میں سیاہ اور سفید سے خط ہوتے ہیں مگر یہاں مراد چشم سے ہے۔ لعل تر اشک کی طرف اشارہ ہے۔ طشت زر عاشق کے زرد چہرہ سے مراد ہے لعل و شکر کنایہ لب عقد دُر یعنی موتیوں کی لڑی عبارت دنداں سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق بس تیرے غم میں روتا بیٹھا ہوں اور تو خندہ اور تبسم کرتا ہے +

ہیچ کماں دیدہ گوشۂ تیر اے نگار
کز سپر زر بود خانۂ او خوں نگار

لفظ ہیچ پر سے ظرف محذوف ہے۔ کماں مراد برج قوس سے ہے۔ تیر مراد عطارد سے ہے جسکی علامت نجومیوں کے نزدیک (دال) ہے بس گوشہ دال کا لام ہوا جسکے تیس عدد ہیں سپر زر اشارہ آفتاب کی طرف ہے۔ او کی ضمیر کماں کی طرف پھرتی ہے۔ خون بمعنی رنگین خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق تم نے کوئی کمان دیکھی ہے جس کمان کا خانہ تیس دن آفتاب سے رنگین ہو +

فرق سحر دیر یافت شانۂ زریں ازانکہ
سر بدرازی کشید شب چو سر زلف یار

آفتاب جب برج قوس میں جاتا ہے تو رات بڑی ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صبح کو آفتاب اس سبب سے دیر میں ہاتھ لگتا ہے کہ رات زلف یار کی مانند دراز ہو گئی ہے کیونکہ آفتاب برج قوس میں چلا گیا ہے +

صبح دوم تیغ زد یک دم ازآں خوں طلب
گو ببرد در دمِ ز آئینہ دل غبار

صبح دوم صبح صادق سے مراد ہے۔ تیغ زدن صبح یعنی خطوط شعاعی کا نکلنا خون خراب سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صبح کو تو بھی شراب کا پیالہ پی لے کیونکہ شراب کے پینے سے دل کی کدورت

جاتی رہتی ہے +

آتشِ تر ز آبِ خشک سوے شکر ہر کہ ہست
خشک و ترِ این جہاں ہمچو جہاں بے مدار

آتشِ تر شراب سرخ سے مراد ہے - آبِ خشک جامِ بلوریں کی طرف اشارہ ہے - شکر مراد لب سے ہے - خشک و تر جہان کی بُرائی و بھلائی سے غرض ہے - خلاصہ یہ ہے کہ پیالۂ بلوریں شراب کا بھرا ہوا لبوں پر لیجا کیونکہ جہان کی بُرائیاں بھلائیاں سب ناپائدار ہیں پس جو دم کہ موجود ہے عیش و خوشی اور مے نوشی میں بسر کرنا چاہئے +

سر ز خطِ مے مگیر کآیتِ او روشن است
تا نہ شوی چوں قلم سر زدۂ روزگار

سر از خط گرفتن کے معنی انکار کرنا اور منحرف ہونا - خلاصہ یہ ہے کہ مے نوشی سے انکار نہ کر کیونکہ اُسکے فائدوں کی نشانی جہان پر آفتاب سے روشن زیادہ ہے اور اُس سے انکار کرنا دونوں جہان سے مردود ہونا ہے +

ہست جہاں برگزر بیں کہ ازیں روے صبح
کشتی زر میکشد بر لبِ دریاے قار

کشتی زر مراد آفتاب سے ہے - گزر ناپائداری جہان سے مراد ہے قار ترکی لفظ ہے جسکے معنی سفید و سیاہ کے ہیں اور برف کو بھی کہتے ہیں - دریاے قار مراد آسمان سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جہان ناپائدار ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ صبح ہمیشہ آفتاب کی کشتی جہان سے عبور کرنے کے لئے کھینچتی ہے یا کشتی زر جام مرصع سے مراد ہے اور جام کشی بمعنی جام نوشی یعنی صبح جہان کو ناپائدار سمجھکر مستعد مے نوشی کی ہے پس تو بھی مے نوشی کر +

قصیدہ ممدوح کی مدح اور اُس کی قلم کی تعریف میں

پنج مہِ نو نگر حاملِ یک زرد مار
مورچہ آشفتہ بیں در پے او صد ہزار

پنج مہ نو اُنگلیوں سے مراد ہے - زرد مار اشارہ قلم کی طرف ہے - مورچہ آشفتہ کنایہ حروف معنی تعبر طار

بوسہ دہد ماہ را ہندوے زریں لباس
سجدہ کند سیم را رومی عودی ازار

ماہ وسیم مراد کاغذ سے ہے۔ ازار بمعنی شلوار۔ ہندوے زریں لباس ورومی وعودی ازار دونوں سے مراد قلم ہے۔ قلم کا بوسہ دینا اور سجدہ کرنا حالت تحریر میں سرنگونی سے روشن ہے معنی شعر ظاہر

طفل لبسودلسے شیر گریہ کند باک نیست
شب چو بروز آورد زرد شود ہم نزار

طفل مراد قلم سے ہے۔ سودا بمعنی سیاہی مراد محبت سے ہے۔ گریہ اشارہ تحریر کی طرف ہے شب مراد سیاہی و دوات سے ہے۔ شیر مراد کاغذ سے معنی و لطافت شعر ظاہر +

در لبس مجذور دو نیمہ پنجہ شمر
سوم او خود یکے است یعنی ز دو چار بار

اِس شعر سے قلم کا نام نکلتا ہے اِس طرح سے کہ لفظ دو کے بحساب ابجد دس عدد ہوتے ہیں اور اُسکے مجذور یعنی سَو سے قاف مراد لی اور نیمہ پنجہ مراد حرف لام سے ہے کیونکہ پنجہ کے ساٹھ عدد ہوتے ہیں اُسکا نصف تیس ہوا جو عدد حرف لام کے ہیں۔ لفظ یکے کے چالیس عدد ہوتے ہیں اور یہی عدد حرف میم کے ہیں دوسرے مصرعہ میں تفسیر ہے کہ یکے سے مراد یہ ہے کہ لفظ دو جسکی دس عدد ہوتے ہیں چار بار لو پس ظاہر ہے کہ چالیس حاصل ہوا جسے حرف میم مراد ہے پس مجموعہ قَ لَ مَ کا قلم ہو گیا +

مہر منوچہر چہر ارش ابرش سپہر
جعفرِ فغفور فر حیدر احمد شعار

منوچہر ایک ایرانی شہزادہ کا نام ہے جو فریدوں کی نسل سے ہے ارش ایک پہلوان کا نام جو تیر اندازی کی صفت رکھتا تھا ابرش سرخ وسفید اور مخالف نقطوں والی گھوڑے کو کہتے ہیں جعفر ایک سخی شخص کا نام ہے فغفور بادشاہ چین کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح مثل آفتاب کے ہے جسکا چہرہ منوچہر کی مانند تاباں ہے اور ممدوح ایک پہلوان ہے جسکا گھوڑا آسمان ہے اور وہ ممدوح جعفر ہے جسکی فغفور کی سی شان ہے اور حیدر ہے جسکا طریقہ اور لباس

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہے +

شاہ محمد لقب حیدرِ احمد نسب
زآں بامامِ زماں بیعتِ او استوار

چونکہ ممدوح کا نام محمد ہے اور احمد و محمد ایک ہی ہیں اسیواسطے ممدوح کو احمد کہا اور باعتبار شجاعت کے حیدر کہا یا اس رعایت سے کہ ممدوح سادات میں سے ہے۔ امام زماں خلیفہ روم سے مراد ہے۔ بیعت کے معنے اخلاص و فرمانبرداری اور مرید کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ بادشاہ محمد لقب اور حیدر نسب ہے اسی سبب سے امام روم سے اس کی اطاعت اور اخلاص محکم ہے اگر ایسا نہوتا تو اسکا اخلاص ہی استوار نہ ہوتا +

دولتِ بیدارِ او بردل زر حملہ کرد +
دستِ برادر گرفت کرد ز عالم فرار

دل مرادف قلب کا ہے اور قلب کے معنے الٹانا ہے زر بمعنی کرم اور اسکا قلب مرگ ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی دولت بیدار نے موت کے دفع کرنے کی غرض سے حملہ کیا پس موت اپنی بھائی خواب غفلت کا ہاتھ پکڑ جہاں سے بھاگ لے یعنے تیرے انصاف کی دولت کی بیداری کے سبب سے مرگ غفلت جہاں میں نہیں ہے اور خواب کو برادر بموجب النوم اخ الموت کے کہا +

خلقِ تو قدرِ تواں حسن و ایں علی
دستِ تو تیغِ تواں یم و آں ذوالفقار

یم دریا و محیط کو کہتے ہیں باعتبار بخشش کے ہاتھ سے تشبیہ دی ذوالفقار تلوار کا نام ہے خلق حضرت امام حسینؑ اور قدر یعنی مرتبہ حضرت علیؑ پر ختم ہے معنے شعر ظاہر +

گر قصب از فرقِ تو یابد موسے مدد
از سرِ مہ برکشند پیرہن مستعار

قصب کتاں کو کہتے ہیں اور وہ ایک ریشمی کپڑا سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو ماہ سے پارہ پارہ ہو جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر کتاں کو تیرے سر سے مدد ملجاوے تو وہ ایسا قتور ہو جاوے کہ چاند سے انتقام کے طور پر چادر چھین لے +

	در حرم آباد ملکت مادح و خصم تواند این ز سخط تاج دارو آن ز سخا تاجدار	

یعنی تیرے ملک میں تیرا مداح سخاوت کے باعث بادشاہ ہے اور تیرا دشمن غصہ کے باعث سر دار پر ہے ہر دو لفظ متجانس یعنی تاج دار میں تجنیس ناقص ہے +

	ایکہ تہی جیب بود دامن جودت گرفت چوں علم آستیں یافت ز دستت یسار	

یسار دولتمند اور دست چپ کو کہتے ہیں علم آستین خود آستین سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ جیب تونگری نے تیری استین کہلی پائی یعنی جیب دوبارہ تو بخشش کے واسطے تیار اور بخشش کا لباس پہن لیا تو جو شخص مفلس تہے اُنہوں نے تیری بخشش کا دامن پکڑ لیا خلاصہ یہ ہے کہ تو محتاجوں اور مفلسوں پر زیادہ بخشش کرتا ہے +

	ساغرِ مے بر کف آر خندہ زناں ہمچو صبح یاد وفاتِ نگار پیش بخاطر میار	

وفات نگار مجازاً فرزند یا زوجہ یا اور کوئی چیز پسندیدہ جو فوت ہو گئی ہو ساغر صبح مراد آفتاب ہے ہے خلاصہ یہ ہے ای ممدوح۔ شراب پی لے اور مطلوب و مرغوب فوت شدہ کا غم زیادہ نکر +

	بر سر گورش ہنوز سبز لباساں چو سرو از غم دل میکند لالہ بفندق فگار	

لالہ مراد رخسارہ سے ہے فندق سُرخ رنگ کے میوہ کو کہتے ہیں یہاں مراد اُنگلیوں سے ہے سبز لباساں مراد فرشتگاں سے ہے معنی شعر ظاہر +

	پیش دریں خاکداں جمع شدن روے نیست خاطرِ خود را چو زلف بیتیں پریشاں مدار	

یعنی دنیا میں جمع ہونے کے واسطے کوئی ایسا باعث نہیں ہے جو زندگی کو اپنی عمر مقررہ سے زیادہ کر دے پس باوجود اس نقصان عمر کے اپنے دلکو اس سے زیادہ زلف معشوق کی مانند پریشان نکر۔ جمع شدن سے مراد اپنے دوستوں اور عزیز و اقربا کے ساتھ مل بیٹھنے سے ہے

تا بحساب جمل نیمہ نیم است گل
ماہ بنور است شب گل بہ نثار است خار

حرف تا انتہا کے واسطے ہے جمل حساب اعداد کو کہتے ہیں اور لفظ نیم کے اعداد بحساب ابجد سو ہوتے ہیں اور لفظ ماہ کے چھالیس عدد ہوتے ہیں اسیطرح نور کے اعداد دوسو چھپن ہوتے ہیں پس مجموعہ معہ لفظ شب کے اعداد اور گل بہ نثار کے اعداد کے آٹھ سو ایک ہوا اور یہی اعداد لفظ خار کے ہیں اس شعر کو شعر آیندہ سے ربط اور تعلق ہے ظاہرا بہ عکسی و بے انتظامی جہان پر دلالت کرتا ہے اور اپنے ممدوح کو بباعث انقلاب زمانہ کے عیش کی طرف رجوع ہونے کے لئے سمجہاتا ہے کہ ای ممدوح حال جہان کا انقلاب پذیر ہے چنانچہ حساب جمل میں کل اس جہان میں نصف نیم ہے اور چاند کہ مع نور ہے اور از روی قیاس کے باوجودیکہ تابانی رکھتا ہے شب ہے اور گل باوجود نثار کے اچھا ہے اور اُسکی خوبیاں ظاہر ہیں از روی اعداد کے خار ہے پس تو بہی انقلابات زمانہ کو دیکھکر عیش و سرور اختیار کرے ؛

تا سوے جیش حبش حملہ برد یک تنہ
با سپر آتشیں رومی خنجر گداز
باد بتائید حق پرچم منجوق تو
زلفِ عروسانِ فتح در تتق کارزار

حبش ایک ملک کا نام ہے جہاں کے لوگ سیاہ فام ہوتے ہیں یہاں مراد شام سے ہے جیش بمعنی لشکر یہاں مراد کواکب سے ہے یک تنہ بمعنی تنہا سپر آتشیں مراد آفتاب سے ہے اور رومی خنجر گذار باعتبار خطوط شعاعی کی یا رومی سے مراد صبح باعتبار طولانی خطوط کی پرچم دم گاؤ بحری کو کہتے ہیں جسکو سر نیزہ پر باندہ دیتے ہیں منجوق ماہچہ علم کو کہتے ہیں چونکہ عروس کی زینت زلف سے ہوتی ہے اسواسطے عروس کہا خلاصہ یہ ہے کہ ای ممدوح قیامت تک اللہ تعالی کی مدد سے مقام جنگ میں تیری ماہچہ نیزہ کا پرچم زلف عروساں فتح سے لگایا جاوے یعنی فتح کی رونق تیرے نیزہ پرچم سے ہوتی رہے ؛

گرچہ دریں، بحرِ شعر یافت بسے عقدِ دُر
شاہدِ معنیٰ نیافت بہتر ازیں گوشوار

خلاصہ یہ ہے اگرچہ اسی بحر میں بہت سے اشعار اور سخنانِ لطیف پائی گئی ہیں لیکن معشوقہ معنی کے واسطے اس سے عمدہ زیور نہوگا یعنی سننے اور دیکھنے کے لایق یہی قصیدہ ہے +

قصیدہ سلطان محمد شاہ بن تغلق کی تعریف اور اُسکے اسپ وقلم کی تعریف میں

محو نشد نقطۂ زر دائرہ مینا را
خیز خطِ جام میار از پے عشرت ما را

خطِ جام مراد اُن خطوں سے ہے جو پیالہ پر اندازہ شرابخواری کے واسطے نشان ہوتے ہیں اور ہیں کنایہ ہفت خطوط جام جمشید کیطرف ہے جو کہ خطِ جور خطِ بغداد خطِ بصرہ خطِ ازرق خطِ ورشکر خطِ کاسہ گر خطِ مرد دینہ ہیں مینا آبگینہ کو کہتے ہیں - آسمان اکثر لاجوردی ہی ہوتا ہے نقطۂ زر مرادِ آفتاب سے ہے اور دائرہ مینا مرادِ آسمان سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ نقطۂ زر یعنے افتاب غروب ہوگیا یعنی رات ہوگئی پس اے مخاطب ہماری عیش کے واسطے جام کے ماسوا کوئی غیر چیز نہ لا +

نسترن زار فلک کرد نہاں لالہ زرد
روز مہ برفگن آں سنبل گل فرسا را

سنبل مراد زلف سے ہے نسترن گل سفید خوشبودار کو کہتے ہیں اور نسترن زار سے سطح پر کواکب کے مراد ہے لالہ زرد اشارہ آفتاب کی طرف ہے گل عبارت رخ سے ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق رات کا وقت آپہنچا ہے اب تو بھی بے حجابی کر اور زلف کو رخسار پر سے اُٹھالے +

روے مہ را ندہد نور زآئینہ خویش
اگر بخورشید کنی عرض رخ زیبا را

خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو اپنے رخ زیبا کو آفتاب کے سامنے کرے تو آفتاب ایسا بے نور ہوجاوے کہ ماہتاب کو بھی اپنے آئینہ میں سے روشنی دلونہ سکے +

ترک مست تو کہ پیوستہ کماں بر سر اوست

جان خود ساختہ زنگی بچہ ترسا را

ترک مست مراد چشم سے ہے اور کمان اشارہ ابرو کی طرف ہے زنگی بچہ مراد مردمک چشم سے ہے ترسا نصرانی آتش پرست کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیری آنکھ جو ہمیشہ سے ابرو کی کمان سر پر رکھتی ہے اُس نے مردمک چشم کو اپنی جان یا معشوق بنا رکھا ہے یا پیوستہ کے معنے پیوند کردہ شدہ کے لئے جاویں جو صفت مقدم کمان کی ہوگی ؛

شور بخت آں نفسے شد دل بریاں کہ نہاد
پستۂ لعل تو بر دُرِّ شکر گویا را

شور بخت کے معنے بدنصیب کے ہیں پستہ و لعل مراد دہن و لب سے ہے اور دُر مراد دندان شکر گویا اشارہ لبوں کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے عاشق بدبخت کا دل اُسوقت سے کباب ہو رہا ہے جب سے تو نے مہر خاموشی کے لبوں پر لگائی ہے ؛

چرخ از خطِ تو در تاب شد آندم کہ کشید
گرد مہ دام صفت مشک تر سا را

تر بمعنی تر و تازہ سارا بروزن خارا بمعنی خالص مہ مراد چہرہ سے ہے مشک تر سا خط سے مراد ہے

وآں کہ بے امر جنیبت کش او از زرِ سرخ
صبح بر صہوۂ اشہب نہ نہد ہرّا را

معنی شعر ظاہر ؛

صہوہ پشتہ اسپ کو کہتے ہیں ہرّا چاندی اور سونے کی گولیوں کو کہتے ہیں اشقر اُس سرخ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں جسکا رنگ زردی مائل ہو اور اسپ سبز رنگ کو بھی کہتے ہیں مگر یہاں دن سے مراد ہے اور ہرّا مراد آفتاب سے ہے معنے شعر ظاہر ؛

تیر مینا سپر از رفعت قوس در او
در ثری دیدہ سپر ظارہم او ادنٰے را

تیر مراد عطارد سے ہے مینا بمعنی سبز مینا سپر صفت عطارد کی ہے کیونکہ آسمان اُسکی سبز ہے قوس کے معنے کمان کے ہیں لیکن یہاں دروازہ ممدوح کی ذینہ کی محراب سے مراد ہے او ادنیٰ اشارہ ہے قاب قوسین او ادنیٰ کی طرف جو سب سے اعلےٰ درجہ کا مقام ہے خلاصہ یہ ہے کہ عطارد

نے اُسکی محراب در کی بلندی کے مقابل میں مقام اوادنی کو جو اعلے درجہ کا مقام ہے تحت الثرا میں پایا +

	تیغ کُہہ برق سر خنجر او دید از مہر چاک زد بر تن خود پیرہن خارا را	

کہ مخفف کوہ تیغ کوہ سر کوہ اور بلندی کوہ سے مراد ہے خارا سخت پتھر کو کہتے ہیں اور ایک قسم کے بافتہ ریشمی کو کہتے ہیں قاعدہ ہے کہ کمال عشق کی حالت میں اپنا پیرہن چاک کر لیا کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جب پہاڑ کی تلوار نے تیرا خنجر دیکھا از راہ تعشق کے پیرہن خارا کو جو اُسکے تن پر تھا ٹکڑے ٹکڑے کر لیا یعنے تیری تلوار کو دیکھکر بیچارہ دشمن کے واسطے دریدگی سامنے آجاتی ہے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ تیری تلوار کے دیکھتے ہی محبت کی حالت میں پہاڑ نے اپنے کپڑے پہاڑ لئے بہلا قہر کی صورت میں تو خبر نہیں کیا ہوگا +

	ایکہ از نعل سمندِ تو فلک ہر سر ماہ حلقہ در گوش کند ابلہ رو لالا را	

خلاصہ یہ ہے کہ ای ممدوح تو ایسا ہے کہ ہر مہینے کی شروع میں ماہ ہلال جو آسمان پر نمایاں ہوتا ہے اُسکو ہلال نہ کہنا چاہیئے بلکہ تیرا غلام ابلہ رو آسمان غلامی کا حلقہ اپنے کان میں ڈالتا ہے +

	ایکہ گر گردِ براقت سوے چرخ ارد رو نور بخشد دُبران مردمکِ اعمیٰ را	

دبران منازل قمر میں سے چوتھی منزل کا نام ہے اور وہ ایک سرخ رنگ کا بڑا روشن اور چمکدار ستارہ ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایسا شریف اور نحوست کا دفع کرنے والا ہے کہ اگر تیرے گھوڑے کے گرد آسمان پر چلی جائے تو دبران کی نحوست شرف سے ایسی بدل جاوے جیسا کہ اعمی یعنی کور مادرزاد کا بینا ہو جانا جو کہ تمام عقلمندوں کے نزدیک محال اور ناممکن ہے دبران کا خاصہ کہ اندہے کو بینا بنا دیتا ہے +

	آں قمر جبہ و شب پیکر و خورشید سیر کہ در امروز پس پشت کند فردا را	

یہ شعر گھوڑے کی تعریف میں لکھا ہے۔ جبہہ کے معنے پیشانی کے ہیں اور نیز منازل قمر میں سے ایک منزل کا نام ہے اور وہ چار ستارے ہیں۔ شب ییکر مراد مشکی سے ہے۔ علم ہیئت میں لکھا ہے کہ آفتاب شب و روز میں اپنی خاص حرکت سے گیارہ لاکھ ستتر ہزار کوس فاصلہ طے کرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ وہ گھوڑا روشن جبہہ ہے اور آفتاب کی مانند تیز رو ہے جو آج ہی کے دن میں انجام فردا کو طے کر دیتا ہے اگر فردا کے معنے قیامت کے لئے جاویں تو بہت مبالغہ ہو جائیگا +

تیز گامی کہ بمشرق اگرش ہا گوے
جز بمغرب الف وصل نیفتد ہا را

ہا ایک کلمہ ہے جو تنبیہ کے واسطے آتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ وہ گھوڑا ایسا تیز رفتار ہے کہ اگر مشرق کی زمین میں اُس پر سوار ہو کر تنبیہاً کلمہ ہا کہدو تو مغرب میں ایسا تیزی سے پہنچ جاویگا اور صرف اتنی دیر لگے گی کہ تم الف ہا کو ہ سے ملاؤ یعنی جتنی دیر اور عرصہ میں ہ کو الف سے ملاؤ گے وہ جھٹ اتنی دیر میں مغرب میں پہنچ جائیگا +

قلم کامروا ایست زبانت کہ بطوع
جز در اثبات شہادت نہ نویسد لا را

طوع کے معنی رغبت کے ہیں اور اطاعت کرنے کو کہتے ہیں شہادت کے معنی گواہی اور کبھی کلمہ شہادت سے مراد لیتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیری قلم عجب کامروا ہے مخلوقات کے کہ کوئی شخص کلمہ شہادت یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ میں سے لفظ لا جو معنی منفی میں مستعمل ہے اور سخاوت کے برخلاف ہے نہیں لکھتا

کفت آں بحر کہ از غایت ند ماہی زرہ
پیش بانول بکند ضم بسخن دریا را

ند کے معنی زیادتی کے ہیں اور عربی میں ہمتا اور مانند کو کہتے ہیں لیکن یہاں مشابہت کے معنے میں ہے پیش کے معنے اسکے بعد نون کے معنے مچھلی کے ہیں اور کلمہ نفی کا ہے ضم کے معنے ملانا ماہی زرہ قلم سے مراد ہے جو سونے کے ورقوں میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ فاعل فعل کا ماہی زرہ ہے یا مراد بای مسمے سے ہے اور نون کو یا سے ملا دینے سے نے کلمۂ نفی۔ حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تیرا ہاتھ باعتبار سخاوت کے ایسا بحر و دریا ہے کہ قلم اسکی بعد نون کو بیان و گفتگو میں یا سے نہیں ملاتا کیونکہ صورت نے کی پیدا ہوتی ہے جو کلمہ نفی کا ہے اور یہ برخلاف سخاوت کی ہے۔ غرض بحر و

نون و ماہی وغیرہ ظاہر ہ

ماہی کلک ترا بود عظیمت کہ نہاد
آسماں بر خط محور سرِ اژدرہا ہا

محور ایک خط موہومی کا نام ہے جسکا ایک سر قطب شمالی اور دوسرا سر قطب جنوبی سے ملا ہوا ہے اژدر ایک صورت سانپ کی آسمان پر ہے اور وہ مجموعہ بہت سے ستاروں کا ہے اور اُسکا سر محور پر رکھا ہوا ہے خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ اژدہائے دریائے مچھلیاں کہاتا تھا اللہ یہ تیری انصاف کے برخلاف تھا پس تیری ماہی علم نے عیوض لینے کا ارادہ کیا جب آسمان اس ارادہ سے آگاہ ہوا اُسے اپنی جان کا خوف پڑا اُسنے فوراً اژدہا کی سر کو تابعداری کے لئے محور پر رکھدیا ❊

قصیدہ سلطان محمد شاہ بن تغلق کی تعریف اور قلعۂ دہلی کی توصیف میں

چہ قلعہ ایست کہ قوسے ز حلقۂ درِ او
محیطِ نہ ربض ہفت طارم اعلےٰ است

قوس نصف حلقہ اور نصف دائرہ کو کہتے ہیں حلقۂ در حلقۂ آہنی سے مراد ہے ربض شہر پناہ کو کہتے ہیں ہفت طارم ہفت آسمان سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ نصف حلقہ اُسکے دروازہ کا ساتوں آسمانوں کا گھیرے ہوئے ہے ❊

بہ پیشِ بحر سوادش ز بسکہ موزو نست
ز روے معنی ہر بیت او پُر از شعرا است

اُسکے معنے تین طرح سے ہو سکتے ہیں اول یہہ کہ اُسکے گرد اگرد نہایت موزوں دریا ہے حقیقت میں ہر بیت و خانہ اُس بحر کا جو مراد کشتی سے ہے پر شعرا یا مردمان جمیل سے ہے جو سیر دریا و کشتی کے واسطے بیٹھے ہیں دوسرے یہ کہ اُس قلعہ کی طرفیں جو مثل دریا کے سیراب و تازگی بخش ہیں حقیقت میں اُسکا ہر خانہ مردمان حسین سے پُر ہے تیسرے یہ کہ اُسکا ہر ایک گھر اسقدر بلند ہے کہ آسمان تک پہنچ گیا ہے اور شعری ستارہ نے اپنا گھر اُس میں کر لیا ہے ❊

کمندِ زلفِ تو با آفتاب با وجہہ است

خط سیاہ تو بر طرف ماہ بامعنی است

بادجہ بمعنی مدلل یہاں مراد صحیح اور درست سے ہے یا بمعنی خوشنما آفتاب مراد چہرہ معشوق سے ہے ماہ مراد رخسارہ سے ہے معنے شعر ظاہر ❖

کتابۂ علم رایتے کہ زد
سواد آیتِ اقبال و سورہ بشر است

کتابہ بالکسر اُس خط کو کہتے ہیں جو قلم جلی سے کاغذ یا جامہ باریک پر لکھتے ہیں مگر یہاں اُس نقش و نگار سے مراد ہے جو ماسچہ علم پر ہوتا ہے علم بمعنی علامت رایت نیزہ کو کہتے ہیں سواد کے معنے مضمون کے ہیں ایت اقبال اس آیت کی طرف اشارہ ہے ، نصر من اللہ و فتح قریب اور سورہ بشر یلے اشارہ ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا کی طرف خلاصہ یہ ہے کہ نقش و نگار اُس نشان کی علامات کی جو تیری رایت نے قایم کئے ہیں آیۂ اقبال و سورہ بشری ہے کہ بہر صورت تجھے فتح حاصل ہوگی ❖

نبی مثال ازآں فایقے تو در عالم
کہ ذہن پاک تو کشاف معضلات بناست

نبی نبوت سے مشتق ہے جسکے معنے بلندی کے ہیں اور نبی تمام مخلوقات سے بلند اور غالب ہوتا ہے کشاف مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی نہایت کہولنے والا معضلات کے معنی مشکلات کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح تو جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اس واسطے سب سے غالب ہے کہ تیرے ذہن نے تمام مشکلات قرانی کو کہولدیا ہے اور حل کردیا ہے ❖

فلک ز مہر تو ہر صبح چاک زد خرقہ
ببیں کہ پارۂ اوراترنج زر درد است

خلاصہ یہ ہے کہ آسمان نے تیری محبت سے اپنا خرقہ چاک کرلیا ہے اُسکی طرف دیکھلے کہ اُس خرقہ کا ٹکڑا ترنج زر اُس میں لٹک رہا ہے یعنی خرقہ آسمان پر جو ترنج زر لگا ہوا تھا اب وہ چاک ہوجانے کے سبب سے لٹک پڑا ہے ❖

بہ پیش قصر ہمایون تو رواق مسیح
چو حبس خانۂ قارون فرود قعر ثری است

رواق محل دیوان کو کہتے ہیں رواق مسیح فلک چہارم سے مراد ہے جو مسکن عیسے علیہ السلام کا ہے ثری زمین کے نیچے کی خاک نمناک کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

	از ینکہ ہندوے شب جوہری پر سوداست برائے پیشکشت مہ زمشتری لشمر است	

یعنی چونکہ ہندوی شب ایک جوہری پر سودا اور بڑا بھاری سوداگر ہے پس اُسی ماہ کو نذرانہ کے لئے مشتری سے خرید لیا ہے تاکہ تیری نذر کر دیوے اور یہی نذر تیری لایق اور قابل ہے +

	در انتظام تراکیب گوہر عالم + نفاذ امر تو چوں فیض علت اولی ست	

گوہر عالم اربع عناصر کی طرف اشارہ ہے علت اولی مراد عقل اول سے ہے اور وہ ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالی نے سب سے پہلے پیدا کیا اور تمام مخلوقات اُسکی فیضان سے وجود میں آئے خلاصہ یہ ہے کہ تمام جہان نے تیرے باعث سے ہی درستی حاصل کی ہے علت اولی اہل شرع نے جناب پیغمبر صاحب سے مراد لی ہے بعض نے جبرئیل سے مراد لی ہے +

	دلیل قافلہ سالار شرع رائے تو باد کہ نور خاطر تو شمع رہنمای ہدی است	

قافلہ گروہ کو کہتے ہیں ہدا راستے کو کہتے ہیں یہاں دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے قافلہ سالار میں اضافت مقلوبی ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری رائے فاضلوں اور عالموں کے واسطے رہنما ہوئی کیونکہ تیرے دل کی روشنی راہ راست شریعت کے واسطے شمع ہے +

قصیدہ اُس جشن کی تعریف میں جو محمد شاہ نے دہلی میں کیا تھا

	در ملک مصر یوسف سوسے جہاںبست بر قصر دیں محمد جبریل چاکر است	

مصر ایک شہر کا نام ہے لیکن یہاں مراد تختگاہ ممدوح سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے بادشاہ نے اپنے مصر جیسے ملک میں یوسف کا سا بندوبست کر رکھا ہے اور اُسکی شان وشوکت مولے کی سی ہے

اور دین وہدایت کی قصر پر ممدوح مثل جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جبکا نوکر از روے پرہیزگاری جبرئیل جیسا ہے یا یہ کہ خود جبرئیل ہے ؛

زآں چار گوشۂ مجمرِ زرین میان صحن
کز بوسے او مشام ملائک معطر ست

چار گوشہ مجمر زریں اُس انگیٹھی سے مراد ہے جو بادشاہ کے صحن سرائے میں روشن ہوتی ہے معنی شعر ظاہر ؛

پیل ہست کوہ سائر و شیہ است نفخ صور
درگاہِ شہ نمونہ صحراے محشر است

شیہ بالکسر آواز وصدائی اسپ کو کہتے ہیں اور عربی میں اُسے صہیل کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ درگاہ بادشاہ کا ہاتھی مثل کوہ رواں کے ہے اور اسپ بادشاہ کی آواز مثل نفخ صور کے ہے گویا درگاہ شہ صحرائی قیامت ہے ؛

خاتون نو بہار شدہ پاے کوب جشن
موے سیہ بقدِ سپیدش برابر است

پائی کوب کے معنے رقص کنندہ وسماع کنندہ موی سپید دن سے مراد ہے موئے سیاہ کنایہ شب معنے شعر ظاہر ؛

آں سرورے کہ پشتِ ہدے راز روی فخر
نعلِ تگاورِ تو بہ از تاج سنجر است

پشت بمعنی مددگاری و استعانت خلاصہ یہ ہے کہ تو ایسا سردار ہے کہ راستی کی مدد کے لئے از راہ فخر گھوڑے کا نعل شاہ سنجر کے تاج سے بہتر ہے ؛

نہ سقف بے ستون کہ بشش روز شد تمام
در گوشۂ ہزار ستونِ تو مضمر است

نہ سقف بے ستون مراد افلاک سے ہے شش روز اشارہ حدیث شریف ان اللہ خلق سبعہ سماوات والارض فی ستۃ ایام کیطرف ہزار ستون خیمہ ممدوح سے مراد ہے معنے شعر ظاہر ؛

ہر آیتِ کمال کہ پیش از تو حکم یافت
آں حکم منتسخ شد و آں نسخہ ابتر است

خلاصہ یہ ہے کہ جو کمال تجھ سے پہلے رواج پا چکا حقیقت میں وہ مردود و خراب ہے کیونکہ کمال وہی ہے

جو اہل کمال کے سامھنے ہو ورنہ جاہل کے سامنے ہر ایک چیز بیں ہے کمال ہے بس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ممدوح کی برابر اُس سے پہلے کوئی صاحب کمال نہیں ہوا +

آنکس کہ چوں قلم ننہد بر خطِ تو سر
در دستمالِ حادثہ مانند مسطر است

سر بر خط نہادن و داشتن تابعداری و اطاعت کرنے سے اشارہ ہے اور دستمال رومال کو کہتے ہیں یا جس سے ہاتھ ملیں لیکن یہاں گرفتاری اور اسیری و عاجزی سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے جیسا کہ قلم تیری تابعدار ہے پس جو شخص قلم کی مانند تیری اطاعت نہ کرے تو حادثوں کی دستمالی میں مسطر کی طرح وہ شخص ہیگا +

بر سمتِ اختیار تو بادا مدارِ چرخ +
تا قطب را مکان طرف خط محور است

سمت راہ راست کو کہتے ہیں مدار یہاں گردش کے معنی میں ہے اور قطب ایک مشہور ستارہ کا نام ہے محور صیغہ اسم آلہ کا ہے حور سے بمعنی آلہ گردشتن اور تیر چرخ کو بھی کہتے ہیں جس سے دولاب چرخ پھرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبتک قطب کا مقام کنارہ محور پر ہے اور یہہ بات قیامت تک رہے گی پس قیامت تک آسمان تیرے طریق و اختیار پر رہے +

قصیدہ محمد شاہ کی تعریف اور اپنے ضعف و بیماری کے حال میں

زلاغری مژہ را ماند و چو مردم چشم
درونِ خانۂ خود ہم بحیلہ گردان است

خلاصہ یہ ہے کہ وہ بار لاغری کے باعث پلکوں کی مانند ایسا ضعیف و نحیف ہو گیا ہے کہ اپنے گھر میں بھی مردمک دیدہ کی طرح چلنا پھرنا بھی دوبھر ہو گیا ہے اور مردمک چشم سے صرف پھرنے میں تشبیہ دی ہے +

ضعیف تر شدہ زاں موسے دیدہ کہ زدرد
در آب دیدۂ خود خوار و زار و پنہانست

ضعیف سست و ناتوان کو کہتے ہیں موسے دیدہ اُن بالوں کو کہتے ہیں جو اندرون پلک میں پیدا ہو جاتے ہیں اُسے ہندی میں پربال کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

زمردنک کم وچوں مردم ار ردا پوشد
زیک پر مگسش ہفت تاے خفتانست

خلاصہ یہ ہے کہ میں اسقدر ضعیف ونحیف ہوگیا ہوں کہ مردمک چشم سے بھی صغیر وحقیر زیادہ ہوں پس اگر مردم کی طرح چادر پہنوں تو ایک مکھی کے پر سے سات تہہ کا چلتہ تیار ہو سکتا ہے +

چو بوئیش از سبکیہا بخود بخواہد برد
بہر کجا کہ صبا را ہوائے جولان است

یعنی میں اسقدر دبلا پتلا ہوگیا ہوں کہ ہوا مجھے بوئے گل کی طرح جہاں جاتی ہے ساتھ لیجاتی ہے

بدستِ برہمہ فراشۂ محاسن بدرہ
کہ او ز قلب اسد خاکروب دربانست

فراشہ جمع فراش بمعنی خدمتگار محاسن بمعنی ڈاڑھی وریش اسد بمعنی شیر اور شیر کا قلب ریش ہی معنی شعر ظاہر +

قصیدہ آفتاب ور دن کی تعریف میں

آں روے خنداں بنگر دستار زریں برسرش
خضرے مبارک دم ببین دیباے کحلی دربرش

رومی خنداں مراد دن سے ہے دستار زریں مراد افتاب سے ہے خضر مبارک دم مراد صبح سے ہے دیبائی کحلی تاریکی شب کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ دن ایک رومی خنداں ہے جسکے سر پر دستار زریں بندھی ہوئی ہے اور صبح کو ایک خضر مبارک دم کہنا چاہئے جو دیبائی سرمہ رنگ پہنے ہوئی ہے +

صبح است خضر خوش لقا خور چشمۂ آب بقا
یکدم بخور از بادہ اش ظلمت بروں شد از سرش

خلاصہ یہ ہے کہ ای مخاطب صبح ایک خوب صورت خضر جیسی ہے اور آفتاب آب بقا کا چشمہ ہے پس تو بھی ایک شراب کا گھونٹ پی کر دل میں سے کدورتیں نکال دے +

زآں روے کائنہ است صبح اسکندر آئین ست صبح
بل خسرو چین است صبح از زر کلاہے برسرش

باعتبار روشنی ذاتی کے صبح کو آئینہ کہا اور سکندر آئیں اسواسطے کہا کہ خود صبح میں آئینہ موجود ہے اور اسکندر کی مانند تسخیر جہان کی خود صبح کرتی ہے معنی شعر ظاہر +

زاغ سیہ با بیضہا میکرد بازی در ہوا
بر بود ناگہہ از فضا سیمرغ زریں شہپرش

خلاصہ یہ ہے کہ شب جو مع ستاروں کے موجود تھی طلوع آفتاب سے معدوم ہوگئی

برداشت گردوں تیغ زر زد کہکشاں را بر کمر
کز چار زنگاری سپر بگذشت نوکِ خنجرش

تیغ زر آفتاب سے مراد ہے۔ چار زنگاری سپر مراد چار آسمانوں سے ہے۔ نوک خنجر صبح کاذب سے مراد ہے۔ ضمیر شین کی گردون کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان آفتاب کو نکال لایا اور کہکشاں کو معدوم کردیا +

چوں از دمِ گرگ سحر آہوے زر برداشت سر
افشاندہ شد خونِ جگر بر روے خاک از خنجرش

دمِ گرگ صبح کاذب سے مراد ہے۔ آہوے زر آفتاب کی طرف اشارہ ہے۔ خون جگر صبح کی سرخی شفق سے مراد ہے۔ خنجر کنایہ خطوط شعاعی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت آفتاب صبح کو طلوع ہوا اسکی شعاعوں سے شفق ناپدید ہوگئی +

آندم کہ طاس آسماں برداشت جامِ زر فشاں
بردش افق سوے دہاں بر یاد بزم سرورش

جام زر فشاں آفتاب سے مراد ہے۔ سرور مراد ممدوح سے ہے معنی شعر ظاہر +

مطلع قلم کی تعریف میں

آں زنگی گریاں نگر زربفت دیبا در برش
واں ابر برق افشاں نگر بر برفِ باراں گوہرش

زنگی گریاں مراد قلم سے ہے۔ زربفت دیبا آہنیں ورق طلا سے مراد ہے جو بادشاہوں کی قلم پر

لپٹی ہوئی ہوتی ہیں - برق ابرفشاں بھی مراد اُسی قلم سے ہے - برف اشارہ کاغذ کی طرف ہے،
گوہر بمعنی ذات کنایہ حروف - خلاصہ یہ ہے وہ قلم کی کبجلی کاغذ کی برف پر موتیوں کا مینہ برساتی ہے

ترکے میان رومیاں کنگلے سخن چیں بے زباں
در روے میالند از آں سیمابۂ خاکسترش

ترکے و کنگلے میں یاے وحدت ہے - رومیاں ممدوح کی اُنگلیوں سے مراد ہے - سخن چین قلم کے واسطے مناسب ہے - فاعل فعل میالند کا تباں ہے - بعض نسخوں میں بجاے سیمابہ کے سیاہ پایا جاتا ہے - اِس صورت میں یہ معنی ہونگے سیہ خاکستر شمع یا چراغ کے دھوئیں سے مراد ہے جو سیاہی کا جزاعظم ہے اور جس سے سیاہی بنتی ہے لیکن یہاں خود سیاہی کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے چونکہ قلم سخن چین اور چغلخور ہے اِسی سبب سے کاتب یا محرر اُسکے چہرہ کو سیاہی لگا دیتے ہیں یا اُسکا مُنہ سیاہ کر دیتے ہیں +

گر سوے تاریکی رود آب بقاش از سر دود
زیر قدم مفرش شود آئینہ او سکندرش

تاریکی دوات سے مراد ہے - آب بقا سیاہی سے مراد ہے - مفرش کے معنی بستر و بچھونے کے ہیں - آئینہ سکندر کاغذ سے مراد ہے - شین کی ضمیر قلم کی طرف پھرتی ہے - خلاصہ یہ ہے کہ وہ قلم ایسی ہے کہ اگر تاریکی کی طرف جائے اور بعد آب حیات کے سر سے گزر جانے کے تاریکی و ظلمات میں سے باہر نکل آوے تو سکندر کا آئینہ اُسکا بستر ہو جاتا ہے - اور خوبی مناسبات آب بقا و تاریکی و سکندر وغیرہ کی ظاہر ہے +

آں شاہد عودی نقاب آورد در جیب دُرّ ناب
وز سر در آمد از شتاب بر پاکستاں شد معجرش

شاہد عودی نقاب خامہ سیاہ رنگ سے مراد ہے - جیب کاغذ کی طرف اشارہ ہے - دُرّ ناب بمعنی مروارید ناسفتہ لیکن یہاں حروف سے مراد ہے - از سر در آمدن سر کی طرف سے بیچ آگرنے کو کہتے ہیں اور قلم کی سرنگونی ظاہر ہے - پاے قلم نوک قلم سے مراد ہے - معجر چادر کو کہتے ہیں مگر یہاں سطروں سے مراد ہے - یعنی شعر ظاہر +

برسمہ چو زرینہ تیر او نیزہا بندد چو قیر
طفلی بود برروے شیر از دیدہ ریزاں جوہرش

مہ مراد کاغذ سے ہے۔ زرّینہ تیر قلم سے مراد ہے۔ اونیزہ گوشوارہ کو کہتے ہیں۔ قیر روغن سیاہ کو کہتے ہیں۔ اونیزۂ قیر سطروں سے مراد ہے۔ پھر زرینہ تیر یعنی قلم کو طفل قرار دیا۔ شیر اشارہ کاغذ کی طرف ہے۔ جوہر کنایہ حروف۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلم کاغذ پر لکھتا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک لڑکا ہے جو روے شیر پر اپنے آنکھوں سے گہر ریزی کر رہا ہے +

آں ماہی مشکیں زباں در پنج دریا شد رواں
بر چہرۂ ماہ از دہاں میریخت ہردم عنبرش

ماہی مشکیں زباں مراد قلم سے ہے۔ پنج دریا پانچ انگلیوں سے مراد ہے۔ چہرۂ ماہ کاغذ سے مراد ہے۔ دہان شگاف قلم کی طرف اشارہ ہے۔ عنبر کنایہ سیاہی بیتین خود کے معنی میں ہے۔ یعنی شعر ظاہر

آہن زبانش میدہد زر طیلسانش میدہد
نقرہ مکانش میدہد در بزم شاہ کشورش

آہن چھری و قلمتراش سے مراد ہے۔ طیلساں اُس چادر کو کہتے ہیں جو قاضی وغیرہ کندھے پر ڈالتے ہیں یہاں خوان طلائی کی طرف اشارہ ہے اور نقرہ کنایہ کاغذ معنی ظاہر +

در خندہ گل روئی مرا پرویں فشاند شکرش
در گریہ ہندوے مرا سیماب ریزد بر زرش

گلرو مراد معشوق سے ہے۔ مرا یعنی میرے واسطے۔ پرویں دنداں سے غرض ہے۔ شکر کنایہ لب۔ ہندو اشارہ چشم کی طرف ہے۔ سیماب اشکوں سے مراد ہے۔ زر عاشق کے زرد چہرہ سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرا معشوق ہنستا ہے اور میں روتا ہوں +

ایں نرگس پُر نسترن از مہر آں ماہ ختن
ہندو ست سیمیں پیرہن بچگان رومی در برش

نرگس پر نسترن آنکھ سے مراد ہے اِس اعتبار سے کہ روتے روتے سفید ہوگئی ہے اور بعضے نسترن اشکوں سے مراد لیتے ہیں۔ ماہ ختن معشوق سے غرض ہے۔ ہندو کنایہ چشم۔ سیمیں پیرہن پردۂ سفید چشم

مراد ہے۔ طفلان روئی سرخ آنسوؤں سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ میری سفید آنکھیں اُس معشوق کی محبت و عشق میں گویا ہندوے سیمیں پیرہن ہیں جنکی بغل میں اشکوں کے طفلان رنگین موجود ہیں

سرو مرا بر گرد مہ حلقہ زنند مار سیہ
چوں افتد آں مشک و تہہ بر طرف گلبرگ ترش

خلاصہ یہ ہے جسوقت سے زلف پُر خم نے چہرۂ معشوق کے کنارے پر حلقہ لگایا ہے پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ معشوق کے ارد گرد مار سیاہ نے حلقہ لگایا ہے +

آں پستہ خنداں نگر واں چشمۂ حیواں نگر
واں لولوے پنہاں نگر در آتش جاں پرورش

پستہ خنداں دہن سے مراد ہے۔ پنجہ بمعنی ژالہ و تگرگ جسکو ہندی میں اولا کہتے ہیں۔ یہاں دنداں سے مراد ہے۔ چشمۂ حیواں اشارہ ہے لب کی طرف۔ آتش جاں پرور بھی لب سرخ سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

در خون ببستہ شیر ہیں بر برگ لالہ قیر ہیں
وز سایہ صد زنجیر ہیں بستہ بر اطراف خورش

خون لبوں سے مراد ہے۔ برگ لالہ رخساروں کی طرف اشارہ ہے۔ قیر ایک سیاہ روغن کا نام ہے۔ یہاں زلف یا خط سے مراد ہے۔ سایہ بھی اشارہ زلف کی طرف۔ صد زنجیر مراد موے پریشان زلف سے ہے۔ خور مراد چہرہ سے ہے۔ بستہ شیر دنداں سے مراد ہے +

بر لالہ عنبر بیختہ ہر صبحدم شب ریختہ
سر زیر ہیں آویختہ از ماہ نو صد اخترش

لالہ و صبحدم چہرہ کی طرف اشارہ ہے۔ عنبر و شب کنایہ زلف و خط سے ہے۔ سر زیر بمعنی سر نگوں۔ ماہ نو اشارہ ابرو کی طرف۔ صد اختر سے قطرات بسیار عرق جو ابرو کے بالوں میں آویزاں ہیں۔ دو اختر ہر دو چشم سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اسے معشوق کی ابرؤوں میں ہر دو اختر چشم کے الٹی لٹکی ہوئی دیکھی +

تا شور افتد در جہاں در بستہ دُر دارد نہاں
تا تلخ گردد کام جاں رشتہ نبات از شکرش

خلاصہ یہ ہے کہ جبتک کام جاں عاشقوں کا لبوں معشوق کے دیکھنے سے تلخ ہوتا ہے اور یہ بات قیامت تک رہیگی - پستہ مراد دہن ولب - دُرّ مراد دنداں معنی مصرعۂ اول ظاہر +

مولیٰ امیر المومنین سلطاں محمد شاہِ دیں
بل آفتاب مہر و کیں از ظلِ یزداں افسرش

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب ہے اور معنی مسلمانوں کے سردار کے ہیں مگر یہاں اپنے ممدوح سے مراد ہے جسکا نام سلطان ہے اور شاہِ دیں صفت ہے اور خدا کا سایہ اُسکا تاج ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جیسا آفتاب کے نکلنے سے روشنی پھیل جاتی ہے اور تاریکی جاتی رہتی ہے ایسا ہی ذات ممدوح سے محبت کی روشنی پیدا ہوگئی ہے اور کینہ کی تاریکی جاتی رہی ہے شاعر محبت کو روشنی اور کینہ کو تاریکی سے نسبت دیتے ہیں +

ادریس جنت آشیاں برجیس کیواں آستاں
یوسف رخ و عیسےٰ مکاں روح ملائک چاکرش

ادریس ایک پیغمبر علیہ السلام کا نام ہے جو درس گوئی کے سبب اس نام سے مشہور ہوئی اور اُنکو مثلث النعمہ بھی کہتے ہیں چنانچہ بادشاہی حکمت نبوت اور حیات ابدی اُنکو حاصل ہوئی اب بہشت میں اُنکا قیام ہے - برجیس ایک ستارہ کا نام ہے جو آسمان ششم پر ہے اور اُسکو مشتری بھی کہتے ہیں کیواں اُس ستارہ کا نام ہے جو ساتویں آسمان پر ہے اور جسے زحل بھی کہتے ہیں - روح ملائک حضرت جبرئیل سے مراد ہے - ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے یعنی شعر ظاہر +

پیشِ دراو آسماں ترکیست ازرق طیلساں
از نقرۂ خامش کماں وز زر پختہ مغفرش

ترک بمعنی سپاہی - ازرق بمعنی کبود - طیلساں بمعنی چادر خام خالص کو کہتے ہیں - ہر دو شین کی ضمیر ترک کی طرف پھرتی ہے - کمان نقرۂ خام ہلال کی طرف اشارہ ہے - زر پختہ زر کامل عیار کو کہتے ہیں - مغفر خود آہنی کو کہتے ہیں اور مغفر زر پختہ آفتاب سے مراد ہے یعنی شعر ظاہر

قاف از ثباتش صخرہ قلزم ز دستش قطرہ
عرش معلےٰ ذرہ از عکس آرائے انورش

قاف ایک بڑی بنا بہاڑ کا نام ہے صخرہ ایک سنگ بزرگ کو کہتے ہیں۔ بیت المقدس میں ایک پتھر معلق ہوا میں لٹک رہا ہے اُسکو صخرہ سما کہتے ہیں مگر یہاں صخرہ بیکار و بیقرار سے مراد ہے بعض کے نزدیک سخرہ ہے جسکے معنی بیہودہ کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ کوہ قاف اُسکی ثابت قدمی کے مقابل میں مسخرہ و بیہودہ ہے اور دریائے قلزم اُسکے ہاتھ کے بخشش کے سامنے بجائے ایک قطرہ کے ہے اور عرش معلے اُسکی رائے روشن کے سایہ کے مقابل ایک ذرہ ہے ؛

گر حکم راند بر ملک آید ندا الامرُ لک
ور جام خواہد از فلک خورشید باشد ساغرش

الامرُ لک یعنی حکومت و اختیار تیرے ہی واسطے ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ممدوح فرشتوں پر حکم کرے تو فرشتے اُس حکم کا یہی جواب دینگے کہ حکومت تمہاری ہے واسطے ہے جو کچھ حکم دو بجا لائیں اور اگر بادشاہ جام و پیالہ طلب کرے تو فلک آفتاب کا جام پیش کرے اور کہے کہ یہ جام تمہارے لایق ہے ؛

سرزیر دریاے عرب در کشتی زریں عجب
میخواست کآید سوے لب شد پنج ماہی رہبرش

سرزیر کے معنی سرنگوں و مقلوب ۔ دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور مقلوب یم می ہوتا ہے کشتی زریں سنہری پیالہ سے مراد ہے عجب یعنی جائے تعجب ہے خلاصہ یہ ہے شراب لبوں کی طرف آنا چاہتی تھی پس پانچ اُنگلیوں نے اُسکی رہبری کرکے لبوں تک پہنچا دیا ؛

از گاؤ در مرغ آتش فشاں وز مرغ در ماہی چکاں
با مہ رخے سوے دہاں ہر دم بعشرت میبرش

گاؤ صراحی و برتن کو کہتے ہیں جو گاؤ کی صورت بنائی ہیں یقین ہے کہ وہ مشک ہوگی جسمیں شراب پُر کرتے بعضے گاؤ خم سے مراد لیتے ہیں اور مرغ سے مراد صراحی سے لیتے ہیں کیونکہ صراحی کو خروس و بط و طاوس کی صورت بناتے ہیں اور ماہی سے مراد جام یا کشتی جو بشکل ماہی بنی ہوئی ہو مہ رخی بمعنی معشوق ضمیر ہر دو شین کی دریا کی طرف پھرتی ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شراب مٹکے یا مشک میں سے صراحی میں ڈال اور صراحی میں سے پیالہ میں پلٹ کر اپنی معشوق کے ہمراہ خوب عیش و عشرت سے نوش کرو ؛

اے صفدرِ عرش آستاں طاقِ درت را این نشاں
قوسیست راہِ کہکشاں جیب است خط محورش

صفدر بمعنی بہادر و شجاع - طاقِ در دروازہ کی محراب کو کہتے ہیں - را برائے کے معنی میں ہے قوس نصف دائرہ کو کہتے ہیں اور طاق کی محراب دو قوسوں سے بنتی ہے - اور جیب نصف وتر سے مراد ہے نصف قوس کے مقابل ہیں محور ایک فرضی خط ہے جسکا ایک سر اقطب شمالی اور دوسر اقطب جنوبی ہے - اس شعر میں جیب مراد چوتھے حصہ سے ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے دروازہ کی محراب کے واسطے ایک خط کہکشاں کی قوس ہے اور خط محور اُسکے چوتھے حصہ کی برابر ہے +

از عدلت ار نبودے روا چار بالش کد خدا
ایں مطربِ سہ پردہ را کَے پنج بودے شوہرش

روا بمعنی جایز - چار مادر چار عنصروں سے مراد ہے - کد خدا صاحب خانہ کو کہتے ہیں مراد شوہر اربعہ عناصر سے ہے جو موالید ثلاثہ کی ماں ہے - سہ پردہ تیسرے آسمان کی طرف اشارہ ہے پنج شوہر پانچ ستاروں سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے تیرے انصاف کے نزدیک یہ بات جایز ہے کہ چار مادر پر موالید ثلاثہ فلک دل کی کدخدا و شوہر ہوں اگر یہ معاملہ تیرے نزدیک جائز نہ ہوتا تو زہرہ کے واسطے پانچ شوہر کب ہوتے ؟

در گلستانِ آرزو شاخیست تیر مداح تو
گر قابلیت دارد بابِ عشرت پرورش

خلاصہ یہ ہے کہ تیر امداح آرزو مند ہے پس اگر وہ مداح اُس آرزو کی لیاقت رکھتا ہے تو اسکو عزت دے ورنہ عزت نہ دے +

قصیدہ رات دن کے خیالات اور معشوق کی تعریف میں اور محمد شاہ تغلق کی مدح کی طرف گریز

صبح است رومی گلہ زرد بر سرش
شب ہندوے لباچہ گلریز در برش

رومی بسبب سفیدی کے دن کو قرار دیا۔ کلہ زر آفتاب سے مراد ہے اور شب کو بباعث سیاہی کے ہندو قرار دیا۔ لباچہ بالاپوش کو کہتے ہیں اور وہ ایک قسم کی قبا ہوتی ہے۔ لباچہ گریز قباکے گلدوز کو کہتے ہیں۔ مراد آسمان پر ستاروں سے ہے پہلی ضمیر صبح کی طرف پھرتی ہے معنی شعر ظاہر

زاغ سیاہ راز ہوا در ربود باز
عنقاے سبز بال زر اندودہ شہپرش

خلاصہ یہ ہے کہ دن کا عنقا جو سبز بازو والا ہے اور اسکا شہپر زر اندود ہے شب کے کوے کو اڑا کر لیگیا یعنی دن ہو گیا رات جاتی رہی۔ زاغ سیاہ مراد شب سے ہے +

بادِ صبا پری زدہ وارست و شیفتہ
زاں دم کہ زیر دامن صبحست مجمرش

پری زدہ اُس شخص کو کہتے ہیں جسے پری یا جن کا سایہ ہو گیا ہو۔ مجمر صبح آفتاب سے مراد ہے اور قاعدہ ہے کہ پری زدہ شخص انگیٹھی میں عود کے جلانے سے پریشاں ہوجاتا ہے اور چونکہ صبح کی بادِ صبا موج زنی کرتی ہے اسواسطے صبا کو پری زدہ ٹھیرایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبتک صبح صادق کا وقت ہے اور آفتاب نہیں نکلا۔ بادصبا مثل پری زدہ کے پریشان ہے +

شب سایہ دار بود بسوے خلاصِ او
نغمہ سراست مرغ سحر بر دف زرش

سایہ دار آسیب زدہ کو کہتے ہیں اور او کی ضمیر شب کی طرف راجع ہے۔ مرغ سحر بلبل و قمری و خروس وغیرہ سے مراد ہے۔ دف زر آفتاب کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے چونکہ اہل زمانہ کا قاعدہ و معمول ہے کہ پریزدہ کے سامنے نغمہ سرائی کرتے ہیں تاکہ جن و آسیب وغیرہ خوش ہو جائیں اور پریزدہ کی نجات کے واسطے سفارش کی جاوے پس شاعر کہتا ہے کہ شب بباعث سیاہی اور تاریکی کے گویا سایہ دار و پریزدہ ہے اور مرغ سحر اُسکی رہائی کی امید پر اپنے دف زر پر نغمہ سرائی کرتا ہے

مارِ سفید مہرہ گرفت است زیرِ دم
تا چوں عمود شاخ گوزن است بر سرش

مار سفید صبح صادق یا صبح کاذب سے مراد ہے باعتبار اسکے کہ اُسمیں خط طویل سیاہ و سپید ہوتے

ہیں۔ مہرہ مراد آفتاب سے ہے۔ عمود ستون خیمہ کو کہتے ہیں۔ اور شاخ گوزن پچیسویں یا چھبیسویں تاریخ کے ہلال سے مراد ہے اور شین کی ضمیر مار کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے جبتک آخر تاریخ کا ہلال صبح صادق میں موجود ہوتا ہے آفتاب نہیں نکلتا +

آہوے شیر بشیہ دم گرگ در دہن
بگرفتہ و رواں شدہ دائم برابرش

آہوے شیر بشیہ مراد آفتاب سے ہے جو برج اسد میں رہتا ہے۔ دم گرگ صبح کاذب سے مراد ہے دم گرگ در دہن گرفتہ۔ اسواسطے کہا کہ آفتاب صبح کاذب کے بعد نکلتا ہے۔ ضمیر شین کی گرگ کی طرف پھرتی ہے یعنی آہوئے شیر بشیہ دُم گرگ کو مُنہ میں لئے ہوئے ہمیشہ اُسکے ہمراہ وبرابر رواں ہے

این منزلت کہ دادہ شہ آہوے مادہ را
بر شیر نر مشناس ز شمشیر داورش

آہوئے مادہ آفتاب سے مراد ہے۔ شیر نر کنایہ برج اسد۔ داور اشارہ ہے ممدوح کی طرف۔ ضمیر شین کی منزلت و آہوئے مادہ کی طرف۔ خلاصہ یہ ہے اے مخاطب یہ رتبہ جو آہوئے مادہ کو شیر نر پر دیا گیا ہے۔ ممدوح کی شمشیر کی ہی خوف کا باعث ہے +

آں ماہ را کہ زیر ہلال است اخترش
سنبل دمید بر طرف لالۂ ترش

ماہ مراد معشوق سے ہے۔ ہلال مراد ابرو سے ہے۔ اختر کنایہ چشم۔ سنبل اشارہ خط کیطرف ہے لالۂ تر عبارت چہرہ خلاصہ یہ ہے کہ اُس معشوق کی کیسی صورت ہے کہ ہلال کے نیچے اختر ہے پس جواب دیتا ہے کہ اُس ماہ کی یہ صورت ہے کہ سنبل خط اُسکے لالہ چہرہ کے اردگرد دبا ہوا ہے +

بر درج لعل قفل زمرد پدید شد
یعنی نبات رستہ شد گرد شکرش

درج لعل مراد دہن یا لب سے ہے۔ قفل زمرد خط کی طرف اشارہ ہے۔ نبات بمعنی سبزہ و روئیدگی یہاں مراد خط سے ہے۔ شکر مراد لب دہن معنی شعر ظاہر +

مہماں کنم خیال رخش را بآب شور

	در کاسہاے نقرہ بر سفرۂ زرِ رشش

آب شور اشارہ اشک کی طرف ہے۔ کاسہاے نقرۂ چشم سفید سے مراد ہے۔ سفرۂ زر عاشقوں کے زرد چہرہ سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان آنکھوں سے جو سیر سے زرد چہرہ میں ہیں اُسکا تصور کرتا ہوں اور اُسکی مہانی آب شور سے کرتا ہوں +

	بس شاخ ارغواں کہ دمد زیں دو دانہ مشک گر بر دمد نہ گوشۂ کافور عنبرش

شاخ زعفراں سرخ اشکوں کی لڑیوں سے مراد ہے۔ دو دانۂ مشک ہر دو مردمک چشم سے مراد ہے۔ کافور رخ سفید کی طرف اشارہ ہے۔ عنبر کنایہ خط خلاصہ یہ ہے کہ جب سے معشوق کے چہرے پر خط نکلا ہے میں بہت روتا ہوں +

	بدر از ستارہ ریخت شفق چوں طلوع کرد پروین میانِ دو ہلالِ سخنورش

ستارہ اشارہ چشم کی طرف ہے شفق کنایہ اشک خونی۔ کرد کا فاعل پروین جو مراد دنداں سے ہے۔ دو ہلال مراد دو لب سے ہے۔ طلوع کردن پروین عبارت ہنسنا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت معشوق ہنسا بس میں نے اس خیال سے کہ وہ رقیب کے سامنے مجھپر ہنسا یا میرے جلانے کے لئے رقیب سے ہنسا خون کے آنسو بہالئے +

	تا از مہِ دو ہفتۂ خود دور ماند بدر ماہِ چہار ہفتہ فزوں شد ز پیکرش

ماہ دو ہفتہ معشوق سے مراد ہے۔ ماہ چہار ہفتہ بے نور چاند سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے جس وقت مجھ سے میرا معشوق دور ہو گیا میرا جسم بے نور بلکہ معدوم ہو گیا +

	آں ترک چشم مست ترا تیغ در نیام خوں ریزد آنچناں کہ تواں گفت کافرش

یعنی اے معشوق باوجودیکہ تلوار جو نیام میں ہوتی ہے کارگر نہیں ہوتی لیکن تیری ترک چشم مست کی تلوار باوجودیکہ نیام میں ہے تاہم خونریزی پیدریغ کرتی ہے گویا قتل کرنے کو حلال جانتی ہے

پس اُسکو کافر کہنا لایق و سزاوار ہے +

آں زلف را کہ بر گلِ تر شاخ سنبل است
فراش سانہ بر درِ شاہ مظفر ششں

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق اپنی اُس زلف کو جو تیرے گل رخسار پر شاخ سنبل کی مانند نمایاں ہے دروازۂ ممدوح کی جاروب بنا +

آں بحر بیں کہ قطرۂ آبے است در برش
او جملہ تن سکفے است نہنگے شناورش

بحر دستِ ممدوح سے مراد ہے - قطرۂ آب تلوار کی طرف اشارہ ہے - بر بمعنی کنار و بغل نہنگ کنایہ تلوار معنی شعر ظاہر - مصرعہ ثانی بیان اول کا ہے +

کف بر سر است قلزم ازآں بحر روز و شب
درصورتِ جزیرہ نگر خاک برسرش

روز و شب یعنی ہمیشہ - بحر دست ممدوح سے مراد ہے - کف برسر بودن بمعنی سر پیٹ لینا خاک برسر بودن ماتم کی علامت ہے اور قلزم کے سر پر کف کا ہونا اور جزیرہ کے سر پر خاک کا ہونا ظاہر ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی کثرت بخشش کو دیکھکر قلزم کف برسر ہے اور اُسکے درمیان جزیرہ نہیں ہے بلکہ چونکہ اُس نے رشک کے مارے از روے ماتم کے اپنے سر پر خاک ڈال لی ہے اسواسطے جزیرہ کی صورت پیدا ہوگئی ہے +

گر آں نہنگِ سبز بروں آید ازمیاں
آب رواں کنارہ نماید نہ آذرش

نہنگ سبز تیغ فولادی سے مراد ہے - رواں بمعنی روح - آذر بمعنی آتش یہاں بُراقی و تیزی تلوار سے مراد ہے اور آب و آتش میں صنعت تضاد ہے - معنی شعر ظاہر +

ماہی او زرہ است نہنگش زمرد است
ایں یک زباں و آں دو زباں ہم مسخرش

ضمیر او کی دستِ ممدوح کی طرف پھرتی ہے - ماہی زرہ ممدوح کی قلم زر پیچیدہ سے مراد ہے تیغ زمرد

نیلگوں فولادی تلوار سے مراد ہے۔ قلم کا دو زبان اور شمشیر کا یک زبان ہونا ظاہر ہے۔ قلم سے تسخیر باعتبار فرمانوں کے اور تلوار سے باعتبار شجاعت کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حکومت و شجاعت کا خاتمہ ممدوح کی ذات پر ہے +

ماہی اگر دمے بہ سخن سرکشی کند
دامے نہند بر و قمر از مشک اذفرش

ماہی مراد قلم سے ہے سخن عبارت تحریر ہے۔ سرکشی کنایہ دلیری دام حروف و سطور سے مراد ہے، قمر اشارہ کاغذ کی طرف ہے مشک مراد سیاہی سے ہے۔ اذفر بمعنی خالص ش تینوں کی ضمیر ماہی کی طرف پھرتی ہے۔ نہند کا فاعل منشی و کاتبان یا انگشتان ممدوح ہیں +

سہ شاخ از محیط بہم سر برآورند
تا دانہاے دُر تر افتد ز حنجرش

سہ شاخ تینوں انگلیوں سے مراد ہے جنسے قلم پکڑتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ابہام۔ سبابہ۔ وسطی۔ محیط کنایہ دست ممدوح۔ دُر تر دُر آبدار یہاں حروف سے مراد ہے۔ حنجر بمعنی گلو۔ خلاصہ یہ ہے کہ تینوں انگلیاں ممدوح کی ظہور کرتی ہیں تاکہ گاوے قلم سے لطیف باتیں باہر آویں

مرغے ز کہربا ست کہ در آشیانہ سیم
باشد ز قار بر سر منقار شہپرش

مرغ کہربا قلم کو کہتے ہیں جو ورق میں لپٹی ہوئی ہو آشیانہ سیم کاغذ سے مراد ہے۔ قار و قیر ایک قسم کے۔ روغن سیاہ کو کہتے ہیں یہاں مراد سیاہی سے ہے۔ منقار نوک قلم سے مراد ہے شہپر قوت روانگی سے مراد ہے یہ ماہی قلم عجب مرغ ہے جسکا جسم کہربائی ہے اور اسکا آشیانہ سیمیں ہے اور اسکے سر منقار پر سیاہی شہپر ہے +

آں حاکم زمان کہ در القاب سلطنت
خواند خلیفہ بعد مجاہد سیاغرش

سیاغر ایک پہلوان عالیشان کا نام ہے اور ایک بادشاہ کا نام بھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح ایسا حاکم زمانہ کا ہے کہ خلیفہ روم نے اسکو القاب سلطنت میں تجھے مدعے بعد سیاغ لکھا ہے

وقتِ غروب تا نبود نقصِ طاعتے
در عصر عدل پرور و انصاف گسترش
خورشید را زجانب مشرق خبر دہند
زابی باغ امر کہ نار است در خورش

دہند کا فاعل قضا وقدر- ابی بمعنی منکر یعنی انکار کرنیوالا- عدل پرور انصاف گستر دونوں صفتیں ممدوح کی ہیں- خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ ممدوح میں تاکہ نقص طاعت نہو غروب ہونے کے وقت مشرق سے قضاوقدر کے کارکنندگان آفتاب کو خبر دیتے ہیں کہ جو کوئی ممدوح کے باغ حکم سے منکر ہے دوزخی ہوگا پس اے آفتاب تو ممدوح کے حکم سے ہرگز انکار نہ کیجو ورنہ دوزخی وناری ہوگا یعنی اُسکے زمانہ کے لوگ جبتک نماز عصر سے فارغ نہوں غروب نہ ہو- ورنہ ناری ہوجائیگا-

اے دستت آں محیط کہ عرشست قطرہ اش
وے قدرت آں سپہر کہ چرخ است اخترش
از شہر دولت تو اجل را بروں کند
روے سیاہ کردہ فلک با برادرش

برادر اجل مراد خواب سے ہے بموجب اسکے کہ النوم اخ الموت خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تیرے انصاف کے زمانہ میں آسمان موت کو مع اُسکے بھائی خواب غفلت کے شہر سے باہر نکالتا ہے +

تا وقتِ شام بیوہ زنِ پنج شویہ را
باغندہ بر کنار نہد چرخ اخضرش
بادا چو غوژہ دیدہ خصمت سپید دل
وزتاب غم شکستہ دلِ غصّہ پرورش

بیوہ زن پنج شویہ مراد زہرہ سے ہے جو زن کی طرح شوہر سے اثر پذیر نہیں ہوتی- باغندہ روئی کو بنولوں سے صاف کرکے جو کاتنے کے لئے گلولہ تیار کرتے ہیں اُسے باغندہ کہتے ہیں لیکن یہاں کو ہی شبنم سے مراد ہے- دیدۂ دل مردمک چشم سے مراد ہے- خلاصہ یہ ہے کہ جبتک ماہ یا ہلال کو فلک کنار زہرہ میں رکھے یعنی قیامت تک پس قیامت تک تیرا دشمن اندھا اور غم سے شکستہ

قصیدہ ابر کی تعریف و تشبیہات اور ممدوح کی تعریف میں

سیہ پیل است خنجر زن جہندہ آتش از کامش
فتد از چشمہا اشکش درد از نعرہا خامش

سیہ پیل ابر سے مراد ہے خنجر زن درخشانی برق سے مراد ہے ضمیر ہر دو شین کی سیہ پیل کی طرف پھرتی ہے۔ اشک قطرات باراں سے مراد ہے۔ خام بمعنی جرم خام اس شعر میں جرم ابر کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ ابر ایک پیل سیاہ خنجر زن ہے کہ اسکے حلق میں سے آگ نکلتی ہے۔ ہوا کے حملوں سے اسکے اشک گرتے ہیں اور کڑک کے نعروں سے اسکا جسم پھٹتا ہے

ز اطلس پردہ ہا سازد عماری زر اندودہ
چو زیر ہفت چتر سبز باشد سیر و ارامش

اطلس کنایہ اطلس سیاہ۔ یہاں ابر تاریک سے مراد ہے۔ عماری زر اندودہ آفتاب سے مراد ہے ہفت چتر سبز سات آسمانوں سے مراد ہے۔ سیر و ارام رفتار و قرار سے مراد ہے +

—— خلاصہ یہ ہے جسوقت وہ پیل سیاہ ساتوں آسمانوں کے نیچے جو آسمان اول ہے رفتار و قیام کرتا ہے یعنی ابر آتا ہے آفتاب کی زر اندودہ عماری اپنے واسطے ابر کا پردہ بنالیتی ہے یعنی آفتاب ابر میں چھپ جاتا ہے دوسرے یہ کہ اطلس کا پردہ جو سرخی شفق سے مراد ہے اور آفتاب کی لمعات سے زر اندودہ ہے وہ پیل سیہ درست وطیار کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے واسطے سرخ پردوں کی عماری تیار کر رہا ہے +

زہے دیو شہاب افگن کہ با چندے سیہ روئی
بشرط رب پرستی میرسد کافر بانعامش

شہاب آگ کی شعلہ زنی کو کہتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ فرشتے شیطان کے نکالنے کے لئے مارتے ہیں اور اسے رجم الشیاطین کہتے ہیں۔ کافر بمعنی پوشیدہ۔ دیو شہاب افگن باعتبار برق زنی کے ابر سے مراد ہے۔ ابر کی سیاہ روئی ظاہر ہے کافر کاشتکار سے مراد ہے کیونکہ وہ دانہ کو زمین میں پوشیدہ کرتا ہے۔ رب پرستی کاشتکاروں میں ہوتی ہے

کیونکہ وہ متوکل ہوتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ابر عجیب دیو شہاب افگن ہے کہ باوجود سیاہ روی کے جو اسمیں موجود ہے کاشتکار کو جس میں شرط رب پرستی کی پائی جاتی ہے انعام دیتا ہے

بفتح الباب بگشاید درِ رحمت ولے ہردم
طنابِ خیمۂ زریں فتد در روزنِ بامش

فتح الباب کشادگی کار کو کہتے ہیں۔ خیمۂ زریں مراد شعاع آفتاب سے ہے۔ روزن بام شگاف ابر سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے شروع برسات میں ابر مینہ برساتا ہے۔ رحمت کا دروازہ کھلتا ہے لیکن وہ ابر ہر لحظہ متفرق ہو جاتا ہے اور آفتاب کی شعاعیں اس سے نمایاں ہوتی ہیں

اگر بر روز زور آرد بپوشد چہرۂ خور را
وگر در شب روی آید بود بر روی مہ گامش

شب روی بمعنی شب رفتاری۔ گام بمعنی قدم۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر ابر دن میں آتا ہے آفتاب کو پوشیدہ کر دیتا ہے اور اگر رات کے وقت آتا ہے تو چاند کو مخفی کر دیتا ہے +

پر از لعل و زمرد گشت طشتِ خاک سر تا سر
چو مروارید مے بارد ز اندامِ سیہ فامش

لعل سرخ پھولوں سے مراد ہے۔ زمرد سبزہ سے مراد ہے۔ طشت خاک زمین سے مراد ہے مروارید قطرات باراں سے مراد ہے۔ شین کی ضمیر پیل سیاہ کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے جب ابر اپنے اندام سیاہ سے مروارید برساتا ہے تو زمین لعل و زمرد سے پُر ہو جاتی ہے +

رخ خاک آب از و گیرد ہوا خوش باد ز و خواہد
دفِ زر پردہ زو یابد رباب آمد از آن نامش

آب بمعنی آبداری۔ دف زر آفتاب سے مراد ہے۔ رباب نام ساز کا ہے مراد ابر سفید سے ہے ضمیر شین کی ابر کی طرف پھرتی ہے۔ پردہ یافتن دف زر۔ ابر میں آفتاب کا پوشیدہ ہو جانا ہے

محیطِ نقطۂ عالم کہ با آن پُر دلی دریا
ہمہ تن آب شد از شرم فیض بخشش عامش

آب شدن بمعنی شرمندہ ہونا اور دریا کا ہمہ تن آب ہونا ظاہر ہے معنی شعر ظاہر +

چہ شیر است آنکہ در آتش پلنگ آساست اندامش
گرفتہ مرورا در بر ز اوجِ خویش بہرامش

شیر مراد برج اسد سے ہے - و در آتش بودن برج اسد و پلنگ آسا بودن برعایت کواکب برج مذکور کے کہا یعنی برج اسد عجیب شیر ہے کہ اُسکا جسم آگ میں پلنگ کی مانند ہے اور بہرام نے اُسے اپنی بلندی میں کہ وہی برج اسد ہے اُس شیر کو اپنی بغل میں لے رکھا ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب اور بہرام برج حمل میں ایک ہی جگہ ہیں +

مراورا آہوے زردی دویدہ در دمِ گرگی
سمورے در عقب پویاں سگاں بر گوشۂ بامش

او کی ضمیر برج اسد کی طرف پھرتی ہے - آہوے زرد آفتاب سے مراد ہے - گرگ قمر کی منزل کا نام ہے اور صبح کاذب کو بھی کہتے ہیں - سمور ایک سیاہ رنگ کے جانور کا نام ہے جسکی چمڑی کا پوستین بناتے ہیں لیکن یہاں تاریکی شب سے مراد ہے - سگان کلب اکبر و کلب اصغر سے مراد ہے یہ دونوں شکلیں برج اسد کے قریب ہیں - بام آٹھویں آسمان سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب دم گرگ صبح کاذب میں دوڑتا ہے اور سموری شب کی اُس آہو کے پیچھے دوڑتی ہے اور کُتے اُس برج کے بام پر موجود ہیں +

ز سیم خام میسازد قمر ہر ماہ یک طوقش
چو زر پختہ مے تابد درستِ قلب از خامش

سیم خام و زر پختہ دونوں کے معنی خالص و عمدہ کے ہیں - خام بمعنی جرم شین کی ضمیر اسد کی طرف پھرتی ہے - درست بمعنی دینار قسب ناسرہ کو کہتے ہیں - درست قلب کواکب سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ قمر جو ہر مہینے میں ہلال ہوجاتا ہے گویا اُسکے واسطے زریں و سیمیں طوق تیار کرتا ہے اور زر خالص کی طرح درست قلب یعنی کواکب اُسکے جرم سے چمکتے ہیں - دوم یہ کہ قلب سے مراد قلب الاسد ہے جو ایک ستارہ برج اسد کے قالب میں ہے +

شہِ انجم بشاہِ ہند گویا نسبتے دارد
کہ بر دروازہ ہر دو زرانداود ہست ضرغامش

شہ انجم آفتاب سے مراد ہے۔ شاہ ہند ممدوح سے مراد ہے۔ ضرغام شیر درندہ کو کہتے ہیں یہاں
برج اسد سے مراد ہے۔ اکثر بادشاہوں کے دروازوں پر شیر وغیرہ کی صورت بنی ہوئی ہے +
پس شاعر کہتا ہے کہ آفتاب کو ممدوح سے ایک نسبت ہے کہ دونوں کے دروازوں پر شیر کی صورت
بنی ہوئی ہے +

سمندش باد آتش پائے آہن خائے خارا سم
کہ گردوں گوشہ باشد ز قوس حلقۂ گامش

آتش پا تیز پا و تیز رفتار سے مراد ہے۔ آہن خا سختی سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسکا گھوڑا
جو اوصاف مذکورہ سے متصف ہے اُسکے حلقۂ قدم کے مقابل میں جو مثل قوس کے ہے آسمان
ایک زاویہ یا گوشہ کی برابر ہے +

زہے سکندر آئینی کہ در میدان آئینہ
قلائے سرکش زربفت جامہ شد رامش

آئینہ کاغذ سے مراد ہے۔ قلا اسپ سیاہ رنگ کو کہتے ہیں اور قلائے زربفت سرکش خامہ
قلم سے مراد ہے جو خون زرہ میں پیچیدہ ہوتی ہے اور تحریر کے وقت اُسمیں سرکشی ہوتی ہے
خلاصہ یہ ہے عجب ممدوح سکندر آئین ہے کہ میدان کاغذ میں قلم زر پیچیدہ اُسکی فرمانبردار ہے

عجب ہیں کآں سیہ روئی سخن چیں را بملک چیں
گرفتہ در سر سہ مہ ہمے آرند از شامش

سیہ رو سخن چیں قلم سے مراد ہے۔ ملک چیں کاغذ کی طرف اشارہ ہے۔ سہ مہ مراد تین انگلیوں
سے ہے۔ شام مراد دوات سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے لے مخاطب جائے تعجب ہے کہ انگلیوں
کے تین چاند باوجودیکہ سرگرفتہ ہیں تاہم شام دوات سے اُس سیاہ رو سخن چین کو ہمیشہ
ملک چین میں لے جاتے ہیں یعنی تین اُنگلیاں قلم کا سر پکڑکر دوات سے باہر نکال لاتی ہیں

بروم آورد از ظلمت چو ذوالقرنین آب خضر
اگرچہ از لب یم گشتہ ہر دم خشک تر کامش

روم کاغذ سے مراد ہے۔ آورد کا فاعل وہی قلم ہے۔ ظلمت مراد دوات سے ہے۔ ذوالقرنین
سکندر سے مراد ہے۔ آب خضر یعنی آب حیواں یہاں اب جان بخش یا حروف روح افزا سے

کنایہ ہے۔ یم مراد دوات سے ہے۔ خشک گشتن کام قلم میں سیاہی نہ رہنے سے مراد ہے
خلاصہ یہ ہے اگرچہ دریا کے کنارے پر سے ہر لحظہ اسکا گلا خشک ہوجاتا ہے اور بہت تکلیف
اٹھاتا ہے لیکن سکندر آب حیات نہ لایا تھا وہ ہر دم روم کی طرف آب حیات لاتا ہے +

به تیغش بند بردارند و سر برند آنگاهش
سیه سازند رویش را چو خصم آل بهرامش

ہر چہار شین کی ضمیر قلم کی طرف پھرتی ہے۔ بند برداشتن نیزہ کے اعضا جدا کرنے کو کہتے
ہیں۔ سر بریدن مراد قلم تراشنا۔ سیاہ ساختن رو قلم کو سیاہی آلود کرنے سے مراد ہے۔ آل بہرام
ممدوح سے مراد ہے۔ کیونکہ محمد شاہ بن تغلق بہرام کی اولاد میں سے تھا۔ معنی شعر ظاہر +

شہنشاہے کہ در رفعت بہ بزم سلطنت گشته
محیط چرخ را حاوی حباب عارض جامش

خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح بلندی مرتبہ کے بارہ میں وہ ہے کہ آسمان اسکی بزم سلطنت میں
جام شراب کی حباب کے گھیرے میں آگیا ہے +

حسامش قطرهٔ آبے است بسته درمیان یم
که میگردد بدان سر حلقهٔ بدخواهان بدنامش

حسام شمشیر کو کہتے ہیں۔ یم دست ممدوح سے مراد ہے۔ میگردد کا فاعل بدخواہ ہے۔ بدان کی
ضمیر قطرۂ آب بستہ کی طرف پھرتی ہے اور ہر دو شین کی ضمیر ممدوح کی طرف پھرتی ہے معنی شعر ظاہر

بسحر خود زبان بندی کند مرجان اعدا را
که مینائے است پر جوہر زبان لعل آشامش

زباں بند ایک تعویذ کو کہتے ہیں جو دشمنوں کی زباں بندی کے واسطے لکھا کرتے ہیں۔ مینا
جوہر سبز رنگ کو کہتے ہیں۔ یہاں تیغ فولادی سے مراد ہے جو نیلگوں ہوتی ہے۔ اور تیغ
کا پر جوہر ہونا ثابت ہے۔ زبان دم تیغ سے مراد ہے۔ لعل مراد خون۔ خلاصہ یہ ہے وہ تیغ
اپنے فسوں سے دشمن کی زبان کو بند کردیتی ہے اسواسطے کہ زبان خون آشام اسکی مینا سے
پر جوہر ہے یعنی شراب سے پر ہے اور قاعدہ ہے کہ مے نوشی کے وقت شیشہ شراب بھی

کی زبان کو بند کر دیتا ہے +

اگر ماہی زریں شد کہ دریا جو ہست کلک او
نہنگ سبزداں کا آب رواں جو ئیست صمصامش

ماہی زریں مراد قلم سے ہے جو دونوں مقاموں میں جستجو کرنیوالے کے معنی ہیں - نہنگ سبز باعتبار نیلگونی جوہر فولاد کے تلوار سے مراد ہے - آب رواں و دریا مراد ممدوح کے ہاتھ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی قلم کہ جوینده دریا کی ہے اگر قائل کے ذہن میں ماہی زریں منصور ہوئی پس صمصام ممدوح کو بباعث نیلگونی کے نہنگ سبز جاننا چاہیئے +

در اتمام امور ملک ونیں از بارگاہِ قدس
چو فیضِ علتِ اولیٰ رسد پیوستہ الہامش

بارگاہ قدس درگاہ اللہ تعالے سے مراد ہے - علتِ اولیٰ استعارہ عقل اول یا نور محمدی سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ممدوح ایسا دیندار ہے کہ فیض علت اولیٰ کی مانند ہے جو تمام کائنات پہنچتا ہے اسکو درگاہ اللہ تعالے سے الہام پہنچتا ہے +

کتابِ زیج شاہی را کہ از وے معتبر نبود
چو تقویم کہن منسوخ باد آیاتِ احکامش

زیج معرب زیک وہ ایک رشتہ ہوتا ہے جس سے عمارت کی بنیاد ناپ کر ڈالتے ہیں اور علم نجوم و علم ہیئت کا بھی نام ہے جس سے تقویم وغیرہ نکالتے ہیں - تقویم کہن نجومیوں کے حساب یک سالہ کو کہتے ہیں جسمیں حرکات و احوال کواکب کا لکھتے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ جس بادشاہ نے تجھ سے اعتبار حاصل نہیں کیا یعنی تو نے اسکو نہیں بخشا پس اُس بادشاہ کے احکام تقویم کہن کی مانند مردود ہیں اور مقبول نہیں ہوتے +

قصیدہ معشوق کی تعریف اور ممدوح کی مدح میں

اے شام سر زلف تو برمہ شدہ سرکش
شمشاد خطت را گل سوری شدہ مفرش

مہ مراد چہرہ سے ہے۔ شمشاد ایک درخت کا نام ہے، اشارہ قد معشوق کی طرف۔ گل سوری چہرہ سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ اے معشوق تیری زلف کی شام ماہ چہرہ پر سرکشیدہ ہے اور تیرے ریحان خط کے واسطے گل سوری مفرش ہے یعنی خط ریحان کا اُسپر فرش ہے +

	یاقوت بہ آب از مدد آں دُرِ سیراب خورشید بتاب از غم آں چہرۂ مہوشش	

یاقوت مراد لبوں سے ہے۔ آب بمعنی آبداری۔ دُرِ سیراب اشارہ ہے دنداں کی طرف۔ تاب بمعنی تب وتاب۔ غم بمعنی عشق خلاصہ یہ ہے تیرے یاقوت لب دنداں کی مدد سے آبدار ہیں اور تیرے چہرۂ مہوش کے عشق میں یعنی تیرے چہرۂ بے خط سے خورشید تپ وتاب میں ہے، دوم یہ کہ تاب کے معنی پیچ وتاب کے ہیں۔ غم مراد غم اشک سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے چہرۂ صاف کے غم رشک سے خورشید پیچ وتاب میں ہے +

	چشم تو کہ از غمزہ زند تیرِ جگر دوز ترکیست کماں بر سر ہندو بچہ در کشش	

کماں مراد ابرو سے ہے۔ ہندو بچہ میں اضافت مقلوبی ہے مراد مردمک چشم سے ہے + معنی شعر کے ظاہر ہیں +

	تا پر بہ جگر در شد و پیکاں سوے دل رفت ہر ناوکِ جاں دوز کہ انداخت ز ترکش	

پر ذات تیر سے مراد ہے کیونکہ پر سوفار کے نزدیک ہوتا ہے بہ جگر در شدن یعنی جگر میں گھس جانا فاعل انداخت کا وہی ترک چشم ہے۔ خلاصہ یہ ہے جسوقت سے تیری چشم نے تیر جان دوز لگایا ہے وہ تیر جگر میں گھس گیا اور پیکان دل کی طرف چلا گیا +

	آں عقرب شبرنگ کہ مہ منزل او شد صد نیش زدہ بر دلِ ریشِ من غمکش +	

عقرب گزدم کو کہتے ہیں اور برج ہشتم کا بھی نام ہے یہاں عقرب شبرنگ زلف سے مراد ہے، مہ مراد چہرہ سے ہے۔ زدہ کا فاعل عقرب ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے چہرہ پر لٹکی ہوئی زلف

دیکھ کر ہیں بہت پریشان ہوا +

در کش قدح مے کہ جنیبت کش گردوں
ہڑاسے زراندودہ برافگندہ برابرش

جنیبت کش اُس آدمی کو کہتے ہیں جو کوتل گھوڑا لاتا ہو - ہڑاسے زراندودہ آفتاب سے مراد ہے
خلاصہ یہ ہے لے معشوق صبح ہوگئی اور آفتاب نکل آیا اب شراب پی لے +

ماہِ سرِ منجوق کماتش بسرِ خویش
آئینہ زر بست بریں طاقِ منقش +

ماہ مراد ماہچہ سے ہے جو سونے یا چاندی کا مدور ماہچہ صیقل زدہ سر نیزہ پر قائم کرتے ہیں
کمات دلیروں اور سپاہیوں کو کہتے ہیں - بست کا فاعل ماہ ہے - خلاصہ یہ ہے کہ تیری
سپاہ کا ماہچہ اِس نقشیں محل آسمان پر بطور زرّیں آئینہ کے باندھ دیا ہے +

اے صیتِ جلالِ تو سبق بردہ در آفاق
زاں سبز کبوتر کہ برد نامہ زمرغش

آسمان میں تین حرکتیں مقرر ہیں - دولابی - حمائلی - رحوی - مرغش بالضم ایک قسم کا کبوتر معلق زن
جو نامہ بری کرتا ہے - کبوتر سبز جبرئیل سے مراد ہے - نامہ مرادِ وحی سے ہے - مرغش لامکاں
کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے لے ممدوح تیری بزرگی کا آوازہ جبرئیل سے جو کہ لامکاں سے
وحی لاتا ہے غلبہ و سبقت لیگیا +

در قصرِ ہمایونِ تو کز عرصۂ سقفش
طولِ فلک از عرض وے افتاد یکے رش
حاسد چو ستون است نباید کہ سرش را
نجار قضا زود قلم زد بسرِ تش

رش بمعنی بازو تشین کی ضمیر حاسد کی طرف پھرتی ہے - نجار بڑھئی کو کہتے ہیں - قلم زدن بمعنی
کاٹ دینا - تش بمعنی آتش و تیشہ درودگر کو کہتے ہیں - خلاصہ یہ ہے تیرا محل اسقدر بلندی
رکھتا ہے کہ تمام فلک اُسکے عرض میں فاصلہ و مسافت دو ہاتھ کی رکھتا ہے اور اس محل

میں تیرا حاسد ستون کی مانند معلوم ہوتاہے - کیونکہ قضا کے بڑھئی نے اُسکے سر کو تیشہ سے قطع کیا ہے تاکہ حرکت نہ کرسکے +

تا وقتِ قراں با سپرِ زر ز تفاوت
پنہاں نشود تیرۂ شب از دیدۂ اَعمش

قراں اہل نجوم کی اصطلاح میں دو ستارے ایک برج میں جمع ہونے کو کہتے ہیں - اَعمش پانی آنکھوں سے جاری ہونے کو کہتے ہیں یعنی جسوقت تک مریض کی آنکھ آفتاب اور شب تیرہ کو اپنے اپنے قرب وقت میں تمیز کرلیوے یعنی قرب آفتاب کو حرارت کے باعث اور قرب شب کو برودت کے باعث پہچان لیوے - اور بعض نسخوں میں تیرہ کی جگہ تیر ہے اور تیر شب عطارد سے مراد ہے اور معمول ہے جو ستارہ آفتاب کے قریب ہوتا ہے محترق ہوجاتا ہے اور بے نور ہوتا ہے اور آفتاب عطارد میں اُنیس درجہ کا فرق ہے یعنی جسوقت تک عطارد اور آفتاب کے قرب سے بباعث تفاوت جانبین کے اندھے کی آنکھوں سے غائب ہوجاوے اور پوشیدہ ہوتا رہے اور ظاہر ہے کہ یہ بات قیامت تک رہیگی +

خورشید بقا بادشہ و روے عدویش
از خسفِ چہِ ماہی کہ برآمد ز چہِ کش

ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے - خسف زمین میں چلی جانے اور چاند کے گہنا جانے کو کہتے ہیں - کش بالفتح شہر کا نام ہے جو نخشب کے قریب ہے اور جیسے شہر سبز کہتے ہیں حکیم بن عطا ہے جسکو حکیم ابن مقنع کہتے ہیں سحر و افسوں سے ایک چاند بنایا تھا جو دو مہینے تک ہر شب کو کوہ سیام میں سے جو شہر سبز کے گرد و نواح میں ہے نکلتا تھا اور چار کوس تک اُسکی روشنی جاتی تھی - خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی ذات آفتاب کی مانند نورانی و باقی رہی اور دشمن کا چہرہ زمین کے نیچے جانے سے مثل ماہ نخشب کے جو شہر کش کے کنوے سے نکلتا تھا بے نور و بقا رہے +

قصیدہ آفتاب کے نکلنے اور رات کے غائب ہونے اور ممدوح کی مدح میں

خور چو نهد قرص زر بر سر این سبز خوان
سفرهٔ گلریز را باز کند شب نهان +

خلاصہ یہ ہے کہ جب آفتاب نکلتا ہے شب اپنے دستر خوان گلریز کو پوشیدہ کر لیتی ہے +

نشکند این قرص زر بر سر این سبز خوان
کاسهٔ سیمین ماه بر طبق آسمان

خلاصہ یہ ہے اگرچہ یہ آفتاب خود شکستہ نہیں ہوتا لیکن قمر کا پیالہ اس سے شکستہ ہو جاتا ہے

چشمهٔ بے نم لائی دجی را ز خاک
زانکه میان محیط از دو طرف شد رواں

چشمۂ بے نم مراد آفتاب سے ہے۔ لائی سیاہ رنگ کی مٹی جو حوضوں اور ندیوں کے نیچے ہوتی ہے اسے کہتے ہیں۔ دجی بمعنی تاریکی شب۔ خاک اشارہ زمین کی طرف۔ محیط مراد آسمان سے ہے۔ دو طرف کنایہ مشرق و مغرب۔ شد کا فاعل چشمۂ بے نم ہے۔ اس شعر میں خورشید کو بطریق عجائبات کے بیان کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے عجب معاملہ ہے کہ آفتاب باوجودیکہ دریا میں رہتا ہے لیکن چشمۂ بے نم ہے اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ برخلاف چشمہائے عالم کے دونوں طرف یعنی مشرق سے مغرب تک رواں ہے +

چشمه بماهی رسید پنج مه نو فرست
تا به ثریا کند بدر شفق خور قراں

چشمہ اشارہ آفتاب کی طرف ہے۔ ماہی برج حوت سے مراد ہے۔ پنج مہ نو پانچ انگلیوں سے مراد ہے۔ ثریا ستاروں کا نام ہے مراد دنداں سے ہے۔ بدر مراد جام سیمیں یا بلوریں سے ہے۔ خورندہ شفق جام کی صفت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ معشوق آفتاب برج حوت میں چلا گیا ہے۔ بہار کا موسم ہے پس تو انگلیوں کو بڑھا اور دندان کے پاس لیجا +

در عمل ساحری کرد عزیمت خطت
مار سیه حلقه زد بر طرف گلستاں

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق مار سیہ نے تیرے گلستان چہرے کے کنارے پر حلقہ لگایا ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے خط نے جادو کا ارادہ کیا ہے اور سانپوں کو جگایا ہے ۔

نیست جز ابروے تو ماہ نوے ہر سحر
نیست بجز چشم تو مشتری در کماں

خلاصہ یہ ہے اے معشوق ماہ نو صبح کو نہیں ہوتا اور مشتری کمان میں اگرچہ برج قوس ہے لیکن وہ ہمیشہ برج قوس میں نہیں رہتا کہ تیری ابرو محبوب ماہ نو ہیں جو ہر سحر میں موجود ہیں اور تیری چشم عجب مشتری ہے کہ ہمیشہ کمان ابرو میں رہتی ہے ۔

آں نہ خط عارض است آں نہ بنفشہ ست گل
شاخ تر سنبل است بر ورق ارغواں

بنفشہ مراد خط سے ہے ۔ گل مراد عارض سے یعنی اے معشوق تیرا خط و عارض دوسرے معشوقوں کا سا نہیں ہے بلکہ جو چیز معشوقوں کے خط و عارض سے منسوب ہوا یعنی بنفشہ و گل ہے اور تو اس سے بھی بڑھ کر ہے یعنی خط تیرے جب رخ پر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سنبل کی شاخ ورق ارغواں پر ہے ۔ سنبل کی فوقیت بنفشہ سے دو وجہ سے ہے اول تو بل رنگ کی سیاہی ۔ دوم خوشبو سو یہ بات کی نسبت ۔

ترک تو خفتہ مدام در خم محراب مست
جست بر آں حیست روے بیاض نشاں

ترک مراد چشم سے ہے ۔ محراب مراد ابرو سے ہے ۔ روے سیاہ اشارہ ہے مردمک چشم کی طرف چشمیں کی مردمک کی طرف تیری ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری چشم ہمیشہ سے خمیدگی محراب میں سوئی ہوئی ہے اور یہ ادا کام کی ہے چنانچہ اس کی گنہگاری پر سیہ روئی دلالت کرتی ہے

مردم از انصاف شاد مائل طاعت شدہ
پیش بروے فساد چشم کشادن تواں

... سے ہے ۔ در کشادن تواں استفہام انکاری کا ہے یعنی ہرگز نہ اقرار ہے اور حقیقت میں یہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ معشوقوں کی مردمک چشم جو ستمگار زمانہ تھی اب وہ بھی انصاف سے ... بندگی کی طرف مائل ہو گئی ہے اور آئندہ اپنے طالبان کی

فساد کی آنکھ کھولے گی +

	خضر سکندر نگیں ہود مسیحا جبیں شاہ ملک آستیں ماہ فلک آستاں	

باعتبار حیاتِ ابدی کے وہ ممدوح خضر ہے اور تمام دنیا پر حکومت ہونے کی وجہ سے سکندر نگین ہے اور اصدار کرامت کے باعث ہود ہے! اور چونکہ لوگوں کے دلوں کو زندہ کرتا ہے اسواسطے مسیحا جبین ہے بباعث پاکی آلودگیوں کے ملایک آستین ہے اور برعایت لمعات رخسارہ کے ماہ ہے

	شاہ محمد علم ماہ ستارہ حشم آدم موسئے قدم حیدرِ احمد تواں	

محمد علم باعتبار اسکے کہ کفر کی تاریکی کو دور کرنیوالا ہے۔ حیدر شیر درندہ کو کہتے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب ہے یعنی شعر ظاہر +

	اے کہ بروزِ نبرد خنجرِ بہرام چرخ پیش تو چوبیں شود در صفِ کیں چوں میاں	

بہرام چرخ مریخ کو کہتے ہیں۔ چوبیں یعنی ناقص و بیکار میان یعنی نیام۔ خلاصہ یہ ہے لے ممدوح جلاد فلک کی شمشیر تیرے سامنے چوبین یعنی بیکار ہے +

	روزِ وغاے تو مرگ نالش نائے عدو در شبِ عدل تو گرگ مالش پائے شباں	

خلاصہ یہ ہے تیری لڑائی کے دن موت کو گلوے دشمن پر نالہ کرنا لازم ہے اور تیرے انصاف کی شب میں گرگ کو پاے شبان کی مالش واجب ہے +

	روح القدس خواست تا روے نہد بر درت بر شدہ صد سالہ راہ از قمم لا مکاں	

قمم بروزن حجم یعنی بلندی خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل نے چاہا تھا کہ تیرے آستانہ پر چہرہ رکھے اور سجدہ کرے۔ پس ارادہ سے بلندی لامکاں کے اُوپر سو سال تک چڑھے تاہم نہ آستانہ پایا

	ورد سحرگاہِ تست رقیۂ الیاس خضر	

مفلسِ درگاہِ تست خازنِ دریا و کاں

رقیہ بمعنی سحر و افسوں - ورد بمعنی وظیفہ - خلاصہ یہ ہے کہ صبح کے وقت تیرا وظیفہ الیاس و خضر کے واسطے افسون شفا ہے یعنی وہ وظیفہ کے سننے سے شفا پاتے ہیں اور تیری درگاہ کے مفلس دریا و کان کے خازن ہیں +

بحرِ عقولی نہ دُر شہرِ علومی نہ در
باغِ امانی نہ گل روحِ امینی نہ جاں

شہر علوم ذات سرور کائنات سے مراد ہے دروازہ ذاتِ علی سے مراد ہے بموجب اسکے انا مدینۃ العلم و علی بابہا - خلاصہ یہ ہے عقول کے واسطے تو دریا ہے کہ گوہر عقل تجھ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ تو خود گوہر ہے - بباعث صفات کاملہ کے تو مدینہ علم کا ہے نہ کہ دروازہ اور تو باغِ امان ہے نہ گل اور تو بباعث شرف ذاتی کے جبرئیل ہے نہ کہ جان +

تا ز خروشِ خروس بر سرِ طشتِ کبود
بیضۂ زر افگند زاغِ سیہ از دہاں
پایۂ تختِ تو باد بر سرِ مہ سرفراز
قبۂ چترِ تو باد بر سرِ خور سائباں

طشتِ کبود افلاک سے مراد ہے - بیضۂ زر آفتاب سے مراد ہے - زاغ سیاہ شب کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے جبتک سحر ہوتی رہے اور اسوقت مرغ شور کرتے ہیں اور انکی شور کی ہیبت سے زاغ آسمان پر اپنے دہن سے بیضہ گرادے یعنی قیامت تک تیرا تخت آسمان پر رہے اور اسکا پایہ سرماہ پر سر بلندی حاصل کرے اور اسکے چتر کی برجی فلک سے اونچی رہے اور خورشید کے سر پر اسکا سایہ رہے +

قصیدہ معشوقوں کی تعریف اور محمد شاہ تغلق کی مدح میں

تیر بہیں درگہ جولاں ز سپر تیغ کتاہا
اے زہے تیر کز و گوشہ نشین است کماں

تیر مراد عطارد سے۔ سپر اشارہ آفتاب کی طرف۔ خلاصہ مطلب یہ ہے چونکہ آفتاب و عطارد
میں تفاوت رہتا ہے اور قریب نہیں ہوتا ہے پس شاعر کہتا ہے اے مخاطب بسبب قرب خورشید
کے عطارد کو دوڑتا دیکھ اور مصرعہ ثانی میں تعجب سے بیان کرتا ہے کہ واہ واہ کیا تعجب ہے کہ
برج قوس یعنی کمان سے پوشیدہ ہے +

سہم آں تیر جہاں رفتہ کہ در قلعۂ باغ
شاخ زریں سپر آویختہ از نوکِ سناں

تیر چوتھے ماہ شمسی کا نام ہے۔ جب آفتاب برج سرطان میں رہتا ہے اس مہینے کے آخر میں خریف
ہوتی ہے۔ سپر زریں برگ زرد یا میوہائے پختہ کی طرف اشارہ ہے۔ سناں کانٹوں یا اصول
میوہ سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس تیر کا خوف جہان سے ایسا اُٹھ گیا ہے کہ قلعہ باغ میں
شاخ نے زریں سپر کو نوک سناں سے لٹکا رکھا ہے اور اُس شاخ کو کسیکا وسوسہ تشویش نہیں ہے

زاغ لولو بچہ صدرۂ سیمیں در بر
وز نوا کرد سراپردۂ زربفت خزاں

لولی زنِ فاحشہ کو کہتے ہیں پس لولی بچہ بمعنی حرامزادہ۔ صدرہ بمعنی سینہ پوش۔ نوا بمعنی سامان
اور خزاں کو سراپردۂ زربفت اسواسطے کہا کہ اُسمیں زرد زرد پتے اور میوے گرتے ہیں خلاصہ
یہ ہے کہ حرامزادہ کوے نے جو پشمینہ کی صدری پہنے ہوئے ہے سراپردۂ زربفت خزاں کو اپنی
ملکیت بنالی ہے اور اُسمیں نالہ و فغاں کرتا رہتا ہے +

در بر شاہدِ آبی ست شکر گوں مخمل
گوے گوئیست زرز در خم مشکیں چوگاں

مشکیں چوگاں شاخوں اور ٹہنیوں سے مراد ہے یعنی اے مخاطب۔ بہی کو ایسا کہنا چاہیے کہ
گیند خمیدگی چوگاں میں ہے +

سیب شکلِ زنخ یار و بمعنی لبِ یار
کز بروں لعل نمالیست و درون شہد فشاں

خلاصہ یہ ہے کہ سیب ظاہر میں تو معشوقوں کی زنخدان جیسا ہے اور حقیقت میں ازروے

لذت و ذائقہ کے شیرینی و لطافت لب یار کی مساوی ہے کیونکہ باہر سے سرخ ہے اور اندرون میں شیریں ہے +

شکل امرود دو عود است بہم رو یارو
جانب نا ے رواں بہر نوا ے دل وجاں

عود ایک ساز بربط کا نام ہے قسم ستار سے جسے نصف کدو سے تیار کرلے ہیں اور جب ہر دو نصف حصص کو مقابل رکھیں تو اسکی صورت مدور مخروطی امرود کی سی طیار ہو گی۔ رو یاروی یاے تحتانی سے بمعنی مقابل۔ نا ے بمعنی گلو۔ خلاصہ یہ ہے امرود کی صورت ایسی ہے گویا دو عود مقابل رکھے ہوئے ہیں اور گلو ے خورندگاں کی طرف رواں ہوکر انکے دل و جان کو نوشینہ دیتا ہے

نار بردار برآورد سرِ خوں آلود +
وانکہ بید ست کشید خنجر زریں زیباں

برگہاے بید کو خنجر زریں زرد ہونے کے باعث کہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ انار کی یہ کیفیت ہے کہ سر خون آلود کو دار پر کھینچتا ہے اور بید کی یہ صورت ہے کہ زریں تلوار کمر سے کھینچتا ہے

دیدۂ ابر دُر افشاں چو عقیق لبِ یار
ساعدِ باغ زر افشاں چو کفِ شاہِ جہاں

ابر کی در افشانی قطرات کے ترشح کے باعث سے ہے اور لب یار باعتبار سخنان شیرین جاں فزا کے یا خندۂ دنداں نما کے۔ شاخ کی زرافشانی بباعث برگ ریزی کے موسم خزاں ہیں۔ شاہ جہاں ممدوح سے مراد ہے معنی ظاہر +

مطلع معشوق کی تعریف میں

اے بتِ ماہ خد و مار خط و موے میاں
چند آخر بہ یکے موے کشی کوہِ گراں

موے مراد کمر سے ہے باعتبار باریکی کے کوہ گراں مراد سرین سے ہے یعنی شعر ظاہر +

ساتگی آں صنمے چادرِ گحلی در بر
چوں عروسانِ بصر دایۂ رومی بچگاں

سانگجی ایک سیاہ رنگ کے میوہ کو کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک سیاہ قسم کے انگور کو کہتے ہیں۔ چادر کحلی اُسی سانگجی کی طرف اشارہ ہے۔ مردم مردمک دیدہ سے مراد ہے۔ رومی بچگاں اُسی مردم چشم سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے وہ میوہ گویا ایک صنم ہے جو سیاہ رنگ کی چادر پہنے ہوئے ہے اور عروسوں کی طرح بچگان رومی کی پرورش کرتی ہے۔ اِس اعتبار سے کہ اُسکے تخم سرخ ہوتے ہیں۔ یہ شعر مطلع اول کا ہے +

شکن زلف ترا لالۂ تر بر شمشاد
لعل دُر پاش ترا پنجہ در آتش پنہاں

شکن بمعنی پیچ و تاب۔ لالۂ تر چہرۂ گلگوں سے مراد ہے۔ شمشاد اشارہ زلف کی طرف ہے۔ لعل کنایہ لب دُر پاش خندۂ دنداں نما یا کلام جاں فزا سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے تیری زلف پیچدار کی یہ صورت ہے گویا لالۂ تر شمشاد میں ہے اور تیرے لبہاے دُر پاش کے واسطے یہ کیفیت ہے کہ آتش میں ژالہ پوشیدہ رکھتا ہے +

شفق مے سوے پروین نرود تا نکند
یک مہ چاردہ با پنج ہلال نو قراں

شفق مے خود مے سے مراد ہے۔ پروین اشارہ دنداں کی طرف ہے۔ مہ چاردہ مراد جام سے ہے۔ پنج ہلال یا پنج اُنگلیوں سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

کشتی زر چو بدریاے نگوں غرق شود
جہد آں کن کہ نماید سوے لب جولاں

کشتی زر جام زریں سے مراد ہے۔ دریاے نگوں مرادمے سے ہے کیونکہ دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور نگوں بمعنی مقلوب پس مقلوب یم مے ہوا۔ غرق شود یعنی بھر جاے اور پر ہو جاوے۔ نماید کا فاعل کشتی زر ہے +

ہر کہ بادہ زخمستان الٰہی نوشد
درخورش ساغر خورشید چو کف شاہ جہاں

خمستان الٰہی محبت خدائی شرابخانہ سے مراد ہے۔ درخور بمعنی لائق۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ

ممدوح کو آفتاب کا پیالہ سزاوار ہے اسی طرح اُس شخص کے لئے جو شراب خانۂ محبت ایزد کا پیالہ نوش کرے آفتاب کا جام لایق ہے +

اے فریدون فروارش روش و سام حسام
آبتیں آب و مؤید و گرشاسپ تواں

روش بمعنی طرز و عادت کے یہاں چسپاں ہیں۔ سام رستم کے دادا کا نام ہے۔ گرشاسپ رستم کے آبار و اجداد میں ایک نامور پہلوان کا نام ہے۔ آبتیں فریدوں کے باپ کا نام ہے معنی شعر ظاہر +

چرخ زریں کلہ و سبز قبا با ہمہ جاہ
ہمچو نے پیش سر کلک تو بر بستہ میاں

زریں کلہ باعتبار آفتاب کے۔ سبز قبا مراد آسمان سے ہے۔ نے مراد نیشکر سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان باوجود ان مراتب کے تیری خدمت کے واسطے نیشکر کی طرح کمر بستہ رہتا ہے سر کلک سے مراد حکم و احکام و خدمت ہے +

نیست از سہم سر تیغ تو جز خط و شکر
کاغذی جامہ کسے بر سر بازار جہاں

کاغذی جامہ کے معنی اظہار عجز و بیچارگی اور اُس کاغذ سے بھی مراد ہے جسمیں قند و نبات وغیرہ لپیٹ کر رکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے تیرے خوف سے زمانہ میں کوئی تیرے خط کے سوا جامۂ کاغذیں نہیں پہنتا یعنی تیرے زمانہ میں کوئی فریادی نہیں ہے +

چوں کماں دیدہ کہ دلجوے عدو شد تیرت
ہر دم از خانہ بروں میکندش از پے آں

خلاصہ یہ ہے تیرے تیر نے تو از راہ لغوی معنی کے دشمن کی دلجوئی کی تھی لیکن کمان نے کج فہمی سے حقیقی معنی دلجوئی کے سمجھکر اُسکے اپنے خانہ سے نکالدیا۔ خوبی ظاہر +

قرص خور اتش از آں نیزہ کشندہ ہرگز
نرسد دشمن بے آب ترا دست بناں

نیزہ کشیدن خطوط شعاعی نکالنے سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب اپنی آگ کو بلند کی

اسواسطے لیگیا ہے تاکہ تیری دشمن کے نان ہاتھ نہ لگی اور آگ نصیب ہوئی ؎

برخلافِ تو اگر دشمنِ بے دیں دم زد
نیست گلدستۂ اقبال ترا ہیچ زیاں
کایمن است از شررِ نارِ مجوسی یاقوت
فارغ است از ضرر صرصرِ دی باغ جناں

مجوسی معنی آتش پرست ۔ یاقوت کا آتش پرستوں کی شر رآگ سے ایمن رہنا اس اعتبار سے ہے کہ پہلے جب کفار یاقوت کی پرستش کرتے تھے یاقوت بھی کفار کا شر آتش ہوتا تھا لیکن اب وہ بات نہیں ہے اسواسطے یاقوت امن میں ہے دی جاڑے کے ایک مہینے کا نام ہے جسکو ہندی میں ماگھ کہتے ہیں معنی شعر ظاہر ؎

گر بہ بیجادہ رسد عکس نگین تو شبے
درکشد خرمن مہ را ز رہِ کاہکشاں

بیجادہ ایک سرخ رنگ کا جوہر ہے جو کہربائی طرح کاہ کو کھینچ لیتا ہے خلاصہ یہ ہے تیرے نگینہ میں اسقدر جذب و کشش ممالک ہے کہ اگر اس نگینہ کا عکس کسی رات بیجادہ پر پڑجاوے تو بیجادہ میں قوت جاذبہ اسقدر بڑھ جاوے کہ بیجادہ ماہ کو راہ کہکشاں سے کھینچ لیوے ؎

ور تصاعد کندے گرد براقت سوے چرخ
چشمِ عقرب شودی معدنِ نور دبراں

ور معنی اگر کندی شودی میں یائے تمنی جو مضارع پر لگائی گئی ہے عقرب برج عقرب سے مراد ہے عقرب کی آنکھ نہیں ہوتی خلاصہ یہ ہے باوجودیکہ دبران کی تاثیر یہ ہے کہ نور بصارت کو کھودیتا ہے لیکن تیری گھوڑے کی گرد اگر بلندی آسمان پر جاوے اور دبران تک جاوے تو وہ ایسا صاحب نور ہوجاوے کہ عقرب کو جو کور مخص ہے معدن نور کردیوے ؎

زر گرہا ست دریں یک شبہ عقد گہرم
بہر پیرایۂ مدح تو ز خاتون بیاں

خلاصہ یہ ہے کہ مینے اپنے خاتون بیان سے جو یہ قصیدہ ایک شب میں کہا ہے آرایش مدح کے

واسطے بہت بڑی صنعت گری کی ہے ؛

تا بزین زر خورشید مزین باشد
سمہوۂ زردۂ پدرام زر اندودہ عناں

سمہوہ بشتہ اسپ کو کہتے ہیں پدرام معنی آراستہ مراد آسمان یا دن سے ہے زر اندودہ عناں - باعتبار خطوط شعاعی کے معنی شعر ظاہر ؛

تا بود زاغ درم دار حواصل مدقوق
چونکہ شاہین زر اندودہ و دور میزاں

زاغ مراد شب سے ہے درم دار مراد پر کو اکب حواصل ایک سفید رنگ کی جانور کا نام ہے کنایہ دن مدقوق مراد کمی سے ہے شاہین زر اندودہ مراد آفتاب سے ہے معنے شعر ظاہر خبر شعر آئندہ میں ظاہر ہوگی - جسکے معنی ظاہر ؛

باد از صرصر غم پیش تو بر بستر مرگ
خصم بے برگ تو چوں برگ رزاں در یرقاں

پیش تو یعنی تیری زندگی میں برگ رزاں یعنی برگ انگور یرقان ایک قسم کی بیماری کا نام جس میں تمام بدن نہایت زرد ہو جاتا ہے اور مہلک ہے معنی شعر ظاہر ؛

قصیدہ بدر اور لوگوں کا قلعہ دیوگیر میں آ در ممدوح کی جانب سے بیانیہ نمکیں

بسال دولت شہ بود غرۂ شعباں
کہ سوے مملکت دیوگیر شد فرماں

سال دولت شہ - ا ع ا ا د ا ب ج - کی حساب سے دولت شہ سات سو پینتالیس ہوئے یعنی ۷۴۵ھ میں خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح نے ۷۴۵ھ ہجری ماہ شعبان میں دیوگیر کیطرف اپنے بھائی کے پاس قاصد کے طور پر بھیجا - دیوگیر ایک شہر کا نام ہے جسے دولت آباد بھی کہتے ہیں ؛

تو دیوگیر مخوانش کہ دولت آباد است
کہ چار طاق در او ہست ہشت باب جناں

چار طاق ہندی میں اُسے راوٹی کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی راوٹی گویا جبنٹ کے آٹھ دروازہ ہیں ✤

حصارِ او زغلو آنچناں غلو دارد
کہ حلقہ درِ او راست آسمان سنداں

غلو دست بلند کرنے کو کہتے ہیں سنداں ٹنگہ آہنی ہتوڑا او اہرن جو دروازہ کے تختوں پر گلی کی طرف لگا دیتے ہیں تاکہ صاحب خانہ کو اگر کوئی خبردار کرے تو حلقہ زنجیر کو ٹنگہ آہنی پر کھڑکھڑا دے خلاصہ یہ ہے کہ دولت آباد کی دروازہ کا حلقہ اسقدر بلند ہے کہ اُسکے حلقہ کے واسطے آسمان سنداں ہو گیا ہے ✤

فضاے عرصۂ یک برج چار ارکانش
محیطِ نہ ربضِ ہفت سبز شادرواں

چار ارکان چار دیواری کو کہتے ہیں ربض بمعنی شہر پناہ نہ ربض نو آسمانوں سے مراد ہے شادرواں پردۂ بزرگ کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر ✤

غراب او کہ زچنگِ عقاب برد نوا
چو حلق نائے د عراقی رباب خوش الحاں

نائے عراقی ایک عمدہ نے و بانسلی کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جیساکہ نائے عراقی گلوی خوش آواز پر غلبہ لیجاتی ہے اسیطرح اُسکا زاغ آواز عقاب پر غلبہ لیگیا ہے ✤

چو ماہ رایتِ اقبال رزم ما کردہ
بہ تیرِ چرخ سرِ تیغ کوہاش قراں

خلاصہ یہ ہے اے بدر جیساکہ اُسکے علم اقبال کا ماہچہ لڑائی کے دن عطارد کے نزدیک پہنچا ہے اسیطرح اُس دولت آباد کی تیغ کوہ عطارد کے قریب پہنچ گئی ہے ✤

چو لعل دوست نباتِ زمین او عنبر
چو آب چشم حصاتِ قلاتِ او مرجاں

لعل مراد لب سے ہے دوست اشارہ معشوق کی طرف ہے نبات بمعنی روئیدگی حصات

بمعنی سنگریزہ قلاب بمعنی بیابان مرجان جیسے ہندی میں مونگا کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ معشوقوں کی زلف کی مانند اُس دولت آباد کی روئیدگی مانند عنبر کے خوشبودار ہے اور اشک خونی آب چشم عاشقاں کی مانند دولت آباد کی سنگریزے بجاے مرجان و مونگے کے ہیں +

	درآں جناب در آئید و رخ برآب ہنید چو خاک بر درِ داراے ملک قتلغ خاں	

آن کی ضمیر دولت آباد کی طرف پھرتی آئید و ہنید بدر کی طرف راجع ہے رخ برآب نہادن بمعنی آبرو حاصل کرنا۔ قتلغ خاں برادر محمد درح حاکم دیوگیر کا نام ہے۔ قتلغ ترکی میں مبارکباد و بلند و ہوشمند کو کہتے ہیں۔ دارا بمعنی دارندہ خلاصہ یہ ہے جیساکہ اُس دروازہ کی خاک کو عزت حاصل ہے تم بھی آستانہ قتلغ خاں کی خاک پر سجدہ کرو یعنی سر رکھو اور عزت و آبرو حاصل کرو +

	شہد شستہ زباں از میان تا گوئید کہ اے زگوہر لطفت لبِ شکر خنداں	

خلاصہ یہ ہے اے بدر ہمراہیوں سمیت نہایت ہی شیریں زبانی سے ہماری طرف سے کہدو کہ قتلغ خاں تیرے گوہر الفاظ سے لب شکر ازروے مقصدوری کے خنداں ہیں +

	فروغ آئینہ سینۂ مبارک تست شروق پرتو شمع معارفِ سبحاں	

یعنی پرتو شمع عرفان الٰہی کی روشنی کا بعینہ تیرے سینۂ آئینہ کی روشنی کے مساوی ہے +

	توئی خلاصۂ اہلِ قراضۂ ایجاد توئی نقاسۂ اہل عراضۂ انساں	

قراضہ بمعنی ریزۂ سیم وزر۔ قراضۂ ایجاد عالموں اور فاضلوں سے مراد ہے۔ عراضۂ انسان بھی فاضل سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تحفۂ علماء و فضلاء کا نتیجہ و خلاصہ تو ہی ہے +

	بیا و بر لب دریاے وصلِ خود مارا چو بحر پیش بہ لبہاے خشک تشنہ مماں	

یعنی ہم کو کنارہ دریاے وصل اپنے سے بحر کی مانند تشنہ نہ چھوڑ۔ اور ہماری طرف راغب ہو

ماندن بمعنی گزاشتن +

اگر تراست براوجِ جلالِ خود میلے
چو آفتاب بسوے شمال گرد رواں

گرد رواں یعنی روانہ ہو چونکہ شاہ جہاں آباد دولت آباد سے شمال کی طرف ہے اسواسطے کہتا ہے اے بھائی اگر تجھے ہماری درگاہ سے حصولِ مراتب کی خواہش ہے پس آفتاب کی طرح دہلی کی طرف جو بجانب شمال ہے روانہ ہو +

بیا و سرمہ صفت بر بیاضِ دیدہ بمال
سوادِ خلعتِ فرخندہٴ امامِ زماں

خلاصہ یہ ہے اے بھائی آ اور شاہ روم کے خلعت پہنانے سے ہماری چشم کو روشن کر +

بیا و چوں مژہ بر طرفِ بامِ چشم بنہ
بیاضِ آیتِ منشورِ والیٔ دوراں

یعنی جیسا کہ مژہ چشم پر ہیں اسی طرح شاہ روم کا فرمان پشتِ چشم پر رکھ۔ اس شعر میں گریز ممدوح کی طرف کرتا ہے +

بحقِ خلیفہٴ احمد امام ابو العباس
کہ آفتابِ زمین ست سایہٴ یزداں

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو العباس جو آفتاب زمین کو روشنی دینے والا اور ظل اللہ ہے خلیفہٴ برحق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے +

ز عدلِ اوست کہ بگیرد آہوے زریں
بہر سحر دُمِ سیمین گرگ را بدہاں

آہوے زریں مراد آفتاب سے ہے۔ سیمیں دم کی صفت ہے۔ گرگ مراد صبح کاذب سے ہے۔ دم سیمیں کنایہ خط طولانی جو صبح کاذب میں ہوتا ہے۔ او کی ضمیر خلیفہٴ عباسی کی طرف پھرتی ہے چونکہ آفتاب صبح کاذب کے بعد نکلتا ہے اسواسطے کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آہو نے جو دم پکڑ لی اور گرگ نے کچھ مزاحمت نہ کی یہ عین عدالت پر ممدوح کی دلالت کرتا ہے +

ز سہمِ خنجرِ او داں کہ تیر سوختہ دید

میانِ ہفت سپر آفتاب را لرزاں

او کی ضمیر خلیفۂ روم کی طرف پھرتی ہے۔ تیر عطارد سے مراد ہے۔ سوختہ صفت تیر کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عطارد جو نزدیکی آفتاب سے سوختہ ہو رہا ہے تیری ہی تلوار کے خوف کا سبب ہے

تو جہد ور ز بدرگاہ قاہرہ پیوند
ازیں سپس تو وما و بقائے جاوداں

خلاصہ یہ ہے کہ تو کوشش کرکے ہماری درگاہ میں غالب آجا اسکے بعد تو ہے اور میں ہوں اور بقائے ابدی ہمارے تمہارے واسطے لازم و مناسب ہے۔ اِس شعر میں ممدوح کی طرف سے قتلغ خاں کی طرف خطاب ہے +

چو ایں خطاب ز ما پیش خانِ فرو خوانی
بدست بوس دواتش چو خامہ سجدہ کناں

یعنی جب یہ خطاب ہماری طرف سے قتلغ خاں سے کہا تو جیسا کہ خامہ مصافحہ دوات کے واسطے سجدہ کناں جاتی ہے اسیطرح نہایت ادب سے تسلیم کرتی اور سر جھکاتی ہوئی جا کر ہماری طرف سے یہ پیغام کہدینا +

قمطرۂ شکر است اینکہ بدر جاجی گفت
سمیطۂ دُرر است اینکہ سُفت فخر زماں

قمطر بمعنی صندوق جس میں کتابیں رکھتے ہیں یا وہ ظرف جس میں شکر رکھتے ہیں۔ سمیطہ وہ رشتہ جس میں موتی پروتے ہیں۔ فخر زماں بدر جاجی کا لقب ہے معنی شعر ظاہر +

چو در نہوض شود موکبِ جلالت خاں
چو آفتاب منوّر بسایۂ یزداں +

نہوض کے معنی لشکر کا کوچ کرنا۔ آفتاب منور قتلغ خاں سے مراد ہے۔ سایۂ یزداں مراد بادشاہ سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

رکابدارِ قمر تیر چرخ ترکش دار
شرابدار خضر راہبر بہ چراغ زماں

رکابدار پیادہ جو سوار کا رہبر ہوئے اور اصطلاح میں جو رکاب پکڑ کر گھوڑے پر سوار کراوے قمر کو
بہ سبب سریع السیر کی رکابدار مقرر کیا تیر چرخ عطارد سے مراد ہے لفظ تیر کی اعتبار سے ترکش دار
کہا شراب ہر شے رقیق کو کہتے ہیں یہاں آب سے مراد ہے اسیواسطے خضر کو آبدار کہا چراغ زمان
جناب سرور کائنات سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

بنقد سعد شود مشتری او برجیس
بہ تیر رای اگر درکشد کمان گمان

خلاصہ یہ ہے اگر ممدوح اپنے فکر کو کمانِ گمان کیطرف کھینچی یعنی فکر کو امر ظنی کی طرف لیجاوے تو
ستارہ برجیس اُس امر ظنی کو یقینی سے بہتر سمجھے بلکہ اپنی نقدی سعادت سے اُسکا خریدار بنجاوے
باوجودیکہ وہ خود سعد اکبر و قاضی فلک ہے +

بگاہ حملۂ یکراں سوارش ار خواہد
زکام پیل بیکدست برکشد دنداں

یکراں سوار میں اضافت مقلوبی ہے یعنی سوار یکراں خلاصہ یہ ہے کہ اگر قتلغ خاں کے ہاں کا سوار
چاہے تو کام پیل میں سے ایک ہاتھ سے دانت باہر نکال ڈالے +

وگر پیادۂ او بر زمیں فشارد پاے
بپاے گاوِ زمیں چوں طبق فتد کوہاں

خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک پیادہ ایسا طاقتور ہے کہ اگر زمین پر اپنا قدم جما دے تو گاوِ زمیں کا کوہان
یعنی پشتہ جو گائے کی پشت پر ہوتا ہے پارہ پارہ ہوجاوے +

بہ نیزہ ایں کلہ مہ رباید از سر شب
بہ بیلک آں کمر کوہ برکند ز میاں

اشارہ آں کا سوار کیطرف اور ایں پیادہ کی طرف ہے بیلک تیر دو شاخہ کو کہتے ہیں کمر کوہ یعنی درمیان
کوہ معنی شعر ظاہر +

دراں حشم دو مسیحاے موسوی سخنند
ہمہ بعمر و بدولت چو بخت شاہ جہاں

دو مسیحائی موسوی سخن دو حکیموں کی طرف اشارہ ہے کہ سخنور و شاعر بھی تھے یعنی وہ دونوں

مسیحائی سوسوی سخن عمر و دولت میں نصیب وہ دولت محمد شاہ کی مانند جوان ہیں +

خدایگانِ سلاطین محمّدِ تغلق
کہ آفتاب و سحاب است در بیان و بناں

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ آفتاب ظلمت کو دور کرتا ہے اسیطرح وہ ممدوح اپنی تقریر روشن سے تاریکی مضمون کو دفع کرتا ہے اور اُسکی اُنگلیاں ابر کیطرح گہرریزی کرتے ہیں +

ہمائے چترِ ورا سایہ بر سرِ خورشید
لوائے قدرِ ورا سایہ بر سرِ کیواں

کیواں زحل ستارہ کو کہتے ہیں جو ساتویں آسمان پر ہے - خلاصہ یہ ہے اُسکے مرتبے کا نیزہ عرش سے اونچا چڑھ گیا ہے - کہ اُسکا سایہ فلک ہفتم پر پڑا ہے اور اُسکے ہمائے چتر کا سایہ سر آفتاب پر واقع ہوتا ہے +

ہمیشہ تا کہ الف راست عین گوشۂ دال
ہمیشہ تا کہ ضیا کاست چشم را دبراں

اہل نجوم کے نزدیک برجوں کی علامتیں حروف ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎ با ز جوزا و جیم از سرطان + از اسد دال گیر سنبلہا + داؤ میزاں بہادہ عقرب را + قوس حا طا نشان جدی را + دلو با کاف را بما ہے داد - یہاں الف مراد برج ثور سے ہے - اور عین اشارہ آفتاب کی طرف ہے گوشۂ دال مراد لام سے ہے جسکے تیس عدد ہوتے ہیں - اور دبران منزل ماہ کا نام ہے اور یہ منزل پانچ ستاروں سے مرکب ہے - خلاصہ یہ ہے جبتک برج ثور کے واسطے آفتاب تیس روز تک سکونت رکھتا ہے یعنی قیامت تک + خبر شعر آئندہ میں ظاہر +

قصیدہ طلوع آفتاب کے بیان اور شب کے تمام ہونے اور مدح ممدوح میں

مگر باز از دہانِ صبح جامِ زر پدید آمد
کہ مرغِ بادہ را چو کبک شد منقارِ خوں افشاں

خلاصہ یہ ہے چونکہ میں نے صراحی کو منقار کبک کی طرح خوں افشاں دیکھا میں نے جانا شاید

دوبارہ آفتاب طلوع ہوا اور شراب نوشی شروع ہوگئی +

	نسیج یک شبہ را برد رونق شعر سیمابی کہ نارد نقش بند روح تاب رنگ زرکان	

نسیج جامۂ ریشمی کو کہتے ہیں - نسیج یک شبہ روشنی قمر سے مراد ہے - شعر سیمابی سایۂ آفتاب کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب نے چاند کی رونق کھودی کیونکہ چاند کو آفتاب کے سامنے تاب و طاقت نہیں ہے +

	مگر با مشتری میکرد سودا جوہری شب کہ زہرہ آں درست زر پدید آورد در میزاں	

سودا بمعنی خرید و فروخت - شب کو جوہری باعتبار کواکب کے مقرر کیا - درستِ زر آفتاب سے مراد ہے - زہرہ صاحب خانۂ میزان جو آفتاب کے قریب رہتا ہے - خلاصہ یہ ہے شب کا جوہری مشتری سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا زہرہ نے جب یہ معاملہ دیکھا اپنی اشرفی کو ملاحظہ مشتری کے واسطے برج میزان میں ظاہر کیا کہ اے مشتری میرے پاس بھی زر خالص ہے

	نہاں شد مشتری از بیتِ و سودا از میاں برخاست فرو بستند نقادانِ علوی را درِ دکاں	

یعنی جسوقت زہرہ نے آفتاب کی اشرفی برج میزان میں مشتری کو ظاہر دکھا دی پس مشتری دکانداروں کے اِس معاملۂ دغابازی کو دیکھکر شب کے سامنے سے پوشیدہ ہوگیا اور خرید و فروخت بھی درمیان میں سے جاتی رہی پس یہ حال دیکھکر اور دکانداروں نے بھی کانیں بند کرلیں اور بھاگ گئے +

	تو گر نقدِ رواں خواہی دلم قلبست باز آرش کہ از سودائے زلف تست ایں صفرائے دل یکاں	

خلاصہ یہ ہے اے معشوق ہم سے پہلے تو میرے دلکو لیگیا - اور اب تو اُسے کھوٹا جانتا ہے اور نقد رواں چاہتا ہے تو میرے کھوٹے کو واپس کردے کیونکہ دل کی زردرنگی جسے تو سونا سمجھکر لیگیا تھا تیری زلف کے ہی عشق سے زرد رنگ ہوگیا ہے +

	ندارم وجہ زر جز اشک و نقد عین تا ایست مراں چوں اشکم از روئے و بوصل ایں نقد را بستاں	

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق تو مجھکو اس خیال سے جو اپنے پاس سے دور کئے دیتا ہے کہ یہ بھی کہیں سے نقدی خالص لادیگا اور میرا حال یہ ہے کہ اشکوں کے سوا میرا کوئی روزینہ نہیں یہی خالص نقدی ہے پس تو مجھ سے اپنی عیوض یہی لیلے اور اشکوں کی طرح مجھے اپنی نظروں سے نہ گرا

	مرا بر ساحل دریا ز موج خون دل گشتہ مژہ چوں شاخ مرجانی کز و بر زرد قند مرجاں	

یعنی میرا حال یہ ہے کہ دریائے چشم کے کنارہ پر بباعث کثرت اشک خونی کی پلکیں شاخ مرجان کی مانند ہوگئی ہیں جن سے میرے زرد رخسارہ پر قطرات مرجان یعنی اشک خونی گرتے ہیں +

	ترا بر پستہ گویا تباتے رستہ از شکر کہ با شورا بہائی دلہا را کند بریاں	

پستہ دہن سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرے دہن پر لبوں سے ایسا خط نکلا ہے کہ عاشقوں کے دلوں کو اب شور اشک سے بریاں کرتا ہے یعنی تیرے خط کی خوبی کو عاشقوں نے ترقی حسن سمجھکر دل کو جلایا اور آنسو بہائے +

	دو حاجب روز و شب پیوستہ در تا بند از غرت کہ دایم خوابگہ سازند در محرابگہ ستاں	

حاجب ابروان و محرابہا مراد ابروان سے ہے کیونکہ باعتبار خمیدگی کے محراب کی صورت ہیں مستان مراد چشمان سے ہے خلاصہ یہ ہے چونکہ محراب اولیاء اللہ کی جگہ ہے نہ کہ مستوں کی اسیواسطے ہر دو حاجب مستوں کو محراب میں دیکھکر پیچ و تاب میں ہیں +

	چو ہم بالائے ترک روز شد بعد سیاہ شب فزونی سوے جعد آید چو در بالا فتد نقصاں	

یعنی اب دن رات برابر ہوگئے ہیں آیندہ جب روز کم ہوجاویگا شب دراز ہوجاوے گی +

	زمہ میزان عدل شاہ انجم راستی میجست کمی در جانب چیں شد فزونی سوے ہندوستاں	

شاہ انجم آفتاب سے مراد ہے میزان عدل برج میزان کی طرف اشارہ ہے جب آفتاب برج

میزان میں جاتا ہے تو دن رات برابر ہو جاتے ہیں چین مراد دن سے ہے ہندوستان اشارہ
شب کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے آفتاب کے برج میزان میں جانے سے اعتدال یہی چاہتا تھا
کہ دن کم اور رات برابر ہو جاوے +

درآں روزیکہ از گردِ سپہ ابر سیاہ جوشد
ز برق تیغہا گردد ہوارا تیر با باراں +

خلاصہ یہ ہے جسدن ہمارا ممدوح لشکر انگیزی سے گرد سیاہ اُٹھائی تیغہائے برق کے سبب سے
...ہوا کے واسطے باران تیر ظاہر ہو جاوے یعنے اسقدر تیغزنی آسمان میں ہو کہ مشابہ
باران تیر کے ہو جاوے +

ز رعد کوس در ساز د بنائے خصم چنگ مرگ
لباں برق در تاز د کمیتِ شاہ در میداں

رعد بالفتح ابر کی آواز کو کہتے ہیں اور اُس فرشتہ کی بھی آواز کو کہتے ہیں جو ابر باری کا
مالک ہے چنگ معنی دست خلاصہ یہ ہے کہ اُس میں بہ باعث آواز رعد کے جنگل موت گلوئ
دشمن سے موافقت کرے یعنے اسکی گلی کو بیچ ڈالے اور جیساکہ برق میدان فلک میں کودتی
ہے اسیطرح ممدوح کا گھوڑا میدان میں کودتا ہے +

قمر بر قبضۂ قوسش نگارد صورتِ ورقہ
عطارد در سرِ تیرش سپارد زہر در پیکاں

ورقہ معنی سپر خلاصہ یہ ہے کہ چاند اُسدن ڈر کے مارے کمان ممدوح کے قبضہ پر سپر
کی صورت بناتا ہے تاکہ ممدوح کی حفاظت ہو جاوے اور عطارد جو منحوس فلک ہے اُسکے
تیر کو زہر آگیں کرنیکے واسطے نحوست کا زہر سر تیر پر دشمن کے واسطے لاتا ہے +

کند ناہید پیرایہ ز خود ور ع شہ پیدا
شود خورشید چوں بز یر چتر مشہ پنہاں

یعنی باوجودیکہ زہرہ مطرب فلک ہے اُسدن وہ بھی مردانگی پیدا کرے اور چاہئیے کہ ممدوح
کی خود و زرہ سے اپنی آرائش کرے اور ممدوح کی حمایت کے واسطے مسلح ہو جاوے اور بادشاہ

بادشاہ کی چتر اسقدر بلند ہو جاوے کہ آفتاب سایہ کی طرح اسکے نیچے پوشیدہ ہو جاوے یا یہ کہ زہرہ ممدوح کے خود و زرہ سے اپنی پناہ لیوے +

بیک حملہ چناں سہم افتد اندر نہ فضای چرخ
کہ بگریزند از تیرش دو عالم سوے چار ارکاں

افتد بمعنی پیدا ہوئی چار ارکاں مراد اربعہ عناصر سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی حملہ ہیبت ناک سے آسمانوں کو پناہ کی جگہہ بجز اربع عناصر کے کوئی نہیں ملتی یعنی مارے ممدوح کے خوف کے اربع عناصر یعنے خاک باد آب آتش میں ہی چلے جانا مناسب سمجھتے ہیں کوئی خوف سے پانی میں ڈوبتا ہے کوئی آگ میں جلتا ہے کوئی زندہ قبر میں ہی گھستا ہے +

ورا با چار ماہِ نو بزیرِ رانِ یک گردوں
ورا در حفظ دہ ماہی بحرِ کف یک ثعباں

را بمعنی برائے چار ماہِ نو نعل اسپ سے مراد ہے - گردوں مراد اسپ قوی جثہ سے ہے - دہ ماہی دس انگلیوں سے مراد ہے - ثعباں بمعنی اژدہا اشارہ تلوار یا نیزہ کی طرف ہے معنی شعر ظاہر +

برائے نصرتش انجم ملائک وار با مردم
بہ پیشِ حاجباں صفہا کشیدہ راست چوں مژگاں

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ فرشتے ممدوح کی مددگاری کے واسطے مستعد ہیں ایسا ہی انجم ممدوح کے ملازمان و سپاہیان کے آگے دربان و نقیب کی مانند ٹھیک ٹھیک صفیں باندھے ہوئے ہیں +

زہے دادہ جہاں را داد گرز گاؤ سار تو
کہ پشتِ شیرِ خونی گشتہ از بارِ چرا ناداں

داد جہاں دادن کارنمایاں کرنا - گاؤسار بمعنی گاؤچہر جو فریدوں کا گرز تھا - بارِ چرا بمعنی گٹھا گھاس خلاصہ یہ ہے ممدوح نے عجب زمانہ کا انصاف کیا کہ ظالم کو مطیع و فرمانبردار کیا اسی باعث سے شیر کی پشت حیوانات کا بارِ چرا اٹھانے کے واسطے خمیدہ ہو گئی - ناوداں بنون و واو بمعنی خمیدہ

زسہم پنجۂ شیرِ علم در بیشۂ رزمت
فتد شیرِ فلک بر خاک ہمچو شیرِ شادرواں

شیرعلم صورت شیر کی جو جامۂ علم پر قائم کرتے ہیں - شیر فلک برج اسد سے مراد ہے - شیر شادروا جو سراپردہ پر شیر کی صورت منقش ہوتی ہے معنی شعر ظاہر +

فلک پیل سیاہت کنود ابنانِ پُرخاک است
کہ افگندست بر چرخش ببازی از سرِ دنداں

انبان بکری کی کھال کو کہتے ہیں جو درویش لوگ کمر پر باندھکر ذخیرہ رکھتے ہیں - یہاں اُس کھال سے مراد ہے جو پیل وغیرہ کو شکار سکھانے کے واسطے خاک وغیرہ سے بھر کر ہاتھی کے پیروں میں ڈالدیتے ہیں اور وہ اپنے پیروں میں ملتا ہے اور سر پر ڈالتا ہے - انبان فلک کا خاک سے پُر ہونا ظاہر ہے - چرخ ثانی بمعنی گردشِ دوراں - خلاصہ یہ ہے تیرے پیل کے واسطے فلک بجاسے ایک انبان پرخاک کے ہے - اور وہ پیل ازراہ لہوُ بازی کے اُسکو اُوپر اور دوران میں ڈال لیتا ہے +

الا تا بر سرِ چوگانِ مشکیں گوے سیمین ست
کہ چاہے درمیاں دارد بزیر چشمۂ حیواں

الا کلمہ تنبیہ کا ہے - چوگانِ مشکیں زلف سے مراد ہے - گوے سیمیں زنخدان سے مراد ہے - بہ وجاہ چاہِ زنخدان سے مراد ہے - چشمۂ حیواں دہن یا لب سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے اسے مخاطب خبردار ہو جبتک سرِ زلف کے سر پر رُخ کی سیمیں گیند ہے اور اُس گیند میں ایک چاہ موجود ہے - خبر شعر آئندہ میں نکلتی ہے جسکے معنی ظاہر ہیں +

قصیدہ بہار کی تعریف محمد شاہ کی مدح اور معشوق کی توصیف میں

رواں شد باز دلوِ زر زچاہِ زہرہ در میزاں
کہ با کافور گرم از وزنِ مشک سرد شد یکساں

دلوِ زر آفتاب سے مراد ہے - چاہِ زہرہ برج سنبلہ کی طرف اشارہ ہے کافور گرم کنایہ روز - مشک سرد مراد شب سے ہے بباعث سردی شب کے سرد کہا جب آفتاب برج سنبلہ سے میزان میں جاتا ہے تو دن اور رات برابر ہو جاتے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب برج سنبلہ سے میزان میں

چلا گیا کیونکہ دن اور رات برابر ہو گئے +

سپر خنجر زناں چوں تیر بیروں شد ز کیش تیر
کہ اینجا بے سپر ہرگز نباشد تیر را جولاں

سپر مراد آفتاب سے ہے - خنجر زن خطوط شعاعی کے اعتبار سے کہا - چوں تیر یعنی بہت جلد
کیش بمعنی ترکش - تیر بمعنی عطارد - خلاصہ یہ ہے جب آفتاب کی سپر خنجر زن نے دیکھا کہ دنیا میں
بے سپر ہرگز جولانی نہیں ہوتی پس اس نے بھی جانا کہ اگر سپر میری ذات میں سے آ جائیگی
تو میں تیر بے جولاں رہجاؤنگا پس اُس سپر نے دور اندیشی کے خیال سے تیر کی مانند سنبلہ سے
روگردانی کی - دوم یہ کہ اہل دنیا کا دستور ہے کہ تیر بے پر کو کمان میں نہیں کھینچتے - پس شاعر کہتا ہے
کہ آفتاب بمنزلہ تیر کے باعتبار خطوط شعاعی کے تھا اور تیر بغیر سپر کے ترکش میں رکھنے کے قابل
اور جولاں دہی کے لائق نہیں ہوتا اسی سبب کیش سے دوڑ گیا کیونکہ اپنی ذات میں رہنے
کی لیاقت نہ دیکھی اور بعض کے نزدیک تینوں لفظ تیر کے معنی عطارد کے ہیں اور مصرعہ ثانی
میں بجائے لفظ سپر کے سپہر پڑھنا چاہئے اور ہر دو سپہر آفتاب سے مراد لیتے ہیں وہ عطارد کا ستوہ
ہے کہ ہمیشہ آگے یا پیچھے غرض آفتاب کے قریب رہتا ہے - پس ظاہر ہے کہ اُس زمانہ
میں عطارد کی سنبلہ سے نکلکر آفتاب سے آگے چلا گیا ہوگا اسیواسطے شاعر کہتا ہے کہ آفتاب
تیر یعنی عطارد کی مانند سنبلہ سے تجاوز کر گیا کیونکہ اس صورت میں عطارد کو بغیر آفتاب کے
اتفاق رفتار کا نہیں ہوتا - بلکہ دونوں ایک دوسرے کی ہمراہی میں جولاں کرتے ہیں +

ز وصل خود بفصل تیر ماہاں نو بہاری دہ
کہ چوں گل سینہ ام جیب و چو بلبل میکنم افغاں

تیر سالہائے شمسی میں سے چوتھے مہینے کا نام ہے وہ مدت آفتاب کی برج سرطان میں رہنے کی
ہے اور یہ موسم خزاں اور زمستاں کا ہے - خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق زمستاں کا زمانہ ہو گیا
خزاں کا ہے اپنے وصال سے نو بہار کر دے کس واسطے کہ تیری جدائی کے زمانہ میں گل کی طرح
جیب دریدہ ہوں اور بلبل کی طرح فغاں کر چکا ہوں +

فروغ لالہ خود داد باغ صبح را تابے

تو لالہ از پیالہ خور زبستان واد خود بستاں

لالہ خور میں اضافت تشبیہی۔ ابی و تابی بمعنی رونق مصرعہ ثانی میں لالہ بمعنی شراب سرخ۔ بستاں امر ہے خلاصہ یہ ہے کہ صبح کے وقت آفتاب نکل آیا تو بھی شراب پی اور سیر باغ سے مطلب حاصل کر +

مے کز صفوت دُردش ہلال عید را بینی
در ایام کلوخ انداز یعنی آخر شعباں

صفوت بمعنی خالص و برگزیدہ۔ ہلال عید مصرعہ ثانی سے متعلق ہے۔ کلوخ انداز سیر و گشت شرابخواری و عیش و عشرت جو ماہ شعبان میں کرتے ہیں یعنی اے مطلوب ایسی شراب پی کہ ماہ شعبان کے آخر ایام میں اسکی درد میں تو ماہ عید کا ہلال دیکھ لے۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ ہلال کے دیکھنے کی خوشی ماہ شعبان میں حاصل ہوتی ہے اُسی طرح اس شراب کی درد میں عشرت ہے بس ظاہر ہے کہ جس شراب کا دُرد ایسا ہو وہ خود کیسی ہوگی +

اگرچہ رومی خنداں در آزار دق ست اینا مم
گرفتار ورم گشت ست اینک زنگی گریاں

یعنی اس زمانہ میں اگرچہ دن کم ہوگیا ہے لیکن زنگی گریاں یعنی شب بڑھ گئی ہے +

بنزد صبح خورشید است جمشید دیار چیں
بنزد اختراں ماہست شاہنشاہ ہندستاں

یعنی آفتاب کو صبح جمشید اے شاہ چین جانتی ہے اور چاند کو ستارے ہندوستان کا بادشاہ سمجھتے ہیں دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ممدوح کو جو بادشاہ چین و ہندوستان کا ہے ستارے اور صبح چاند و آفتاب خیال کرلے ہیں +

دریں ششماہہ چو صبح اے شہ دہل بر بام دل بزن
کہ ہندوستاں در افزون ست چیں افتاد در نقصاں

ششماہہ اُن ایام کی طرف اشارہ ہے جن میں دن کم ہوجاتا ہے اور رات بڑھ جاتی ہے دہل بر بام زدن نہایت عیش و عشرت کرنا اور بمعنی ظاہر کرنا۔ ہندوستان مراد شب سے ہے

اور چین کنایہ ان - خلاصہ یہ ہے اے ممدوح ان چھ مہینوں میں عیش و عشرت بر ملا کرنا چاہیئے +

نہ بیند کس زگردِ ظلم گرد خاک یک ذرہ
زتیغ آفتابِ ملک یعنے سایۂ یزداں

خلاصہ یہ ہے کہ بسبب تلوارِ انصاف ممدوح کے گرد ظلم کی کوئی نہیں دیکھتا +

شدہ بے لعلِ تو ہر دم چو شکر شاخ شاخ از غم
دلِ بریاں کہ من دارم چو پستہ بالبِ خنداں

شاخ شاخ بمعنی پارہ پارہ - شکر مراد شاخ نبات سے ہے اور وہ مصری کو برتن میں ڈالکر اسمیں تاگے و رشتے لٹکا دیتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ میں ظاہر البتہ کی مانند لب خنداں رکھتا ہوں لیکن حقیقت میں میرا دلِ بریاں شکر کی مانند پارہ پارہ ہے +

چو شد دل بستۂ مہرت مکش دشنہ تشنہ
چو ناوک درجگر دارو مکن ترکش مکن قرباں

خلاصہ یہ ہے جب میرا دل تیری محبت میں بستہ ہو گیا ہے تو اُس دل کے قتل کے لئے در آنحالیکہ وہ آبِ زلال وصل کا تشنہ ہے تلوار نہ کھینچ اور چونکہ وہ دل تیرے غمزے کا تیر دل میں رکھتا ہے پس تو اُسے ذبح نکر اور چھوڑ نہیں +

تو شاہِ جملہ خوبانی و شاہم بہر چیم زلفت
برآں خورشید میتابد چو ماہِ رایت سلطاں

خلاصہ یہ ہے اے معشوق تو معشوقوں کا بادشاہ ہے اور چونکہ بادشاہوں کے واسطے پرچم و ماہ رایت ضروری ہے پس جیسا کہ بادشاہ کا ماہ رایت پرچم میں چمکتا ہے ایسا ہی تیری زلف کے پرچم خورشید چہرہ پر دمکتا ہے +

یگانہ شہسوار ہفت میدانِ زمیں شاہی
کہ گردِ خاک بدگویش سزد برگشتہ چوں چوگاں

ہفت میدان زمیں ہفت اقلیم یا ہفت طبق زمین سے مراد ہے - گرد بمعنی کنا... خاک ... کرۂ زمین سے ہے برگشتگی چوگاں باعتبار خمیدگی چوگاں کے کہا - بدگو بمعنی دشمن - خلاصہ ...

جیسا کہ چوگان برگشتہ ہے ایسا ہی بادشاہ کا دشمن زمین کے گرد حیران و پریشان و سرگردان ہے

نبی نام و نبی مسند ملک قدر و فلک رفعت
خضر علم و سکندر سد و عمر عدل و علی احساں

ممدوح کا نام محمد ہے اسواسطے نبی نام کہا۔ نبی مسند اسواسطے کہا کہ ممدوح ہر ایک کام میں اپنا تکیہ گاہ قرآن پر رکھتا ہے۔ عمر عدل یعنی انصاف میں عمرؓ جیسا ہے اور احسان میں علیؓ کی برابر ہے

بدہ نوعش مساحت کردنہ گردوں حصارت را
یکے خشتش فزوں آمد زسہ بعد و چہار ارکاں

بدہ نوع یعنی دس طرح سے سہ بُعد طول و عرض و عمق سے مراد ہے۔ چہار ارکان اربعہ عناصر کی طرف اشارہ ہے یعنی ایک اینٹ قلعہ کی بباعث کلانی و جسامت کے سہ بُعد و چار ارکان یعنی تمام جہان میں نہ سما سکے +

زکوۃ حلم تو برخور اگر افتد ذرہ سایہ
ز دور قسری و طبعی نگردد بیش سرگرداں

دور یعنی گردش کواکب کی دو حرکتیں ہیں قسری و طبعی قسری اُس حرکت کو کہتے ہیں جو اوروں کے ذریعہ سے ہو۔ طبعی جو خود اپنے ہی وسیلہ سے ہو خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرا کوہ حلم ایسا سنگین ہے کہ اگر خورشید پر اُسکا سایہ پڑجاوے تو اپنی دونوں حرکتوں سے رہجاوے !

بدوران تو افزونی بجوید بیش ماہِ نو
در ایامِ تو شب دزدی نیارد کرد تابستاں

شب دزدی یعنی شب مراد کمی شب سے ہے اور کرد جوید کا فاعل ماہ نو اور نیارد کرد کا فاعل تابستان ہے یعنی جو چیز کمی رکھتی تھی وہ بیشی اختیار کرتی ہے چنانچہ ماہ نو تیری زمانۂ عدل میں بدر ہوگیا خلاصہ یہ ہے کہ تیرے زمانۂ انصاف میں جن اشیا کو کمی لازم تھی وہ بھی برابر و معتدل ہیں۔ چونکہ موسم تابستاں میں شب کی کمی ہوتی ہے اسواسطے دزدی کی نسبت موسم گرما سے کہا اگر ممدوح کے زمانۂ انصاف میں موسم گرما میں بھی شب کو کمی نہیں ہوتی +

سر کلک دبیرت را چو کاغذ از کتب آرند

قصب بافی کند ہر شب قمر در خدمت کتانش

خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرے منشی کی قلم کے واسطے کاغذ فرمانوں کی تحریر کے لئے جنہوں نے ستانے اور نابود کرنے ظالموں کے اور مظلوموں کے داد کے لئے لکھا جاوے قمر یہ خبر سنتے ہی سراسیمہ و ہراساں ہو کر تدارک نقصان سابق کے واسطے قصب بافی شروع کر دی +

وگر آں ماہی زرّیں کشد بحرِ کفت در بر
رواں بر روے برفِ خشک ابر تر شود باراں

ماہی زرّیں قلم سے مراد ہے ۔ بحرِ کف دست ممدوح سے مراد ہے ۔ برف خشک کاغذ کی طرف استارہ ہے ۔ ابر تر کنایہ سیاہی ۔ رواں بمعنی جلد معنی شعر ظاہر +

اگر دشمن کشد گردن بخنجر خنجرش بر زن
کہ از گردنکشی گشتست بربط آنچناں نالاں

گردن کشی بمعنی تکبر و غرور کرنا خلاصہ یہ ہے کہ بربط کو سرکشی کی ہے باعث فغاں و نالہ حاصل ہوا ہے پس اے ممدوح اگر تیرا دشمن تجھ سے سرکشی کرے تو اسکی گردن سر سے جدا کر دے اور بربط کا نالہ باعتبار قلقل کے اور بربط مراد صراحی سے ہے ۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بربط گردن کشی سے ایسا فغاں کر رہا ہے پس تیرا دشمن اگر سرکشی و تکبر کرے تو اسکو مار ڈال اور اسکی گردن دھڑ سے الگ کر

ز رفعِ قدرِ تو حاسد چناں افتاد در پستی
کہ عیسیٰ خواند قاروں را فراز خویش آں ناداں

خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبہ کی بلندی کے سبب تیرا دشمن ایسا پستی میں پڑا کہ قارون کو اپنے سر سے چوتھے آسمان کی بلندی کی مقدار پر سمجھنے لگا +

ز نعلِ بادپاے تست بر گاوِ زمیں بارے
کہ افتاد از فشارش چوں طبق در پاے او کوہاں

خلاصہ یہ ہے تیرے گھوڑے کے نعل سے گاو زمیں پر اسقدر بوجھ پڑا کہ اسکا کوہان یعنی بلندی پشت کا پشتہ طبق کی طرح اسکے پاؤں میں آپڑا ۔ طبق ایک قسم کا ورم ہوتا ہے جو چارپایوں کے پیروں میں ہو جاتا ہے ۔ فشردن یہاں دبوچنے اور زور ڈالنے کے معنی میں ہے +

	ہمیشہ بود در زیج شاہی معتبر ایں رسم کہ باشد خمسہ مسروقہ در سلخ مہ آباں	

زیج زیک وہ کتاب نجومیوں کی ہے جس میں احوال حرکت افلاک و کواکب کا لکھتے ہیں۔ نجومی پانچ روز ماہ اسفندیار میں زیادہ کر کے تین سو پینسٹھ دن کا سال مقرر کرتے ہیں اُن ایام کو مسروقہ کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ خمسۂ مسروقہ تاریخ ماہ اگھن میں زیج شاہی کے درمیان قیامت تک رہیگا خبر آئندہ شعر میں نکلیگی +

	مہ تاباں رایت باد دایم چوں مہ رایت کہ گرد خسف ننشیند بر واز جنبش دوراں	

یعنی اے ممدوح قیامت تک تیری عقل کا ماہ روشن ہمیشہ ماہچۂ علم کی طرح روشن رہے اور گردش فلکی سے خسوف کے گرد اُسپر نہ جمے۔ خلاصہ یہ ہے تیرے علم و عقل کی روشنی میں گردش آسمانی سے کبھی کمی واقع نہو +

قصیدہ صبح کی تعریف اور معشوق کی توصیف اور ممدوح کی مدح میں

	نیزہ کشید آتشیں رومیِ زریں نقاب کرد بیکدم زدن جیشِ جبش را خراب	

رومی زریں دن سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب نے اپنے خطوط شعاعی ظاہر کئے اور ایک دم میں تمام لشکر شب کو ویران کر دیا یعنی صبح ہو گئی +

	از علم آفتاب قبۂ ماہ اوفتاد پرچم شب را کشاد از سرِ نیزہ شہاب	

کشاد کا فاعل شہاب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے چاند غروب ہو گیا اور شہاب نے بھی اپنے سر نیزہ سے پرچم شب یعنی خود شب کو معدوم کر دیا یعنی رات جاتی رہی +

	کبک خرامانِ من رقص زناں چوں عروس مرغ صراحی بچنگ در تہ دامن رباب	

چُنگ بمعنی چُنگل۔ رباب ایک مشہور ساز کا نام ہے جسپر پوست آہو لگا ہوا ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے

کہ میرا کبک رفتار جو عروس کی مانند ہے ناچتا ہوا اُس حالت میں کہ مرغ صراحی اُسکے ہاتھ میں تھا اور ساز رباب تر دامن تھا میرے پاس آیا +

گفتمش اے جانِ جاں از مِن بیدل چناں
پیش چو زلفین خود روے زمن بر متاب

خلاصہ یہ ہے میں نے اُس سے کہا کہ اے جانِ جاں اب آئندہ کے لئے مجھ عاشق سے اپنی زلفوں کی طرح پیچ و تاب نہ کھا اور روگردانی نہ کر +

بر لبِ ما لب بنہ جامِ صفت دمبدم
بر رخ ما رو بنہ طُرّہ صفت تاب تاب

خلاصہ یہ ہے اے معشوق جیسا کہ جام مے نوشی کے وقت لب پر لب رکھتا ہے تو بھی ہمارے لب پر لب رکھ یعنی وصل کی حالت پیدا کر اور طرّہ کی مانند ہمارے رخ پر رخ رکھ جب کہ طرہ پیچ در پیچ و آراستہ ہو +

چہرہ کشا اے صور نقش لبت تا نہ بست
بر رخ پروین کہ دید از دو مہ نو حجاب

خلاصہ یہ ہے جبتک اللہ تعالیٰ نے تیرے لب پیدا نکئے تھے کسی نے پروین پر دو ہلال کا حجاب نہ دیکھا تھا

عیسےٰ عرش آشیاں موسےٰ طور آستاں
آدمِ مجلس جناں خضر سکندر جناب

یعنی وہ بادشاہ باعتبار کرامت کے اور بنظر معجزات کے عیسےٰ ہے اور علو مراتب کے اعتبار سے عرش آشیاں ہے اور چونکہ اُسکا آستانہ طور ہے اِس اعتبار سے موسےٰ ہے اور وہ ممدوح آدم ہے کہ جسکی مجلس جناں یعنی جنت ہے اور باعتبار معجزہ اور عمر ابدی کے خضر ہے اور اُسکا آستانہ سکندر کا سا ہے +

اے کفِ لک بخشِ تو قلزم و دجلہ حباب
گرد سمِ رخشِ تو آب بقا در سراب

آبِ بقا آبِ حیات کو کہتے ہیں۔ سراب ریگ کو کہتے ہیں جو دور سے پانی کی صورت دکھائی دیے

خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرا ہاتھ بہت بخشش کرنیوالا مثل قلزم کے ہے کہ دجلہ جیسی اُسکے حباب ہیں یا خود دجلہ اُسکا حباب ہے اور سم گھوڑے کا باوجودیکہ جماد ہے لیکن تیرے گھوڑے کا سُم استقدر فیاض اور جہان کا فیض بخش ہے اور مردمان بے دم کو زندہ کرنیوالا ہے کہ آب حیات تو اُسکے سامنے سراب معلوم ہوتا ہے +

	شاہ محمد علم داد سپہرت لقب حاکم روے زمیں کرد امامت خطاب	

یعنی ممدوح ایسا بادشاہ ہے کہ اُسکے لشکر کا نشان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کا سا ہے دوسرے یہ کہ شاہ موصوف اور محمد علم اُسکی صفت ہے موصوف صفت سے ملکر بادشاہ کا لقب ہے یعنی اے بادشاہ محمد نام لقب علم شاہ محمد کا آسمان نے تجھے دیا ہے اور تمام دنیا کا حاکم شاہ روم نے تجھے خطاب دیا ہے

	دودۂ عباس را شمع رخت دادہ نور مسکن الیاس را بحر کفت بردہ آب	

الیاس پیغمبر کا نام ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ مسکن الیاس دریا و آب حیات سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ خاندان عباسیہ کو تیرے رُخ سے آب و تاب ہے اور دریا کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ کے بحر نے کھودی ہے +

	باز کہ بر چتر تو بال کشاید بود کرگس نہ بال چرخ زیر پرش چوں ذباب	

ذباب بمعنی مگس و مکھی۔ کرگس مراد چرخ یا نسر طائر سے ہے خلاصہ یہ ہے جسوقت تیرے سر چتر کا باز اپنے بال و پر کھولے تو آسمان اُسکے پروں کے نیچے ایک مگس حقیر کی مانند معلوم ہو +

	برہ کہ در سایۂ عدل تو پروردہ شد چوں سر پستان مکد نوک ذناب ذیاب	

برہ بزغالہ کو کہتے ہیں۔ ذناب بمعنی دُم ذیاب بمعنی گرگہا یعنی بھیڑیے معنی شعر ظاہر +

	کلک تو تا بر قمر شعر سیہ بافتہ مر قصب پارہ را کرد رفو ماہتاب	

شعر ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں جو سیاہ ہی ہوتا ہے۔ قصب کتان کو کہتے ہیں۔ شعرِ سیہ مراد سطروں سے ہے۔ قمر اشارہ کاغذ کی طرف ہے اس شعر میں ممدوح کے انصاف کا ذکر ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب سے تیرے قلم نے انصاف کے احکام کاغذ پر لکھنے شروع کئے ہیں چاند بھی دریدۂ کتان کو رفو کرنے لگا +

عفوِ تو دیوانہ وار گر بدرک در شود
سلسلہ داران او باز رہند از عذاب

درک بمعنی دوزخ سلسلہ داران دوزخیوں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرا عفو بیباکانہ دوزخ کی طرف چلا جائے تو دوزخی عذاب سے نجات پائیں +

پردہ کشی میکند بر دفِ زریں رباب
چنگ مدار از قدح دست بگیر از رباب

دفِ زریں آفتاب سے مراد ہے۔ رباب ایک ساز کا نام ہے یہاں مراد ابر سے ہے۔ چنگ بمعنی دست خلاصہ یہ ہے کہ بارش کا موسم ہے اور ابر آفتاب کو چھپاتا ہے اُسوقت دورِ ساغر و نغمۂ ساز سے ہاتھ نہ اٹھا

چوں دہنِ خاک یافت لولوے مینا فروز
از دہنِ شیشہ ریز لعل زمرد نقاب

خلاصہ یہ ہے اے معشوق مینہ برس رہا ہے تو بھی شراب سرخ دہنِ شیشہ سے جس پر نقاب زمرد ہے اُلٹ کر پینی شروع کر۔ زمرد نقاب مراد شیشہ سے ہے جو سبز و نیلگوں ہوتا ہے۔ لولوے مینا فروز قطراتِ باراں جو سبزہ کو تازگی دیتے ہیں +

قلزمِ آتش تن است دیو شہاب افگن است
پیل کتارہ زن است ہیئت برق و سحاب

شہاب آگ کی چنگاری ستارہ جیسی کو کہتے ہیں۔ کتارہ ایک قسم کا ہتھیار ہوتا ہے۔ دیو و پیل سحاب سے مراد ہے + معنی شعر ظاہر +

شام ستارہ فشاں ابر سیاہ و سطبر
بدرِ شفق در دہاں صورتِ جام و شراب

خلاصہ یہ ہے کہ ابرِ سیاہ بارندہ گویا شام ستارہ فشاں ہے اور صورتِ شام کی شراب ارغوانی سے

پر ایسی معلوم ہوتی ہے گویا بدر ہے جسکے مُنہ میں شفق موجود ہے +

ابر ز شعرِ سیہ بر سرِ مہ خیمہ زد
خیز تو خیمہ بزن بر سرِ مے چوں حباب

خلاصہ یہ ہے اے معشوق ابر نے اپنی سیاہ چادر کا خیمہ چاند پر لگالیا ہے اور چاند کو چھپا دیا ہے پس اب تو بھی اُٹھ متوجہ ہو اور سرِ مے پر خیمہ لگا یعنی شراب پی +

اے نظر بختِ تو شمعِ بقا را ضیا
وے جگر خصمِ تو تیغ فنا را قراب

قراب بمعنی میانہ تلوار یعنی اے ممدوح تیرے نصیبہ کی نظر شمع بقا کے واسطے ضیا و روشنی ہے اور دشمن کا جگر تلوار کے واسطے میان ہے +

موج عطاے تو دید از دہنش باز ماند
یم کہ کفش بر سرست روز و شب از اضطراب

خلاصہ یہ ہے کہ دریا کا مُنہ اِسی سبب سے کھلا کا کھلا رہگیا کہ اُس نے تیری بخششوں کی موج دیکھی ہے اور یہی باعث ہے کہ رشک کی بیقراری کی مارے اُسکے مُنہ سے جھاگ چلے آتے ہیں دویم یہ کریم نے بھی تیری عطا کو دیکھکر مارے بیقراری کے سر پر ہاتھ دھر لیا ہے +

حجتِ قاطع نمود تیغ تو کز گردِ ظلم
روے زمیں را بشست گفت بیک قطرہ آب

یعنی اے ممدوح اِس دعوے کے ثبوت کے لئے کہ تیرے ہاتھ نے تمام جہان کی کدورت ظلم کو ایک قطرۂ آب سے دھو ڈالا تیری تلوار نے برہان قاطع ظاہر کردی +

دینِ نبی در اعتقاد پیش روِ ہفت امام +
راے تو در اجتہاد پس روِ چارم کتاب

ہفت امام مراد امام اعظم ابو حنیفہ - امام شافعی - امام مالک - امام احمد - امام یوسف - امام محمد - امام زفر - چہار کتاب اشارہ توریت - انجیل - زبور - قرآن شریف معنی شعر ظاہر +

تا برہِ معرفت سالکِ مرتاض را

توشۂ یوم الیقین منزل ہفتم کتاب

علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ ہفتم کتاب مراد ہفت ایمان سے ہے۔ اول خدا پر ایمان لانا دوم ایمان لانا فرشتوں پر۔ سوم کتب مرسولہ پر ایمان لانا۔ چہارم پیغمبروں پر ایمان لانا۔ پنجم روز قیامت پر۔ ششم ایمان لانا حشر و نشر پر۔ ہفتم ایمان لانا زندہ ہونے پر بعد مرنے کے یا ہفتم کتاب ہفت منازل قرآن شریف سے مراد ہے۔ اول منزل سورۂ فاتحہ دوم سورۂ مائدہ علیٰ ہذا القیاس خلاصہ یہ ہے جبتک سالک ریاضت کش کے واسطے معرفت الٰہی کے راستے میں منزل حق الیقین کے دریافت کرنے کے لئے ہفت صفات ایمان یا ہفت منزل قرآن شریف کے بطور توشہ کے ہیں یہ بات قیامت تک رہیگی خبر شعر آئندہ میں کھلیگی ٭ واللہ اعلم بالصواب +

ماہ لولے تو باد شمع سرائے ابد
روز بقاے تو باد ہفتۂ یوم الحساب

ماہ لوا ماہ مدور کو کہتے ہیں جو سر نیزہ پر نصب کر دیتے ہیں معنی شعر ظاہر +

قصیدہ صبح کی تعریف اور معشوق کی توصیف اور ممدوح کی مدح میں

زہے ز شرم رخت روے مہ گرفتہ بہق
فگندہ زلف تو از شب بر آفتاب وہق

بہق ہندی میں چھیپ کو کہتے ہیں یہاں مراد کلف ماہ سے ہے۔ شب مراد زلف سے ہے۔ آفتاب مراد چہرہ سے ہے۔ وہق بمعنی کمند۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرا رخ عجب ہے جس کی شرم سے ماہ کلف اندودہ ہے اور عجب تیری زلف کی شب ہے جس نے آفتاب رخ پر کمند ڈال رکھی ہے

بغمزہ جزع تو نرگس نمود از بادام
بخندہ لعل تو نسرین فشاندہ از فستق

غمزہ حرکت چشم کو کہتے ہیں۔ جزع سیاہ و سفید مہرہ سلیمانی کو کہتے ہیں یہاں چشم سے مراد نرگس چشم کشادہ کی طرف اشارہ ہے۔ لعل کنایہ لب۔ بادام مراد چشم سے ہے۔ نسرین عبارت دندان۔ فستق بمعنی پستہ مراد دہن سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے اے معشوق بادام سے نرگس

پیدا کرنا اور پستہ سے نسرین ظاہر کرنا ایک امر دشوار ہے لیکن تیری عجب چشم ہے کہ حالت غمزہ میں بادام سے نرگس نمودار کرتی ہے اور عجب تیرے لعل ہیں کہ حالتِ خندہ میں نسرین کو پستہ سے ظاہر کرتے ہیں +

درست گشت کہ بر چرخِ رویت اے خورشید
بوقت طلعتِ پرویں شود دوپارہ شفق

خلاصہ یہ ہے اے معشوق باوجودیکہ آسمان پر ظہور پرویں کے وقت شفق دوپارہ نہیں ہوتی لیکن تیرے چہرہ کا عجب آسمان ہے کہ اُس میں طلوع پرویں کے وقت شفق دوپارہ ہوتی ہے یعنی ظہورِ دنداں کے وقت لب آپس سے جدا ہو جاتے ہیں +

ترا ازآں دو شکر در عقیق مروارید
مرا ازیں دو شبہ سوے زر رواں زیبق

شکر لبہاے معشوق سے مراد ہے اور باعتبار سرخی کے لبوں کو عقیق کہا۔ مروارید مراد دنداں سے ہے شبہ بمعنی پوتھ مراد مردمک چشم سے ہے۔ زر عاشق کے زرد چہرہ کی طرف اشارہ ہے۔ زیبق بمعنی سیماب مراد اشک سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرے ہنسنے کے وقت مروارید حاصل ہوتے ہیں مگر میں اِس خیال سے کہ رقیب کے سامنے مجھ پہ ہنسی ہو یا میرے جلانے کے لیے ہنسی ہو زار زار روتا ہوں +

ز پستۂ تو بعمر از یکے شکر خواہم
بہ پنجۂ لعلِ تو گیرد رواں سرِ فندق

پستہ کنایہ دہن تنگ معشوق شکر مراد بوسہ سے ہے۔ پنجہ بمعنی ژالہ و تگرگ۔ یہاں مراد دنداں سے ہے۔ لعل اشارہ لبِ گلگوں کی طرف ہے۔ فندق سرخ رنگ کے میوہ کو کہتے ہیں۔ کنایہ انگشتان کی طرف ہے۔ و سرِ انگشت بدنداں گرفتن بمعنی منع کرنا۔ خلاصہ یہ ہے اے بے مروت معشوق جس حالت میں کہ میں نے تمام عمر کے عوض میں ایک بوسہ طلب کیا پھر بھی تو اُس کام کو مشکل جانتا ہے اور انگشت دنداں میں پکڑتا ہے یعنی مانع ہوتا ہے

لآلی کہ بر اوراقِ لالہ شد منثور

عذارِ نازکِ لست از ترشحات عرق

لالی لولو شبنم سے مراد ہے - عذار بمعنی رخسارہ - ترشحات بمعنی چکیدگی قطرات - خلاصہ یہ ہے جیساکہ شبنم لالہ کے پتوں پر پریشان ہوتی ہے ایسا ہی تیرے رخساروں پر عرق کے قطرے نمایاں ہوتے ہیں - دوم خلاصہ یہ ہے کہ وہ لولو جو اوراق لالہ پر پریشان ہیں وہ کیا ہیں جواباً کہتا ہے کہ وہ تو تیرے رخسارہ کی عرق کی چکیدگی ہے +

شکستہ شد دلِ پُر مہر بدر از آں روزے
کہ بر دمیدہ ز صبحِ تو حلقہ دار غسق

صبح چہرہ سے مراد ہے - غسق بمعنی تاریکی اول شب یہاں خط سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

نہاد کاسۂ زر خور بریں کبود طبق
نماند سفرۂ گلریز سبز را رونق

کاسۂ زر آفتاب سے مراد ہے - نہاد کا فاعل خور ہے - کبود طبق آسمان سے مراد ہے سفرۂ گلریز سبز آسمان پر کواکب سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے جسوقت صبح نے آفتاب کو دکھایا - قمر و کواکب کو دُور کر دیا +

بشاہِ چیں عوض اطلسِ سیاہ دہد
فلک عمامۂ زر لفت و جبہۂ ازرق

شاہِ چیں آفتاب سے مراد ہے - اطلس سیاہ عبارت شب سے ہے - دہد کا فاعل فلک ہے عمامۂ زر لفت اشارہ آفتاب کی طرف ہے - جبہہ ازرق آسمان نیلگوں سے مراد ہے - معنی شعر کے ظاہر ہیں +

سپید آئینہ بنمود رُخ نہاں کردند
سمن برآں حریم زمردیں جوسق

سپید آئینہ آفتاب سے مراد ہے - جوسق بمعنی کوشک — حریم زمردیں آسمان سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت کواکب نے رخ چھپا لیا آفتاب ظاہر ہو گیا +

طلوع شمس وسواد شب بیاضِ سحر

چو بیضہ کہ براندازد از دہاں عقعق

طلوع شمس بیاض سحر کو بیضہ سے تشبیہ دیگئی ہے۔ عقعق بمعنی زاغ دشتی خلاصہ یہ ہے
کہ آفتاب کا نکلنا اور صبح کی سپیدی تاریکی شب سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا زاغ دشتی
نے اپنے دہن سے بیضہ گرائے ہیں +

زہے ز شمس کفت روے بحر غرقِ عرق
زابرِ جود تو باغ وجود سبز ورق

کف بمعنی دست وجھاگ۔ رو غرق عرق بمعنی شرمندہ ہونا۔ باغ وجود دنیا سے مراد ہے۔ سبز ورق
مراد تر و تازہ معنی شعر ظاہر +

زمیں زجودِ تو خود چو آسماں دیدہ
پُراز درست زرِ سرخ روے ہفت طبق

درست بمعنی اشرفی زر سرخ بمعنی طلاے احمر۔ درستِ زر سرخ کواکب سے مراد ہے۔ خلاصہ
یہ ہے کہ زمیں نے تیری بخشش کے سبب اپنے ساتوں طبقوں کو آسمان کی طرح درستِ زر سے
پُر دیکھا +

لواے فتح ترا آنچناں نصب کردند
کہ گیسوے سرغول است پرچمِ بیرق

سرغول آٹھویں آسمان پر ایک شکل ہے آدمی کی صورت جو اپنے پاے چپ پر کھڑا ہے اور
پاے راست کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ دستِ راست کو سر پر رکھے ہوئے ہے۔ اور دستِ چپ میں
ایک دیو کی بال جسکا سر خونچکاں ہی پکڑی ہوئے ہے۔ پرچم دُم گاؤ کوہی جو نیزہ کے سر پر
باندھتے ہیں۔ بیرق بمعنی نیزہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیری فوج کا نیزہ ایسا بلند بنایا ہے کہ پرچم اس
نیزہ کا سرغول کے واسطے گیسو و زلف ہے یا تیرے نیزہ کا پرچم سرغول کی زلفیں بنگیا +

حصار رفع ترا قدر بر طریقے شد
کہ چرخ رنگ کبود است در تہِ خندق

خلاصہ یہ ہے کہ آسمان تیرے قلعہ کی بلندی کے سامنے خندق میں ایک نیلا ریت دکھائی
دیتا ہے +

دو ماہہ بود بروز سے مسیر مرکب جم
کہ در نبی بہ نبی گفت مخبر اصدق
سمند خوش ترو خسرو بیک قدم کہ زند
بچار ماہہ رود بر بساط خاک الحق

سیر بمعنی رفتار - مرکب بمعنی اسپ یہاں تخت سے مراد ہے - مرکب جم سواری سلیمان سے مراد ہے جو ایک دن میں دو مہینے کی راہ چل سکتے تھے بموجب اسکے وسلیمان الریح غدو ہا شہر ورواحہا شہر یعنی اُنکی صبح کی سیر ایک روز کی ایک مہینہ کا رستہ ہے اور ایسا ہی شام کی سیر ایک مہینے کا راستہ ہے - مخبر صادق ذات خدا یا جبرئیل علیہ السلام سے مراد ہے - زند ورود کا فاعل اسپ ہے - اور مفعول قدم ہے - چار ماہ گھوڑے کے نقش قدم یعنی نقش سُم سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تخت سلیمان کا ایک دن میں مسافت دو ماہہ کا طے کرنا کلام اللہ سے ثابت ہے - تیرے گھوڑے کی تیز رفتاری چار مہینے کی مسافت ایک قدم میں طے کرتی ہے +

ز جود تست کہ جز من نماند در عالم
مذکرے کہ کند بر سر منابر دق

مذکر ی خطیب و واعظ سے مراد ہے - دق معرب دِک بمعنی گدا - خلاصہ یہ ہے تیری سخاوت سے تمام عالم نے مال اسقدر جمع کرلیا ہے یہانتک کہ واعظ جو مفلسوں کا فرقہ ہے وہ بھی دولتمند ہوگئے اور عیش ونشاط کرتے ہیں ایک میرے سوا کہ میں محروم ہوں - یہ ایک قسم کا حسن طلب ہے جو شاعر ممدوح سے کچھ نفع لینا چاہتا ہے +

بہ بدر بدرہ زر در خور است چندانی
کہ از الوف شود جذر مال او منطق

بدر بمعنی خریطہ و تھیلی جسے ہندی میں توڑا کہتے ہیں - و چندانی بمعنی اسقدر - الوف جمع الف بمعنی ہزار + جذر دو قسم کا ہوتا ہے - منطق اصم - اوکی ضمیر بدر کی طرف پھرتی ہے - مجذور و مال ایک ہی عدد کا نام ہے اِس شعر میں مصنف نے طلب خزانہ کی کی ہے جس سے

احتمال کروڑوں اور سنکھا کا ہو سکتا ہے لیکن باوجود ترک کرنے رقم سنکھن کے نوّے لاکھ سے کمتر کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ بعضوں کے نزدیک اُلوف تین ہزار سے مراد ہے اور تین ہزار کا مجذور نوّے لاکھ روپیہ ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے بدر کو اسقدر روپیہ دینا لائق ہے کہ اگر جذر دیئے ہوئے اسباب کا لیا جاوے تو تین ہزار روپے سے کم نہیں ہوتا۔ اور اگر اُلوف سے مراد جمع خواہ لاکھ روپیہ سے ایک عدد کم یعنی نوا ور نوّے ہزار لی جائے پس اسکے مجذور کا تو کچھ انتہا ہی نہیں +

	ہمیشہ تا اثر عین ثور آں باشد کہ نور نور برد از حدیقہاے حدق	

عین ثور و عین بقر معنی ترکیبی چشم گاؤ کو کہتے ہیں اور وہ ایک ستارہ ہے جس کو دبران کہتے ہیں جو کوئی طلوع کے وقت اُس کو دیکھ لیتا ہے اندھا ہو جاتا ہے اور وہ ستارہ برج ثور کے واسطے بجاے چشم کے ہے۔ خلاصہ یہ ہے جب تک دبران کی تاثیر یہ ہے کہ نور چشم کا کھود اور یہ بات قیامت تک رہیگی۔ خبر و نتیجہ شعر آئندہ سے ظاہر ہوتا ہے +

	چو کلک روے سیہ پیش ازانکہ سر ببرند سر زبانِ اعادی بہ تیغ بادا شق	

خلاصہ یہ ہے قیامت تک تیرے دشمن جو روسیاہ ہیں قلم کی مانند سر کاٹنے سے پہلے ہی اُن کی زبان چری ہوئی رہے یعنی حالاتِ زندگی میں طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہیں اور ظاہر ہے کہ قلم میں سر کاٹنے سے پہلے شگاف لگاتے ہیں +

	ز چنگ مہر تو آنکس کہ کرد سر خم باد چو نامے حلق گرفتہ میانِ خلق خلق	

سر خم کردن بمعنی انکار کرنا۔ حلق گرفتن بمعنی گلا دبوچ لینا۔ خلق کپڑے کا پُرانا ہو جانا مراد ذلیل سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے جو کوئی تیری محبت سے انکار کریگا گلو گرفتہ کی مانند خلقت میں افسردہ و ذلیل رہے گا +

قصیدہ موسم بہار کے بیان آفتاب کی تعریف اور مدح ممدوح میں

صفر زیور دہد از نقطہ زریں ہر سال
الفے را کہ درو عین بود گوشۂ دال

اہل نجوم کے نزدیک صفر اشارہ برج حمل کیطرف ہے نقطہ زریں مراد آفتاب سے ہے الف کنایہ برج ثور دال مراد منزل دبران جو پانچ ستاروں سے مرکب ہے گوشۂ دل مراد کواکب سرخ رنگ سے ہے جو کنارہ پر لب بالا اُس شکل دال کی ہے یہ ستارہ سرخ گویا چشم ثور کی ہے اسیواسطے اُسے عین الثور و عین البقر کہتے ہیں اُسے ستارہ لعل گوں کو دبران قرار دیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ برج حمل ہر سال آفتاب سے برج ثور کو زیب و زینت بخشتا ہے ایسا ہی برج ثور جسکی چشم لعل گون دبران ہے ؛

گاؤ باز از دہن برّہ گل زرد گرفت
در چراگاہ پُر از نرگس این سبز تلال

گاؤ کنایہ برج ثور برّہ مراد برج حمل سے ہے گل زرد اشارہ آفتاب کی طرف ہے تلال پشتۂ بلند کو کہتے ہیں سبز تلال مراد افلاک سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ برّہ نے جو چرنے کے لئے گل زرد موںہہ میں لے رکہتا تھا گاؤنے چراگاہ پُر نرگس افلاک میں اُسکے موںہہ سے چہین لیا ؛

غنچہ در خندہ چو صبح از پے آنست کہ ہست
ہر دو را جیب پُر از زر طلا مالا مال

یعنی غنچہ اور صبح ہر دو کے خندہ کا یہہ باعث ہے کہ اپنے تصرف میں زر طلا رکھتی ہیں یعنی دونوں کی جیب زر طلا سے مالا مال و پر ہے ؛

دفتر سبز مجلد کہ گلشن جامع شد
ہست شیرازہ او زرد ورقہا ہمہ آل

دفتر سبز مجلد غنچہ قرار دیا اور گل کو جامع غنچہ قرار دیا شیرازہ مراد زردی سے ہے جو گل میں ہوتی ہے آل بمعنی سرخ خلاصہ یہ ہے کہ سبز دفتر مجلد غنچہ کا جسکا مولف گل تہا اُس دفتر کا شیرازہ زرد ہے اور ورقے سرخ ہیں ؛

مشک شد سرد و بکافور شدہ گرمی بیش

چوں بجوزا شدہ ای قرص کہ دلو ست وبال

مشکبُ شب کو ٹھیرایا کافور اشارہ دن کیطرف ہے قرص مراد آفتاب ہے جسکا برج دلو وبال یعنی منزل ہی اور جب آفتاب برج دلو میں جاتا ہے تو ماگہہ کا مہینہ ہوتا ہی اور جب برج جوزا میں جاتا ہی تو اساڑہ کا مہینہ ہوتا ہی اسوقت شب کو سردی اور دن میں گرمی ہوتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب جسکی منزل برج دلو ہے جب برج جوزا میں جاتا ہے تو راتیں سرد اور دن گرم ہوجاتے ہیں ؛

بزود زین دو سیہ بالش خوں گردید ؛
نقش دیباجۂ رخ ہست کہ کشید است خیال

دو سیہ بالش گرد ہر دو مردمک سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری دیباجہ رو کا خیال جو عاشق نے اپنی مردمک پر کھینچا ہے ہرگز آنکھوں سے باہر نہیں جاسکتا ؛

در خم ماہ نوت سوختہ دل مردم را
حرکتہاے ستارہ بہ یمین و بہ شمال

ماہ نو ابرو سے مراد ہے مردم دل سوختہ عاشق سے مراد ہے حرکت جنبش غمزہ و کرشمہ سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے تیری عاشقونکی واسطے حرکت چشم جو خم ابرو میں ہے کبھی جانب راست اور کبھی جانب چپ پہرا یا اور بیقرار کرتی ہے ؛

دہنت دیدہ خرد گفت کہ بے ہیچ سخن
سر میم است کہ بر نقطہ فرو آمدہ دال

بے ہیچ سخن یعنی بلاشک نقطہ فرد یعنی جوہر فرد کہ جزء لا یتجزی یعنی متکلمین کے نزدیک قابل قسمت نہیں ہے مگر حکمار کے نزدیک قابل قسمت ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرا دہن ایسا تنگ ہے کہ نظر نہیں آتا لیکن عقل نے اسے دیکھ لیا اور کہا کہ بیشک یہ سر میم ہے جو نقطہ فرد پر دلالت کرتا ہے ؛

چرخ پر دیدہ چو بر نرگس تو چشم انداخت
گفت صاد لیست کہ در حلقۂ نوں یافت مجال

چرخ پر دیدہ آسمان پر کواکب سے مراد ہے صاد تشبیہ چشم حلقہ نون اشارہ ابرو کیطرف ہے معنے شعر ظاہر

زلف تو سایہ چو بر گوشہ خورشید افگند
گشت چوں چتر شہنشاہ جہاں میموں فال

خلاصہ یہ ہے جب تیری زلفوں نے گوشۂ چہرہ خورشید بر سایہ ڈالا چتر ممدوح کی مانند مبارک فال ہوگئی کیونکہ چتر ممدوح نے بھی خورشید پر سایہ ڈال رکھا ہے ؞

خصمِ بدکیش ترا خنجرِ تو قرباں کرد
تیر را ز پیِ آں وصلِ کماں گشت وبال

بدکیش بمعنی بدذات قربان بمعنی ذبح وبال سختی وعذاب کو کہتے ہیں۔ آفتاب کا وبال برج دلو میں ہوتا ہے اور قمر کا جدی میں۔ زہرہ کا عقرب و حمل میں۔ مریخ کا میزان و ثور میں مشتری کا جوزا و سنبلہ میں۔ زحل کا سرطان و اسد میں۔ یعنی جب تیرے دشمن کو خنجر نے ذبح کیا اور تیر اس سعادت دشمن کشی سے محروم رہا پس اسی سبب سے تیر کو کمان کی پیوستگی بھی وبال ہوگئی کیونکہ تیر کی پیوستگی کا کمان سے مقصد دشمن کشی کا تھا اب یہ بات اس سے ظہور میں نہ آئی پس اُس سے وصل کمان سے کیا نفع و فائدہ حاصل ہو ؞

فرقِ کرسی قدمِ پیلِ تو باشد آندم
روحِ قدسی یزکِ جیشِ تو گردد آنخال

فرق بمعنی سر کرسی سے مراد فلک ہشتم سے ہے روح قدسی جبرئیل سے مراد ہے یزک بمعنی چوکیدار خلاصہ یہ ہے تیرا پیل ایسا قوی الجثہ و بلند ہے کہ کرسی بھی اُسکی قدم کے نیچے ہے اور تیرے لشکر کی چوکیدار فرشتے و ملائک ہیں

رمحِ تو مار و لے حاملِ تو دہ ماہی
خنگِ تو چرخ و لے حاملِ او چار ہلال

رمح بمعنی نیزہ دہ ماہی مراد دس انگلیوں سے ہے خنگ اسپ سفید کو کہتے ہیں چار ہلال مراد چار نعل سے

جانِ اعدائے تو در آئینۂ تیغ آندم
صورتِ لائی سیاہی بود و آب زلال

معنی شعر ظاہر ہے

آئینہ تیغ خود تلوار سے مراد ہے آندم یعنی روز جنگ لائی سیاہ مٹی سیاہ کو کہتے ہیں آب زلال بمعنی آب شیریں خلاصہ یہ ہے جیسا کہ صاف پانی کے نیچے سیاہ مٹی دکھائی دیتی ہے ایسا ہی آئینہ تیغ میں دشمنوں کی جان جو سیاہ مٹی کی مانند ہے دکھائی دیتی ہے یعنی جسوقت تیری تلوار نیام سے میدان جنگ میں نکلتی ہے دشمنوں کی جان جسموں سے جدا ہو کر تیری تیغ میں دکھائی دیتی ہے ؞

صورتِ سورۂ بر رایتِ تو آیتِ فتح

کرست دشمن مال وغضبت دشمن مال

بتابعداری والدین کی۔ سورۂ بقر آیت قرآنی سے مراد ہی لیس البِرّان تولّوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب یعنی نیکی نہیں ہے کہ اثر ہدایت اور سبب مغفرت کا ہو مگر یہی کہ نماز کے وقت پھیر لو اپنے مونہہ کو مشرق و مغرب کی طرف اُس مکان سے جسمیں نماز پڑہتے ہو دشمن اول مال یعنی دولت اسباب کیطرف مضاف ہے اور دوم دشمن مال یعنی مانندۂ دشمن خلاصہ یہ ہے کہ تیرے شمائل وخصائل نیکی کی آیت ونشانی ہیں اور تیرا نیزہ آیت فتح یعنی انا فتحنا لک کی ہو گئی +

پایۂ تخت تو پیرایۂ ہشتم ایوان
سایۂ تخت تو سر گنبد ہشتم طربال

طربال منارۂ بلند یہاں فلک ہشتم سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

قصیدہ محمد شاہ کی تعریف اور خط معشوق کی توصیف وبیان چرخیات ہیں

ہلال راست ترا ز فرق بود پیوستہ
بگویمت کہ چو ابرو بخم چہ معنی شد
بہر زلف رخت کردہ عزم بیداری
شب دراز ترا دیدہ ماہ و دوتا شد

خلاصہ یہ ہے اے معشوق پہلے تو تیرا ہلال خط فرق سے بھی زیادہ راست تر تھا اور سیدھا نکلتا تھا اب تیرے ابرو کی مانند خمیدہ ہو گیا اُسکا سبب یہی ہے کہ تیری زلف ورخسارہ کی محبت میں بیداری کا ارادہ کیا ہے یعنی اسبات پر آمادہ ہوا ہے کہ شب زلف کو انجام واتمام پر پہنچا کر سحر مقصود کے ہم بغل ہو جاوے اب چونکہ اُسے طویل ودراز دیکھا پس ازراہ رنج والم کے خمیدہ ہو گیا اور اُس ارادہ سے باز رہا۔ لطف یہی ہے کہ معشوقوں کی زلفیں اُنکے ماہ رخسارہ سے دراز ہوا ہی کرتی ہیں

دو ترک مست کمانہا کشیدہ در بن گوش
کہ گرد چین سیہ زنگ آشکارا شد
ز سہم شاں دل سرگشتہ و پریشانم
بزیر مشک زرہ شکل ماہ فرسا شد

زرہ شکل وماہ فرسا دونوں مشک کی صفتیں ہیں یعنی اے معشوق تیری دونوں ترکان چشم نے ابرو کی کمانیں بن گوش تک یعنی کمال درجہ کی کھینچ رکہی ہیں کیونکہ تیرے رخ کے گرداگرد

جو باعتبار خوبصورتی کے مالک جبین ہے زنگ کی فوج یعنی خط نمودار ہوگیا ہے اب میں دونو ترکان مست کے خوف سے پریشان ہو رہا ہوں +

دہانِ تست کہ موے ز ذرّہ فرقش نیست
میانِ تست کہ کوہے بموے درواشد

دروا بمعنی سرنگوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دہن مثل ذرہ کے ہے اور تیری کمر ایک بال ہے جسمیں پہاڑ اوندھا پڑا ہوا ہے +

دمم بموے لبت آتشے ست در دہنم
کہ ہر زبانۂ او افسر زبانہا شد

زبانہ بمعنی شعلہ آتش اور زبانۂ ثانی ستارہ کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے لبوں کی امید میرا دم آتشیں بنگیا ہے جسکا شعلہ زبانا ستاروں تک جو قمر کی منزل ہے پہنچتا ہے +

چو شاہِ شرق بسوے سریر جوزا شد
سپہر بہ پیش کماں رفت و ترکش آراشد

خلاصہ یہ ہے جب آفتاب برج جوزا میں چلاگیا قمر کمان کے پاس یعنی برج قوس کے قریب گیا اور اپنے ترکش کو آراستہ کیا +

چہ ساغریست زراندودہ خور کہ از تفِ او
چو بادہ جملۂ تن آب آتش اجزا شد

یعنی آفتاب عجب ایک پیالۂ زراندودہ ہے کہ اُسکی حرارت سے تمام وجود آب دریا وغیرہ کے گرم ہوجاتے ہیں +

میار بلبلہ کاں رومی است خوں آشام
کہ سجدہاش ہمہ پیش پاے ترسا شد

بلبلہ مراد صراحی سے ہے۔ ترسا لغت میں آتش پرست کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں پیالہ کو کہتے ہیں اور اُسکا آتش پرست ہونا دو اعتبار سے ہے اول یہ کہ شراب جو مثل آگ کے ہے اُسمیں رکھتے ہیں دوم یہ کہ صراحی جسمیں آگ یعنی شراب ہوتی ہے اُسکے آگے سر جھکاتا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ صراحی کو جو خون پینے والی ہے آگے نہ لاؤ کیونکہ وہ ایسی ناقص ہے کہ باوجود خون آشامی وجرأت کے بت پرستوں کے سامنے سجدہ کرتی ہے +

چو قصر حلم وے افگند سایہ بر گردوں
خور از تحرک قسری خود مبرّا شد

گردوں عرش سے مراد ہے۔ قسر بالفتح زور سے ایک کام کرلنے کو کہتے ہیں اور حرکت قسری ایک حرکت کو کہتے ہیں جسکی محرک کوئی اور چیز ہو۔ آفتاب میں دو حرکتیں ہوتی ہیں اول طبعی جسمیں آفتاب دورہ وسیر نصف آسمان کا کرتا ہے۔ دوم قسری جس میں آفتاب تمام آسمان کا دورہ رات بھر میں کرلیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کا حلم اس درجہ کا ہے کہ اگر اسکا تحمل اپنا سایہ عرش پر ڈالدے تو اس پر اسقدر بوجھ آپڑے کہ آفتاب اپنی حرکت قسری سے خالی رہجاوے +

گرفتہ دست برادر بروں گریخت اجل
ازآں دیار کہ عدل تو کار فرما شد

برادرِ اجل مراد خواب غفلت سے ہے بموجب اسکے النوم اخ الموت خلاصہ یہ ہے کہ تیری ولایت محکومہ میں سے خواب و اجل جو مایہ غفلت کا ہیں بھاگ گئے +

لوائے قدرِ تو سر زآسماں چناں برکرد
کہ افتراق دوئی از میان جوزا شد

خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبے کا نیزہ آسمان سے ایسی بلندی پر چلا گیا ہے کہ اس نیزہ اور برج جوزا میں سے دوئی جاتی رہی کچھ تمیز نہیں ہو سکتا کہ برج جوزا کونسا ہے۔ دوم یہ کہ تیرے نیزہ نے ایسا جوزا کو پرودیا کہ دونوں شکلیں جوزا کی باہم ملکر شکل واحد بنگئی ہیں +

چو دامنِ علمت رقص کرد بر سرِ غول
چو راقصش دہنِ مار چرخ ماوا شد

سرِغول شمال کی طرف ستاروں کا مجموعہ ہے اور وہ مردہ کی صورت ہے جو بائے چپ کھڑا ہے اور دست راست میں رکھی ہوئی ہے اور دستِ چپ میں دیو کا سر خونچکاں

پکڑے ہوئے ہے۔ راقص بھی ایک ستارہ کا نام ہے۔ خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے دامن علم نے غول کے سر پر حرکت کی اس خوف و دہشت کے مارے سرِ غول نے اپنی جگہ اژدہای فلک پر راقص کی طرح بنالی ؛

علو قصرِ جلالت چناں غلو دارد
کہ آستان درش جفت طاقِ بالا شد

غلو دست بلند کرنا جہاں تک ممکن ہو سکے۔ معنی شعر ظاہر +

اگرچہ دوم اورا دو از یکے کم شد
یکیش آخر مجذور دوش مبدا شد

اِس شعر سے تعمیہ کے طور پر اسم قلم کا نکلتا ہے جسکا حرف دوم (لام) ہے۔ لفظ یکے کے چالیس عدد ہوتے ہیں اور لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں۔ جب چالیس میں سے دس کو کم کر دیا تو تیس رہگئی اور یہ اعداد حرف لام کے ہیں اور لفظ یکے کے چالیس عدد ہوتے ہیں اور یہ اعداد حرف (م) کے ہوتے ہیں یہ حرف آخری ہے اور مبدا یعنی حرف اول دو کا مجذور ہے یعنی لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں اسکا مجذور سَو ہوا جو عدد حرف (ق) کے ہیں پس مجموعہ (ق) و (ل) و (م) کا قلم ہو گیا

چناں شکوہِ تو زد خیمہ بر سرِ عالم
کہ ماہتاب نیارد بگردِ دیبا شد

دیبا مراد کتاں سے ہے اس شعر میں ممدوح کی شوکت و عدل کا بیان ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری شوکت کے سامنے چاند کی کیا طاقت ہے جو کتاں کو پارہ پارہ کر سکے +

ہمیشہ تا شہِ انجم ز اوج رفعت خود
بفرِ خانۂ سرد و زیر تنہا شد
رواق قلعہ مرفوع قدرت ایمن باد
ز کسرہا کہ در ایوان طاق کسرے شد

شہ انجم مراد آفتاب سے ہے اوج و رفعت برج جوزا کی طرف اشارہ ہے و زیر کنایہ قمر فرد خانہ سرد قمر برج سرطان سے مراد ہے چونکہ سرطان برج آبی ہے اسواسطے سرد خانہ کہا رواق یعنی پیشگاہ خانہ خلاصہ

یہ ہے جبتک آفتاب برج جوزا سے برج سرطان میں جاتا رہے یعنی قیامت تک تیری قلعہ کا طاق ایوان اُن شکستگیوں سے محفوظ رہے جو نوشیروان کی طاق محل میں واقع ہوئیں تھیں اسواسطے کہ نوشیروان کافر تھا اُسکے سبب سے جناب پیغمبر صاحب کی ولادت کے وقت اُسکے محل میں شکستگی واقع ہوئی ؛

قصیدہ محمد شاہ تغلق کی تعریف اور معشوق کی توصیف میں

لعلت ز خندۂ شکر از در تر بر گیرد
جز غم از گریہ دُرر بر طبق زر گیرد

لعل یعنی لب شکر بھی لب شیرین سے مراد ہے در تر در آبدار سے مراد ہے جزع یعنی مہرۂ سلیمانی جو سفید و سیاہ ہوتے ہیں مراد چشم سے ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرے لب بہ سبب خندہ کے اپنے شکر دنداں کی موتیوں سے اُٹھا لیتے ہیں اور میں بسبب حاصل ہونے بالغ دنداں کے اپنی آنکھوں سے اشکوں کے موتی بہاتا ہوں ؛

جز سر زلف تو بر عارضت اے حور سرشت
ملک فردوس کہ دید است کہ کافر گیرد

خلاصہ یہ ہے اے معشوق حور سرشت تیری زلفوں کے سوا جو رخساروں پر ہیں ایسا معاملہ کس نے دیکھا ہے کہ کافر ملک فردوس کو فتح کر لیوے ؛

ایکہ طاق در بارت کہ محیط فلک است
وتر قوس جلال از خط محور گیرد

خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تو ایسا والا رتبہ ہے کہ تیرے رتبہ کی کمان میں خط محور گرفتا ہو جاتا ہے یعنے تیری بزرگی و جلال نے عالم کو مسخر کر لیا ہے ؛

بر خط محور اگر حرز عزیمت خواند
سحی و یک مہرۂ زرین زیک اژدر گیرد

خلاصہ مطلوب یہ ہے کہ اگر ممدوح افسونکا تعویذ پڑھکر خط محور پر پھونکدے تو اکتیس مہرۂ زرین کو ایک اژدہا پکڑ لیوے ؛

شاہد سلطنت خیمۂ زنگاری را

در عروسی بقا تکمۂ چادر گیرد +

خیمۂ زنگاری آسمان سے مراد ہے تکمہ گرہ خرد یعنی گھنڈی جو انگرکھہ کے گریبان میں لگاتے ہیں شاہد سلطنت آفتاب کی طرف اشارہ ہی خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب با وجود دوام عمری کی بقائے حیات کی شادی میں اُسکی چادر کے لیئے اپنی ذات کی گھنڈی بناتا ہے +

بسی تیغ تو کاندر صفِ میدان خلاف
خصمِ بے دین تو بیدست کہ خنجر گیرد

خلاف درخت بید کو بھی کہتے ہیں میدان خلاف یعنی میدان جنگ مصرعہ ثانی میں بید درخت کا نام ہے یا مرکب ہے بی بمعنی بغیر ید بمعنی دست یعنی بے ہاتھ پانو والا خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی سہر کی قسم اے شہ بیدرد بے دین میدان جنگ میں مثل درخت کے ہے یعنی اُس سے کوئی کام نہیں نکل سکتا ہے دست و پا ہے خنجر کیونکر پکڑ سکتا ہے +

قصیدہ محمد شاہ بن تغلق کی مدح بہار کی تعریف اور معشوقوں کی صحبت میں

ز مہر آئنہ لولی زنِ سفیدہ فروش
ز فرق خود قصب زرد ماہتاب نہد

لولی زن ۔ مراد زہرہ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ زہرہ نے آئینہ دیکھنے کی محبت سے ماہتاب کی زرد چادر اپنے سر سے اُتار دی اور دستور ہے کہ زنان فاحشہ آئینہ دیکھنے کے وقت تماشائیوں کے دکھانے کیلیے سر سے چادر اُتار دیا کرتی ہیں ÷

بجز دو ہندوے سیمیں قباے من بود
کسیکہ بر طبقِ زر دُرر خوشاب نہد

دو ہندو بمعنی غلام مراد دو چشم سے ہے ۔ چونکہ آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئی ہیں اسواسطے سیمین قبا کہا طبق زر زرد چہرہ سے مراد ہے دُر خوشاب اشک سے مراد ہے معنی شعر ظاہر ÷

روایح روحاتِ ضربتیش بہ اثر
عذوبتِ ضربے در فروغ شباب نہد

روایح باد خوش روحات خوشبو ہا ضرب بمعنی طبیعت ضاب حنظل یعنی اندرائن کو کہتے ہیں عذب بمعنی شہد خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ کی خلق و طبیعت کی خوشبودار ہوائیں اپنی تاثیر سے حنظل کی شاخوں میں بھی شیرینی شہد کی ظاہر کرتے ہیں +

خدایگانِ جہاں فخر آلِ بہرامی
کہ مشتری لقبش شاہِ مہ رکاب نہد

آل بہرامی یعنی اولاد بہرام کی مشتری فاعل نہد کا ہے اور مشتری ستارہ کا نام ہے جو سعد اکبر ہے معنی شعر ظاہر +

توئی کہ منزل سیمین مہ بر آتش خور
ز بہر بزم تو قلب اسد کباب نہد

قلب اسد بمعنی دل شیر اور ستارہ کا نام بھی ہے خلاصہ یہ ہے کہ تو ایسا عالی مراتب ہے کہ تیری مجلس کے واسطے چاند کی سیمین انگیٹھی میں آتش خورشید پر شیر کا دل کباب کرتے ہیں یا اُس ستارہ کو کباب بناتے ہیں +

شریک حلمِ تو جز قاف کس نشاں ندہد
وشیکِ عزمِ تو در قطب انقلاب دہد

وشیک پیک تیز رفتار کو کہتے ہیں قاف ایک پہاڑ کا نام ہے جو دنیا میں سب سے بلند ہے خلاصہ یہ ہے کہ کوہ قاف میں تیرا سا حلم پایا جاتا ہے اور قطب جو بےحس و حرکت ہے اُسمیں بھی تیرا عزم حرکت پیدا کر دیتا ہے

وبیصِ خنجر تو از خواص آبحیات
ہزار تعبیہ در لمعہ سراب نہد

وبیص بمعنی چمکنا و تعبیہ بمعنی پوشیدن خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی روشنی اس درجہ کی ہے کہ اگر اُسکا چمکارہ سراب پر پڑے ہزار قسم کی پوشیدگی خاصیت آب حیوان کی اُسمیں ظاہر کر دیوے اور پانیوں کا تو کیا ذکر ہے

ہمیشہ تا طبقِ سبز کاسۂ زر را
میانۂ چہ ناہید وقت آب نہد
لوائے قدر ترا آنچناں جلالت باد
کہ بر کنارۂ مہ گوشۂ طناب نہد

طبق سبز آسمان سے مراد ہے کاسۂ زر آفتاب کی طرف اشارہ ہے چہ ناہید برج سنبلہ سے مراد ہے

اسوقت آفتاب برج اسد میں ہوتا ہے جیسے ہندی میں بھادوں کا مہینہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جبتک آفتاب برج سنبلہ میں جاتا رہے اور یہ رفتار قیامت رہیگی شعر ثانی کے معنی ظاہر +

قصیدۂ ثانی

بہوے مجمر لالہ دلِ مرغ نوا خواں را
دہد از سبزہ آرامی چمن کو سایہ دار افتاد

بو بمعنی خوشبو و عطریات مجمر بمعنی انگیٹھی جس میں کوئلہ وغیرہ جلاتے ہیں از سبزہ آرام دادن انگیٹھی پر سبزہ جلانا اور قاعدہ ہے کہ آسیب زدہ پر افسوں پڑہکر انگیٹھی وغیرہ جلایا کرتے ہیں معنی شعر ظاہر +

نمکدانِ زر از ماہی بسوے برہ مائل شد
چہ شور شہا کہ در بازار نو بہار افتاد

نمکدان زر مراد آفتاب سے ہے ماہی اشارہ برج حوت کیطرف ہے برّہ کنایہ برج حمل خلاصہ یہ ہے جب آفتاب برج حمل میں جاتا ہے تو بہار کا موسم آجاتا ہے +

چو دل گل دید از شادی درونِ باغ جاں شگفت
چو گل زر دید از خندہ سناں بر روے خار افتاد

خلاصہ یہ ہے کہ گل کی جان نے بہار کا موسم دیکھا خوشی کے مارے جسم شگفتہ ہوگیا اور جو نہیں گل نے اپنے میں زر دیکھا تو جھٹ خنداں خنداں خار پر جا پڑا :

خروس صبح گر از لعل تاجے دارد اوبر سر
عروس لالہ را از مشک خالے بر عذار افتاد

خلاصہ یہ ہے اگرچہ صبح اپنے سر پر آفتاب کا تاج رکہتی ہے اور رونق دار ہے لیکن عروس لالہ بھی بیرونق نہیں ہے مشک کا خال اپنے رخسارہ پر موجود رکہتی ہے +

چو دوش از سقفِ مینا رنگ طشتِ زر نگار افتاد
فلک را کاسہاے نقرۂ در دریاے قار افتاد

قار بمعنی سیاہ و سفید اور ترکی میں برف کو کہتے ہیں اور عربی میں قیر کو کہتے ہیں جو ایک قسم کا گوند ہے

خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور کواکب بوقت شب آسمان پر نکل آئے ؛

دلِ دریا سوے لب بر کہ باز آں کشتی زریر ز موجِ تیرۂ دریاے پُر دُر بر کنار آمد	

دل مراد قلب سے ہے دریا بمعنی یم اور قلب یم می ہوا کشتی زریں آفتاب سے مراد ہے موج تیرہ کثرت سیاہی شب سے مراد ہے دریاے پر در آسمان سے مراد ہے باعتبار ستاروں کی یعنی اے معشوق آفتاب غروب ہوگیا رات ہوگئی اب می نوشی کر ؛

از یں خضرا ے پُر عبہر چو شیر چرخ بر سر کرد فلک میناے پُر گوہر چو تیغ شہر یار آفتاد	

خضرائی پر عبہر مراد آسمان باعتبار کواکب کے ہے خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے جس وقت برج اسد ظاہر ہوا پس اُس حالت میں آسمان مثل تیغ جوہردار بادشاہ کے معلوم ہوتا تھا ؛

ز دستش مرغ زریں را چو در منقار قار افتاد سر زلف سیاہ شب ہمہ بر تار تار افتاد	

مرغ زریں قلم سے مراد ہے زلف سیاہ شب سے مراد سطریں یا سیاہی دوات سے ہے مہ مراد کاغذ سے ہے خلاصہ یہ ہے جب مرغ زریں قلم کی منقار سے بذریعہ ہاتھ بادشاہ کی سطریں اور حرف لکھے جاتے تھے گویا کاغذ پر تار تار پڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی ؛

ز توقیعش مشام روح سازد لخلخہ اندام کہ بر نقرہ ز شاخ زعفراں مشک تتار افتاد	

توقیع بمعنی فرمان مشام روح خود روح سے مراد ہے نقرہ کاغذ سے مراد ہے شاخ زعفران قلم سے مراد معنی

زہے ارش کماں رستم کہ سہم تیر او چوں دید مہ سیمیں سپہر دریاے ابرش لعل وار افتاد	شعر ظاہر ؛

خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تو عجب ارش رستم کمان ہے کہ جب ماہ سیمین سپہر نے تیرے تیر کا خوف دیکھا فوراً تیرے گھوڑے کے پیروں میں گر پڑا ؛

بدار الضرب سلطانی درم ریزانِ ملکت !	

نقوش سکّہ نامت شہ دارا مدار افتاد

دارالضرب بمعنی خانہ ضرب جسے ہندی میں ٹکسال کہتے ہیں درم ریزاں سکہ بنانے والوں سے مراد ہے خلاصہ
یہ ہے کہ اے بادشاہ تیرے ضرب خانہ یا ٹکسال میں سکہ زن تیرے نام کے نقش پر دارا کا دور و مدار کرتے
ہیں یعنی دارا جیسا بادشاہ اُن نقشوں کا طواف کرتا ہے ؛

از آں گل زاطلس نہ تہ بروں آرد زرِ دہ دہ
کہ بازش در دل از سودائے بزمت خار خار افتاد

دہ دہ بمعنی زر خالص خلاصہ یہ ہے کہ گل چاہتا ہے کہ تیری مجلس میں اپنے زر کو نثار کرے دوسرے
یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ گل آفتاب سے مراد ہے اور اطلس نہ تہ مراد آسمانوں سے ہے اور زر دہ دہ
ذات آفتاب سے مراد ہے معنی ظاہر ؛

چو یک برج ہزار استون تو صد بے ستوں آمد
بہ سندانِ درِ او کوہ را دعوے چہ کار افتاد

ہزار ستون قلعہ ممدوح کا نام ہے جس میں بہت سے ستون تھے بے ستون ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے
جہاں سے فرہاد جوئے شیر لایا تھا سندان بالکسر گندۂ آہنی خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح جس صورت میں
ایک ستون تیرے قلعہ کا سَو بے ستون کی برابر ہے پس پہاڑ کا دعوی سندان کی برابری کا فضول ہے بیکار ہے

قصیدہ اوصافِ معشوق کے بیان اور مدح ممدوح میں

اشکِ شفق مثال من زیں دو ستارہ میرود
چند شب دراز را بر افقِ شب نہی

اشک شفق مثال اشک گلگوں سے مراد ہے دو ستارہ مراد ہر دو چشم سے ہے شب دراز زلف سے
مراد ہے سحر مراد رخسارہ سے ہے معنی شعر ظاہر ؛

از طبقات جزع من ریختہ است عقیقِ تر
چند دو پارہ لعل را بزر بر گہر نہی

جزع ہر دو چشم سحر مراد ہے طبقات ہفت پردہ چشم یعنی ملتحمہ قرنیہ عنبیہ عنکبوتیہ شبکیہ زجاجیہ صلبیہ سے مراد ہے عقیق سے

اخنک گلگوں کی طرف اشارہ ہے دوپارہ لعل ہر دو لب کی طرف اشارہ ہے گہر دنداں سے مراد ہے ہر دو لب را بدنداں داشتن خاموش بیٹھے رہنے سے مراد ہے اور نہ ہنسنے کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق کب تک مغموم اور خاموش بیٹھا رہیگا اور مجھ سے باتیں نہ کریگا تیری اس خاموشی نے تو مجھے رولا مارا

عربدہ جوے ومے پرست تیغ بدست سخت مست
آمدۂ کہ سر بُری سر نبری وسر نہی

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق اس حالت سے جو مصرعہ اول میں بیان کی گئی ہے میرے پاس تو سر کاٹنے کے لئے آیا تہا میں اپنے دل میں خوش ہوا کہ اب میرا سر کاٹے گا اور میں درد ہجراں سے نجات پاؤنگا لیکن یہ نصیبہ کی خوبی ہے کہ تو میرا تباہ حال دیکھکر بجائے سر کاٹنے کے متواضع ہوتا ہے +

مہر تو مہر مے نہد بر دلِ بدر روشن ست
رنگِ بقا کجا دہد نقش کہ بر شرر نہی

مہر نہادن بمعنی منفعل کردن وبند نمودن بدر روشن شرر کے لفظ دل کی طرف اشارہ کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیری محبت مہر دل پر لگانا اور بند کرنا یعنی آہ وفغاں سے باز رکہنا چاہتی ہے اور یہ بات میرے دل پر خوب روشن ہے کہ محبت کا یہ ارادہ صورت پذیر نہوگا کیونکہ تیری محبت کا میرے دل پر مہر لگانا گویا شرر آتش پر نقش کشی ہے پس جیسا کہ اس نقش کے لئے بقا نہیں ہے ایسا ہی اس ارادہ کے واسطے بہی پائداری نہوگی یعنی میرا دل آہ وفغاں سے باز نرہ سکیگا +

پشت کجا نہد فلک سوے تو گر تو روے خود
سوے جنابِ حضرتِ خسروِ بحر و بر نہی

پشت کردن بے التفاتی وعدم توجہی کرنی یعنی اے مخاطب اگر تو آستانہ ممدوح پر اپنا مونہہ ملے اور اُسکی اطاعت وفرمانبرداری کرے تو آسمان کی کیا طاقت ہے جو تیرے بخت سے بے التفاتی کرے

وانکہ شمیم خلقِ او چوں بمشامِ جاں رسد
عنبرِ گاوِ بحر را ہمنفس بخر نہی

بخر بوئی گندہ کو کہتے ہیں گاو بحر ایک قسم کی گائے کو کہتے ہیں جو بحر میں رہتی ہے اور اُسمیں سے عنبر نکلتا ہے خلاصہ یہ ہے اے مخاطب ممدوح کی خلق کی نسیم اسدرجہ کی خوشبودار ہے کہ اگر وہ تیرے دماغ جان میں

پہنچ جاوے اور پھر گاؤ بجری سونگھ لیوے تو عنبر بھی بدبودار اور گندہ معلوم ہونے لگی +

کشتی قالب ترا آب رواں جدا کند
گر یم باز گونہ را بر لب خود دگر نہی

واز گونہ یا باز گونہ بمعنی قلب اور یم کا قلب مے ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے اے مخاطب ممدوح ہمارا ایسا شرع کا مقلد ہے کہ اگر بموجب حکم شرع کے تجھے ایک دفعہ شراب نہ پینے کا حکم دیوے اور تو اُسپر خیال نہ کرکے پھر دوبارہ پی لیوے پس وہ تجھے اُسیوقت کشتی وجود سے علیحدہ کردیگا یعنی قتل کر ڈالیگا +

پشت ترا چو گردن چنگ بزور بشکند
گر تو بریشمی رسن پیش بہ پشت خر نہی

چنگ ساز کا نام ہے جو خمیدہ ہوتا ہے۔ ولایت میں تار کی جگہہ اکثر ریشمی تار لگایا کرتے ہیں چنانچہ یہاں ریشمی رسن سے یہی مراد ہے خر بالفتح ایک چوب کا نام ہے جسکی صورت دیوار کی سی قایم کرکے اُسمیں تار لگاتے ہیں ہندی میں اُسے کہرج کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے سے اے مخاطب زمانہ ممدوح سے پہلے تونے جو کچھ کیا سو کیا لیکن ہمارا ممدوح ایسا دیندار پیدا ہوا ہے اگر تو اُسکے زمانہ میں ساز کے بجانے کا ارادہ کرے تو ممدوح تیری پشت کو گردن چنگ کی طرح بزور توڑ ڈالے یعنی تجھے ہلاک کر دیوے

زاشک ورنج حسود او فرق کجا کند خرد
گر تو طویلہائے دُر بر سر طشت زر نہی

طویلہ بمعنی سلک ورشتہ دُر اور مروارید کا معنی شعر ظاہر +

رایت فتح شاہ شد نصب چنانکہ پیش او
رفع حروف قاف را از حرکات جر نہی

نصب بمعنی استادہ وقائم۔ رفع بمعنی بلندی قاف کوہ قاف سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے مخاطب ممدوح کی فتح کا نیزہ ایسا بلند و مرتفع ہوگیا کہ بلندی وچوٹی کوہ قاف کو اُسکی حرکات میں سے حرکت زیر نیہ ولیست تصور کرو +

اے شہ آسماں بقا وسے مہ مشتری لقا

ایکہ سریرِ چرخ را بہ قدم چو خور نہی

خلاصہ یہ ہے اے ممدوح موصوف تو ازراہ علو مرتبہ کے آفتاب کی طرح تخت آسمان کو اپنے قدم کے نیچے رکھتا ہے یعنی اُس پر بیٹھتا ہے +

آیتِ احتشام را بر علمِ بقا کشی
رایتِ احترام را بر کتفِ ظفر نہی

احتشام بمعنی حشمت علَم بمعنی نیزہ و لشکر خلاصہ یہ ہے کہ لڑائی کے دن حشمت کے نقوش شقہ نیزۂ بقا پر تو کھینچتا ہے اور نیزۂ حرمت کو تو شانۂ ظفر پر رکھتا ہے +

گاوِ زمیں دوتہ شود پائے چو بر زمیں نہی
شیرِ فلک نہاں شود سہم چو بر وتر نہی

دوتہ و دوتا بمعنی خمیدہ۔ شیر فلک برج اسد سے مراد ہے وتر بمعنی زہ و چلہ کمان خلاصہ یہ ہے اے ممدوح ایسا تو صاحب زور و ہیبت والا ہے کہ اگر تو زمین پر پانو رکھے تو اُس پانو کے زور و صدمہ سے گاو زمین خمیدہ ہو جاوے اور اگر تو تیر کو چلہ میں رکھے تو اُسکی ہیبت سے برج اسد پوشیدہ ہو جاوے +

سینۂ ماہ شق شود تیر چو در کماں کشی
تیغ ز دستِ خور فتد دست چو بر سپر نہی

تیر در کماں کشیدن و دست بر سپر نہادن بمعنی مستعد جنگ ہونا معنی شعر ظاہر +

طفلِ مرادت ار کند قلبِ مراتبِ جہاں
مادرِ خاک را مکاں بر سرِ نہ پدر نہی

قلب کے معنی واژگوں کرنا اور اُلٹانا۔ نہ پدر نو آسماں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایسا ہے کہ اگر واژگونی کی غرض سے مراتب دنیا کی درخواست کرے پس تو حصول مراد کے لئے مادرِ خاک کو بالائے عرش کے قائم کردے یعنی دنیا کو پلٹ کر عرش بنا دے اور عرش کو خاک زمیں بنا دے حالانکہ مادر کو پدر پر فوقیت ناممکن ہے +

قصرِ جلالت ار کند قصدِ مدارِ آسماں
مطلعِ آفتاب را بر خطِ باختر نہی

دار ظرف کا صیغہ ہے یہاں مجازاً طوالت و درازی کے معنی ہیں۔ مطلع آفتاب مشرق سے مراد ہے
باختر مشرق و مغرب دونوں معنی میں مستعمل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیری بزرگی آسمان کی
درازی و کوتاہی کرے پس تو مشرق آفتاب کو خط مغرب پر رکھے یعنی اس درجہ کی کوتاہی
ہوجاوے کہ آفتاب کا مشرق و مغرب ایک ہوجاوے۔ دوم یہ کہ کند کا فاعل مدار ہے
اور مفعول قصر جلال ہے یعنی اگر بالفرض مدار آسمان تیرے قصر جلال کو کوتاہ کردیوے تو اس
شوخی و جرم کے عوض میں مدار آسمان کو ایسا کوتاہ کردیوے کہ مشرق خورشید ہی مغرب بنجائے

رفعتِ کوہِ حلمِ تو بر سرِ عرش قبہ زد
شاید اگر مجبرہ را در عوض کمر نہی

قبہ کو ہندی میں کلس کہتے ہیں۔ مجبر بمعنی کہکشاں۔ کمر بمعنی کمربند جسے پٹکہ کہتے ہیں مراد
کمرکوہ سے ہے اور وہ کریوہ کو چاک جو پہاڑ کے گردا گرد ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے جو تجھ تیرے تحمل کا
پہاڑ جسکی کلسی عرش پر پہنچ گئی ہے بلکہ عرش سے بھی گزر گئی ہے پس تجھے سزاوار ہے کہ کہکشاں
کو کمربند و کریوہ کو چاک خیال کرے +

چوں لبِ یار در دہاں شاخِ شکر رواں شود
گر کفِ پائے خویش را بر خسِ بے ہنر نہی

شاخ شکر مراد شاخ نبات سے ہے اور وہ شاخ کی سی صورت کے رشتے جو کوزہائے نبات پر
بند ہے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا شاخ مراد نیشکر سے ہے۔ رواں بمعنی جلدی جانا خلاصہ یہ ہے
اگر ہمارا ممدوح خس پامال پر پانو رکھے تو بیرواہ کی تاثیر سے خس ایسا شیریں ہوجاوے کہ شاخ
شکر بنجاوے اور لب معشوق کی طرح دہن عاشق میں جلدی چلا جاوے +

بخت امامتِ من از تختِ تو سرفراز شد
نامِ مرا چہ گردد ار بندۂ تاجور نہی

امام بمعنی پیشرا۔ تاجور بادشاہ کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مجھکو تمام شاعروں کی پیشوائی بسبب
قرب تخت و باریابی دربار کے حاصل ہوئی پس اب تجھے مناسب شایاں ہے کہ میرا نام تاجور و
بادشاہ اور شاعروں کا مقرر کردیوے کیونکہ میں تیرا بندہ و غلام ہوں +

قصیدہ رات کے بیان اور محمد شاہ تغلق کی تعریف میں

نماز شام کہ سلطانِ ہند یعنی ماہ
گرفت عرصۂ اقلیم ہند را بسپاہ

ہند مراد شب یا فلک نیلگوں سے ہے ۔ سپاہ اشارہ کواکب کی طرف ہے اور لفظِ شام کے بعد کُن محذوف ہے خلاصہ یہ ہے اے مخاطب نماز شام کی ادا کر کیونکہ ماہ و کواکب نکل آئے +

نداد چرخ ہندو قبائے مرا ورید +
کہ تا جمال نہ پوشید ترک زرد کلاہ

ہندو مراد شب سے ہے ۔ قبائے مروارید کثرت کواکب سے مراد ہے ۔ ترک زرد کلاہ دِن سے مراد ہے جسکے سر پر آفتاب کی ٹوپی ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبتک دن یا آفتاب غروب نہیں ہوتا کواکب نمودار نہیں ہوتے +

نمود جوہری شب بمشتری سودا
زمہر آنکہ درستِ زرش دہند پگاہ
زیاں ضماں شدہ در سودِ شب زمانے نیست
کہ بر درستِ زرش صبح صادقست گواہ

جوہری شب اشارہ ماہ کی طرف ہے باعتبار کثرت ستارگان کے ۔ سودا بمعنی خرید و فروخت درستِ زر آفتاب سے مراد ہے ضماں بمعنی ضمانت و ذمہ داری خلاصہ یہ ہے کہ جوہری شب نے مشتری سے سودا کیا اسواسطے کہ صبح کے وقت قضا و قدر کے کار کنندگان آفتاب کی اشرفی اُسے دینگے اے مشتری وہ اشرفی تو خرید لے لیکن مشتری اس خریداری میں حالتِ تذبذب میں تھا کہ جو چیز موجود ہے نہیں اُسے کیونکر خرید لوں پس اُسکی تسکین کے واسطے زمانہ ضامن بنا اور کہنے لگا کہ اے مشتری سودا شب میں کچھ نقصان نہیں ہے کیونکہ جوہری شب کی اشرفی دینے کی صبح صادق گواہ ہے +

گرفت روے زمیں را سرادقِ گلریز
چو چتر سایۂ حق آفتاب عرش پناہ

گرفت یعنی تسخیر کرلیا سرادق بمعنی سراپردہ وشامیانہ یہاں سرادق گلریز شب سے مراد ہے سایۂ حق وآفتاب عرش پناہ ممدوح سے مراد ہے معنی شعر ظاہر اس شعر سے گریز ممدوح کی طرف ہے ؛

	قضا توان و قدر قدر ستے کہ بر درِ او شہی گدا ے شود در زماں گدا ے شاہ	

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ممدوح ایسا قضا کی سی طاقت اور قدر کی سی قدرت والا ہے کہ اُسکی درگاہ کے دروازہ پر شاہان جبار گدا ہو جاتی ہیں یعنی اُسکے محتاج ہیں اور گدا فی الفور اُسکی بخشش سے شاہ وتونگر ہو جاتے ہیں ؛

	زہے کمان ترا تیر آسماں صد سپلے براے چرخ زمہ مشتری شدہ ہرماہ	

زہی بمعنی زہ یا زائد ہے تیر آسمان مراد عطارد سے ہے پتے بمعنی مرتبہ مہ بمعنی قمر مشتری بمعنی خریدار یعنی تیری کمان کے چلہ کے لئے عطارد ہر مہینے قمر سے خریدار فلک ہوتا ہے یعنی فلک کو خریدتا ہے تاکہ ممدوح کی کمان کا چلہ بنا دے ؛

	چو دیدۂ انجم از آں بر سر زند پیوستہ کہ پیش تخت تو چوں حاجباں نہند جباہ	

جباہ بمعنی پیشانی نہند کا فاعل انجم بمعنی ستارہ اسی سبب سے دیدہ کی مانند بر سر یعنی غالب ہیں کہ دربانوں کی مانند تیری تخت کی آگے پیشانی رکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیرا تخت عرش سے بھی یا وہ بلندی پر پہنچ گیا ہے اور کواکب اُسکے آگے اطاعت کا سجدہ کرتے ہیں ؛

	غبارِ خیل تو با خط دلبراں ماند کہ ہر دو گوشۂ خورشید میکنند سیاہ	

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ معشوقوں کا خط اُنکے آفتاب جیسے چہرہ کو سیاہ کر دیتا ہے اسیطرح تیری فوج کا غبار آسمان تک پہونچکر آفتاب کو سیاہ کر دیتا ہے بعض نسخوں میں بجائے لفظ خیل کے کلک پایا جاتا ہے پس غبار کلک سے تحریر خط مراد ہے اور خط غبار ایک قسم کے خط کا بھی نام ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ تیری قلم کے غبار اور خط معشوقان نے ہر دو گوشہ خورشید یعنی کاغذ و رخسارہ کو سیاہ کر رکھا ہے ؛

ز مہرِ بزمِ تو بر چار طاقِ زنگاری
ز زر سرخ عمودِ سحر زند خرگاہ

چارطاق ایک قسم کا خیمہ ہوتا ہے جسے راؤٹی کہتے ہیں مراد افلاک سے ہے۔ زرِ سرخ یہاں شفق سے مراد ہے۔ عمود بمعنی ستون چوب بمعنی خیمہ۔ عمودِ سحر سفیدی و روشنی سحر یا مراد خط طویل صبح یا شعاع خورشید سے ہے۔ خرگاہ بمعنی خیمہ خلاصہ یہ ہے کہ تیری مجلس کے آراستہ کرنے کے اشتیاق سے صبح کا عمود زرِ سرخ کا خیمہ آسمان پر لگاتا ہے تاکہ وہاں تیری مجلس ہو +

سحابِ دستِ تو ہر جا کہ گشت دُربارا‌ں
نباتِ رستہ شود چوں شکر بجائے گیاہ

خلاصہ یہ ہے تیرے ہاتھ کا بادل جہاں کہیں درباری یا گہرباری کرتا ہے وہاں گھانس کی جگہ شکر شیریں پیدا ہونے لگتی ہے +

شبانِ عدلِ تو در مرغزار قہاری
بہ شیر دادہ دہاں بند از دمِ روباہ

دہاں بند تعویذ کو کہتے ہیں جو بکریوں کی حفاظت کے لئے بھیڑیوں سے باندھتے ہیں خلاصہ یہ ہے جبکہ شیر روباہ کی دُم کو مُنہ میں لیتا ہے اور نہیں کھاتا یہی باعث ہے کہ تیرے عدل کی شباں نے شیر کے واسطے تعویذ لکھدیا ہے +

چو چنگ جملۂ رگہاش بر کنند ز پوست
برونِ پردۂ شرع از زند مخالف راہ

کشیدہ بودن رگ چنگ در پوست اُسکے تاروں سے مراد ہے۔ شین کی ضمیر مخالف کی طرف پھرتی ہے اضمار قبل الذکر مخالف بمعنی دشمن اور نیز پردہ کا نام ہے۔ بروں بمعنی ماسوا۔ زند کے معنی مجاز اُردو کے لئے گئے معنی شعر ظاہر +

کہم از ستارہ نمودہ بر آسمانِ قدرت
شکوہ قلعۂ قلعی عمارتت نہ تباہ

قلعہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس سے ارزیر پیدا ہوتا ہے اور ارزیر شیشہ و جست وغیرہ کو بھی

کہتے ہیں اور قلعہ قلعی نہ عمارت آسمانوں سے مراد ہے۔ تاہ بمعنی تہ معنی شعر ظاہر +

ہمیشہ تا سر زنجیر زلفِ یار بود چو ہندوے کہ بود سرنگوں زگوشۂ ماہ	
زرشکِ اشک اعادی زروے محنت باد چو برگ لالہ کہ ہر لحظہ مے فتد برکاہ	

خلاصہ یہ ہے کہ جبتک زلف یار کی ماہ رخسارہ پر آویزاں رہی یعنی قیامت تک دشمنوں کے چہرہ پر جو محنت قرین ہے حسرت کے اشک مانند برگ لالہ کے جو روئی کاہ پر پڑتا ہے رواں یعنی جاری ہیں +

قصیدہ قلعہ دہلی کی تعریف میں لکھا ہے

زہے حصار کہ دروے چہے بنا کردند فلک چو ریگ کبودی نمود در تگِ چاہ	

خلاصہ یہ ہے کہ وہ حصار عالیشان اسقدر بلند ہے اور عرش سے اتنا اونچا چڑھ گیا ہے کہ جب اُس میں چاہ کھودا تو اُسکے نیچے آسمان ایک ریگ کبود کی مانند معلوم ہوتا ہے +

ز شرم خواست فرورفتن آسماں بزمیں ولیک از سر مہر آفتاب گفتش مہ	

مہ مخفف مکن کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان شرم کے مارے زمین پر اُترنا چاہتا تھا لیکن آفتاب نے محبت کے مارے کہا ایسا نہ کر +

خدایگان سلاطین دیں محمّد شاہ شہے کہ روح امیں را بجز اوست شرہ	

روح امیں جبرئیل سے مراد ہے۔ شرہ حرص کے غالب ہونے کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

زہے ز جودِ تو پنجہ گرفت صورت شصت خہے بفکرِ تو نہ گشتہ از یکے تا دہ	

یعنی ممدوح جب تو اپنے ملازموں کو حکم دیتا ہے کہ اس محتاج کو پنجہ دیدو تو ملازم پنجہ سے مراد

اعداد پنجہ یعنی ساٹھ سمجھکر محتاج کو دیتے ہیں پس غرض یہ ہے کہ تیری بخشش کے سبب پنجہ نے ساٹھ کی صورت پیدا کر لی ہے اور مصرعۂ ثانی میں یہ صورت ہوگی کہ لفظ نہ کے اعداد بحساب ابجد پچپن ہوئے اور یکے سے مراد عدد واحد جسکا الف ہوتا ہے اور دہ سے مراد دس ہیں جسکی صورت الف و صفر کی ہوتی ہے اور جب اعداد مفردات ہندسہ ایک سے دس تک جمع کرتے ہیں تو پچپن حاصل ہوتے ہیں اِس طرح سے کہ ۱ + ۲ + ۳ + ۴ + ۵ + ۶ + ۷ + ۸ + ۹ + ۱۰ پس مجموعہ کل کا پچپن ہوا اور جاننا چاہیئے کہ ایک سے لفظ دہ تک کے اعداد جمیع اسمار کے نکالکر نعمیہ حاصل کرنا چاہیئے کہ لفظ یکے کے اعداد چالیس ہوتے ہیں اور لفظ چہل کے اٹھتیس عدد ہوتے ہیں اور صورت اٹھتیس کی آٹھ و تین ہے اور مجموعہ آٹھ اور تین کا گیارہ ہوتے ہیں اور یہ عدد لفظِ یا یعنی یائے اسمی کے ہیں اور (ی) کے دس عدد ہوتے ہیں پس لفظ دس کو تو سمجھنا چاہیئے پس تیرے فکر کی بموجب ایک کے واسطے نو ثبوت ہوئے۔ لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں اور تیری فکر سے دس کے نہ عدد ہوئے اور لفظ سہ کے پینسٹھ ہوتے ہیں پس پنج کو اپنے طور پر چھوڑ دیا پینسٹھ مراد لی کیونکہ ہر دو کے عدد برابر ہیں پھر اُس پنجہ کو اپنے حال پر رکھا اور اعداد پنجہ کا مجموعہ پنجہ و پنج ہوئے اور لفظ نہ کے بھی پنجاہ و پنج ہوتے ہیں پس لفظ سہ سے بھی نو حاصل ہوئے اسیطرح پانچ و چھ وغیرہ سے پچپن حاصل ہو جاتے ہیں جو لفظِ نہ کے اعداد ہیں پس حاصل مصرعہ ثانی کا یہی ہے کہ عجب تیرا فکر ہے کہ ہر گونہ ایک سے دس تک نو ہی حاصل ہوتا ہے ؎

زمیں بساطِ کفِ پائے تست زاں رو شد
چوں ہفت فرش مزعفر میان نہ خرگہہ

ہفت کی جگہ بعض نسخوں میں ہشت لکھا ہے اِس صورت میں یہ معنی ہونگے - ہشت فرش مزعفر آٹھ بہشتوں سے مراد ہے بعض کے نزدیک ہشت مزعفر زمین کے طبقوں سے مراد لیتے ہیں پس خلاصہ یہ ہے چونکہ زمین کا فرش تیرے قدموں کے نیچے ہے اسیواسطے زمین نو آسمانوں میں مثل ہشت بہشت کے ہے اور مفرح القلوب ہے - مزعفر جس میں زعفران پیدا ہوتی ہو - خرگہہ یعنی خیمہ مراد آسمانوں سے ہے ؎

حسود تیشہ چو در بیشۂ خلافت زد
نہاد بر سر خود دستِ خویش چوں برمہ

برمہ یعنی برما ایک آلہ کا نام ہے جس سے نجار و بڑھئی وغیرہ لکڑی میں سوراخ کرتے ہیں۔ دست بر سر نہادن بمعنی افسوس کرنا اور اپنی نادانی پر ندامت حاصل کرنا اور ظاہر ہی کہ برمہ آلۂ مذکور کے سر پر ہاتھ رکھا کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن تجھ سے عداوت کرنے سے سخت نادم ہی اب برمہ کی طرح سر پر ہاتھ رکھتا ہی اور افسوس کرتا ہی+

کسیکہ از دربار تو اجتناب کند
ازیں بتر چہ بود لا آلہ الا اللہ

خلاصہ یہ ہے جو شخص تیری درگاہ و دربار سے پرہیز کرنیوالا ہے تمام جہان میں اُس سے بدتر حیوان سگ و خوک کی مانند کوئی نہیں ہے اسمیں کچھ غلطی نہیں بلکہ غلط گوئندہ سے پرہیز کرتا ہوں اور اس قول سے قسم کھاتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ ہے+

بماں تو تا بابد در جہاں کہ تازہ تر است
جنابِ صدرہ آب تو از جناں صدرہ

سدرہ نام مقام حضرت جبرئیل کا ہے جسے سدرۃ المنتہےٰ کہتے ہیں۔ جناں بمعنی جنت۔ صدرہ بمعنی سو دفعہ خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو قیامت تک قائم رہو کیونکہ تیرا آستانہ مقام بازگشت و مرجع سدرۃ المنتہےٰ کا ہے اور تیرا آستانہ ایسا ہے کہ بہشت سے بھی کئی مرتبہ زیادہ تر و تازہ ہے

قصیدہ آفتاب کے نکلنے اور رات کے پوشیدہ ہونے کے بیان اور مدح ممدوح میں

باز از کلیچہ زر شد جیب صبح پارہ
شعر سیہ بدر کرد چرخ کبود خارہ

کلیچہ نان کو چک روغنی کو کہتے ہیں۔ کلیچۂ زر آفتاب سے مراد ہے اور صبح کی جیب پارہ ہو یا عبارت نموداری خطوط شعاعی کے یا خط طویل سفید صبح کے کہ صورت چاک گریبان کی ہی۔ شعر جامہ باریک ریشمی کو کہتے ہیں۔ شعر سیہ مراد شب سے ہے۔ خارہ بمعنی پارچہ و جامۂ موج دار خلاصہ یہ ہے کہ دوبارہ طلوع آفتاب نے خط طویل سپید صبح کا نمودار کیا اور فلکِ نیلگوں نے جامۂ شب کو عالم سے باہر کیا یا نکالدیا

شب را کہ بود حاملِ شیرش رواں شد از مہر
خاتونِ روزش آورد از لعل گاہوارہ

شب کو حامل روز کا کہتے ہیں اور شیر شب عبارت سفیدی صبح روشنی کواکب یا شبنم سے مراد ہے گہوارۂ لعل شفق صبح سے مراد ہے اور قاعدہ ہے کہ زن قریب زایندہ کے شیر پستان سے جاری ہوجا ہے خلاصہ یہ ہے کہ شب کا باعث محبت کے شیر رواں ہوگیا اور خاتون زن کاروانی شیر سے ولادت کا وقت عنقریب سمجھ کر اولاد یعنی آفتاب کے لئے گہوارہ لعل شفق کا تیار کر لایا یعنی رات جاتی رہی ستارے غایب ہوگئے اور صبح کی شفق نکل آئی +

بگریخت لشکر زنگ از حدِ چیں چو بگرفت
تیغ برہنہ در کف آں طفل شیر خوارہ

لشکر زنگ سیاہی و تاریکی کیطرف اشارہ ہے اور اگر اضافت لامی ہو تو کواکب سے مراد ہے حد چین قرب روز یا مشرق سے مراد ہے کیونکہ مشرق سے چین قریب ہے تیغ برہنہ خطوط شعاعی سے مراد ہے طفل شیر خوارہ مراد آفتاب سے ہے اور ثبوت شیر خوارگی کا باعتبار روشنی دن کی ہے معنے شعر ظاہر

بر روے شاہدِ خور کو مہر شاہ دارد
گوئی کہ شب سپند نو میکند دوبارہ

خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات جو مشہور ہے کہ صبح کے وقت ستارے گم ہوجاتے ہیں غلط ہے بلکہ اصل یوں ہے کہ آفتاب کو ممدوح کی محبت ہے اسو اسطے شب دفع نظر بد کے واسطے ستاروں کی سپند بنا کر آفتاب کے لئے جلاتا ہے +

سلطان ہفت اقلیم دارائے چار ملت
اے از حصارِ جاہت نہ قلعہ نیم بارہ

چار ملت چار مذہبوں حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مراد ہے نہ قلعہ نو آسمانوں سے مراد ہے بارہ دیوار حصار کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے قلعۂ مرتبہ کی رو برو نو آسمان تو مثل نیم دیوار کے ہیں اور تو ہر چہار مذہب کا رکھوالا ہے +

ہشتم رواقِ گردوں در طاقِ کبریایت
زریں ہزار شمعت در یک چراغ وارہ

رواق ایوان مرتبہ زو عیم کا بنا ہوا ہشتم رواق گردوں کرسی سے مراد ہے کہ تمام کواکب ثوابت اسکے ہیں جو ہے ظاہرالظہور داسمیرہیں چراغوارہ قندیل کو کہتے ہیں جس میں چراغ رکھتے ہیں تاکہ ہوا سے محفوظ رہے حاصل یہ ہے کہ تیری بزرگی کے ایوان میں فلک ہشتم ایسا چھوٹا سا ہے کہ ایک چراغوارہ و قندیل معلوم ہوتا ہے جس میں ہزار شمعیں روشن ہیں ؛

از خلق نافہ بویت فردوس یک شمامہ
از تیغ روضہ رنگت یک سبزہ زارہ

روضہ یعنی سبزہ روضہ رنگ یعنی سبزہ رنگ ۔ مصرعہ اول میں خوبی خلق اور مصرعہ ثانی میں قہر کا بیان ہے معنی شعر ظاہر ؛

خرد و بزرگ عصر اند در خلعت نوا ینگ
گہہ در ردائے زریں گہہ در قبائے خارہ

خلاصہ یہ ہے کہ سب شہر کے اعلے وادنے تیرے ہی بخشے ہوئے خلعت پہنتے ہیں چنانچہ کبھی چادر زریں اور کبھی قبائے خارہ پہنتے ہیں دوسرے معنے یہ ہیں کہ ردائی زرین دن سے مراد ہے اور قبای خارہ اشارہ شب کی طرف ہے یعنی زمانہ کی خرد و بزرگ شب و روز تیری ہی عنایت کی خلعت میں ہیں ؛

در طول و عرض ملکت باد آں چنانکہ باشد
زآں چار گوشہ تخت عالم یکے کنارہ

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا ملک طول و عرض میں ایسا کلاں ہوی کہ تمام جہان اسکے گوشہ و کنارہ کی برابر ہو

قصیدہ خربزہ کی چیستان اور مدح ممدوح میں

چہ چرخست آنکہ چوں گردد دو پارہ
فرو ریزد ازو عقد ستارہ

باعتبار مدور ہونیکے خربزہ کو چرخ قرار دیا چونکہ خربزہ کی قاشیں کرلیے ہیں اسواسطے دو پارہ کہا عقد ستارہ تخم خربزہ سے مراد ہے معنی شعر ظاہر ؛

بود ہر پارہ بدر یکہ گزیں کواکب
ہلالش را محاق افتد ہمارہ

پارہ نصف دایرہ خربزہ کو کہتے ہیں کواکب دنداں خورندگان سے مراد ہے ہلال قاش یعنی خربزہ کی پھانک کی طرف اشارہ ہے محاق یعنی کاستن ماہ ہمارہ مخفف یعنی ہمیشہ و دوام خلاصہ یہ ہے چونکہ ہلال کو کسوف نہیں ہوتا اسواسطے بطریق عجائبات کے کہتا ہے کہ وہ عجب چرخ ہے کہ ہر پارہ اُس چرخ کا ایک بدر ہے کہ کواکب دنداں سے اُسکی قاش کا ہلال کسوف میں ہوتا ہی یعنی ہمیشہ دندان کے نیچے گویا کسوف میں ہے +

	کمانے را کز و سازی بہ نخچیر زہ ہے پیدا شود از ہر کنارہ	

خلاصہ یہ ہے کہ جب تو اُس قاش کو تراشی تو اُسکے ہر کنارہ سے زہ پیدا ہوتی ہے +

	بہ طفلی تاج او از زر دہ دہ بہ پیری کسوتش زربفت خارہ	

طفلی مراد خامی و کوچکی سے ہے مثل نخود کے ورنہ جب اسے زیادہ کلاں ہوجاتا ہے تو گل زرد اُس سے گرجاتے ہیں زر دہ دہ یعنی خالص مراد گل سے ہے اور تاج زر خالص یہی گل سے مراد ہے جو زرد رنگ کا ہوتا ہے پیری پختگی اور کلانی سے مراد ہے زربفت خارہ جامہ ریشمیں موجدار کو کہتے ہیں

	چو او بچگان رومی کس ندارد نہاں در جوف زرّیں گاہوارہ	

بچگان رومی مراد تخم خربزہ سے ہے زرّین گہوارہ جسم خربزہ سے مراد ہے جو زرد رنگ کا ہوتا ہی معنی ظاہر +

قطعہ اپنے فخر میں

	نقشش ترہیں ندارو بر روے آسمان جز در شب چہاردہ او را نشاں کجاست	

یہہ مقولہ ممدوح کا ہے جو نشان بدر چاچی ہیں کہتا ہے چونکہ بدر شب چہاردہم میں ہوتا ہی اسواسطے بدر چاچی کو آسمان پر شب چہاردہم کے بدر سے تعبیر کیا معنی شعر ظاہر +

	بدر اہنست باز در خور بدرہ صد ہزار	

کاندر زماں چو او بزباں ور فتاں کجاست

دُر بالضم اشارہ ہے سخنان لطیفہ کی طرف خلاصہ یہ ہے اے بدر تو ماہ شب چہار دہم کا ہے اور لاکھ روپیہ کا بدرہ یا تھیلی تیرے ہی لائق ہے +

چوں بحر کاملست بہر فن بجوے فضل او
از لفظ او لطیفہ تر آب روان کجاست

بحر کامل ایک بحر کا نام جس میں آٹھ دفعہ متفاعلن آتا ہے جو بمعنی جستجو کرنا خلاصہ یہ ہے کہ بدر تلاش علم و فضل میں دریائے کامل کی مانند ہے +

در اہتمام شرع محمد بغیر او
مفتی با صلابت و حیدر بیاں کجاست

اہتمام بمعنی کوشش و کارپردازی او کی ضمیر بدرالدین کی طرف راجع ہے اور واضح ہو کہ مسائل شرعیہ میں قوت بیانیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہ اعلے درجہ کی تھی چنانچہ انکے حق میں حدیث واقع ہوئی ہے انا مدینۃ العلم و علی بابہا +

جز وے کہ بر کمانِ گماں بگزرد بصبح
تیر دعاش بر سپہر آسماں کجاست

وے کی ضمیر بدر کی طرف راجع ہے کمان اول بکاف تازی اور گمان بکاف فارسی خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ نے کہا بدر کی سوا ایسا شخص کہاں ہے کہ یقیناً اسکی دعا کا تیر سپہر آسمان سے گذر جاوے یعنی اسکی دعا قبول ہو +

آنرا کہ بادشاہ خطابش چنیں کند
سگ باشد ار ز خویش بپرسد کہ جاں کجاست

خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو بادشاہ فخر الزمان کا لقب عطا کرے اور ہمہ ان میں ممتاز فرماوے اور وہ شخص بادشاہ پر اپنی جان نثاری میں دریغ کرے تو بیشک وہ سگ یعنی کتا ہے غرض یہی ہے کہ میں بادشاہ پر اپنی جان نثار کرنے میں دریغ نہیں کرتا +

قصیدہ ہلال کی تعریف میں اور ماہ رمضان کی مبارکبادی میں

یا زود قوارہ است کہ بر جیب کبود است
یا بر سپہر سبز زہ بیجادہ کمان است

قوارہ ایک کپڑے کا نام ہے کہ درزی گریبان جامہ وپیراہن سے نکالتے ہیں یہ شعر ہلال کی تعریف میں ہے

معرض مشو از مصحف سیپارۂ روزہ
کو بر ورق جرم تو موجب امان ست
معنی شعر ظاہر

معرض بمعنی انکار کرنیوالا طغرا نشان کے معنی میں ہے جو فرمان پر ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ روزہ داری سے منکر نہو یعنی انکار نکر کیونکہ تیرے حق میں روزہ داری باعث امن وامان کا ہے

در چنگ مشو از چنگ کہ مو ریختہ زالیست
کژ گردن ویکساق کہ گیسوے کشان است

چنگ ایک ساز کا نام ہے جو خمیدہ پشت وکج گردن ہوتا ہے زال جسکے مو ریختہ یعنی زال جسکے بال باعث ضعف کے گری ہوئے ہوں خلاصہ یہ ہے کہ چنگ کی الفت ومحبت چھوڑدے کیونکہ وہ زال مو ریختہ کج گردن ویکساق ہے اور اُسکے بال لٹک رہے ہیں پس ایسی محبت کے لایق وقابل نہیں ہے

دف گوش دریدہ کہ بصد زخم طپانچہ
در چوب کشندش کہ ہم از راہزنانست

چوب اُس چوب سے مراد ہے جس سے دف بجاتے ہیں در چوب کشیدن تادیب کرنا اور مالش کرنا راہزن بمعنی چور اور راہ عرفاں سے باز رکھنے والی معنی شعر ظاہر

خدمت بدر بارگہہ پادشہی کن
کانجا ہمہ عدل وکرم وامن وامانست

امن بمعنی بے ہراس ہونا ایسا ہی امان کے معنی بھی بے خوف ہونیکے ہیں معنی شعر ظاہر

قصیدہ ہلال کی مبارکبادی اور مدح ممدوح میں

نعل بحران شہنشاہ ست یارب یا ہلال
یا بزیر شہپر سیمرغ سبز ابروی زال

یکران اسپ اصیل کو کہتے ہیں شہپر سیمرغ سبز آسمان کی طرف اشارہ ہے اگر یہاں زال رستم کے باپ سے مراد لیجاوے تو لفظ سیمرغ کے واسطے مناسب ہے ابروئے زال ہلال سے مراد ہے معنی شعر ظاہر ہے

یا کمانِ کہربا گوں بر زمرد گوں سپہر
یا زہ سیمیں کہ دوزد زنگی بر جیب آل

کمان کہربا گوں ہلال سے مراد ہے اور سپہر زمرد گوں اشارہ آسمان کی طرف زہ سیمین جسے ہندی میں کنٹھی کہتے ہیں مگر ہلال سے مراد ہے جیب آل بمعنی گریبان شفق معنی شعر ظاہر ہے

آں زماں کز آسمان چوگانِ سیمیں شد نمود
گوئے زرّیں بر سرِ میدانِ چرخ آورد حال

چوگان سیمین ہلال سے مراد ہے گوئے زرین اشارہ آفتاب کی طرف ہے حال آورد مراد غروب ہونے سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت ہلال نمودار ہوا آفتاب غروب ہوگیا

لولوے اندود بر بامِ فلک طشت کبود
غالیہ مے سود بر روئے زمیں بادِ شمال

طشت کبود آسمان سے مراد ہے غالیہ خوشبودار شے کا نام ہے جو مشک وغیرہ وغیرہ سے مرکب ہے خلاصہ یہ ہے کہ آسمان نے اپنے کوٹھے پر لولو آراستہ کئے ہیں اور باد شمال نے زمین کو خوشبودار کردیا ہے

کاے مناجاتی چو جام از ہجر روزہ خوں گری
وے خراباتی چو مے بر طبل عشرت زن دوال

مناجاتی بمعنی دعا کرنے والا مراد مرد پرہیزگار سے ہے گری گریستن کا امر ہے اور خون گریستن جام اس اعتبار سے کہا کہ میخواروں کا قاعدہ ہے کہ مے نوشی کے وقت شراب کے چند قطرے گرا دیا کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے اے پرہیزگاروں تمہاری قدر روزہ میں بہت ہوتی تھی اب وہ وقت چلا گیا پس تم اسکے ہجر میں جام کی طرح گریہ خونین کرو اور اے خراباتی رمضان کی جانے سے جو تمہاری مے نوشی کا مانع تھا شراب کی طرح عیش و عشرت کے قابض رہو

ہر کہ گوید مے حرامست خونِ او راداں حرام
ہر کہ گوید مے حلالست خونِ او راداں حلال

خلاصہ یہ ہے جو کوئی شراب کے حرام ہونیکا حکم دیوے اُسکے جسم میں اُسکا خون حرام سمجھو اور جو شخص حلال کہے اُسکے جسم میں اُسکا خون حرام جانو کیونکہ مذہب رنداں میں شراب کو حرام کہنا کفر ہے اسواسطے کہ شراب محبت الٰہی سے مراد ہے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ جو کوئی شراب کو حرام کہے اُسکا قتل و خون کرنا شرع کے نزدیک حرام ہے اور جو کوئی حلال کہے اُسکا قتل کرنا شرع میں ہی حلال ہے +

گر ترا با ہو است میلے از ہوا فگن الف
ور ترا با ماست میلے لام را افگن ز مال

ہو اسم ذات خداتعالی کا ہے اور ہوا ہوس نفسانی کو کہتے ہیں اگر ہوا کے آخر میں سے الف گرادیا جاوے تو ہو اسم ذات کا رہجائیگا اور مال میں سے لام گرادیا جائے تو مار رہجائیگا خلاصہ یہ ہے جب تو ہوای ہوس کو توڑ دے تو خدا سے واصل ہوجائیگا اور مال میں سے لام گرادیگا تو گویا ترک دنیا ہوگا یعنی تارک الدنیا بنجائیگا +

تا کشیدہ سر چو سوزن از دل آزاری خلق
نقش تحریر جلالش کے در آید در خیال

خلاصہ یہ ہے جب تک تو خلقت کی دل ستانے سے اپنی نموداری چاہیگا تو نقش جل جلالہ کا تیرے خیال میں کیونکر منقش ہو سکتا ہے +

قصیدہ عظمت قلعہ اور اُسکے معماروں کی تعریف میں

اے فلک ہیئت و ملک معمار
در نظر کعبۂ جناں آثار

خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کا محل فلک ہیئت ہے اور فرشتے اُسکے معمار ہیں اور نظر ناظرین میں از روے شرافت و تر و تازگی کے کعبۂ جناں آثار ہے +

خشتہا زرین آستانۂ تو
قلعۂ زرد نہ کبود حصار

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا آستانہ اسقدر بلند ہے کہ اُسکی خشت زرین نہ حصار فلک کی کلسی ہے بھلا غور کرنا

چاہیئے کہ اصل مکان کی بلندی کتنی کچھہ ہوگی ؛

عرصۂ نہ رواق و ہفت اقلیم
چار رکن ترا یکے دیوار ؛

عرصہ بمعنی میدان رواق محل کہ مرتبہ دویم میں بنایا جاوے نہ رواق نو آسمانوں سے مراد ہے چار رکن بمعنی چار دیواری خلاصہ یہ ہے کہ نو آسمانوں اور ہفت ولایت کی فراخی تیری چار دیواری کے سامہنے ایک دیوار کی برابر ہے ؛

کردہ روح الامیں چو حور العین
در و سقف ترا بدست نگار

حور العین سفید پوست فراخ چشم کی عورت کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جیساکہ حورین تیرے بام و در کو منقش کرتے ہیں ایسا ہی روح الامین یعنی جبرئیل اپنے ہاتھ سے نقش و نگار کرتے ہیں ؛

نقش ایوان تو بر آ و گذر
صوت سندان تو در آ و درار

صوت بمعنی آواز سندان تنگہ آہنی جسے ہندی میں کنڈا کہتے ہیں اور جسے دروازہ کے کواڑوں میں لگاتے ہیں تاکہ اگر صاحب خانہ کو اطلاع دینی منظور ہو تو کنڈا کھڑکا دیا جاوے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے محل پر یہ نقش کندہ ہو رہا ہے کہ اے دیکہنے والے آ اور ہمیرے گرداگرد گذر کر تماشا دیکھ اور تیرے سندان یعنی اہرن کی یہ آواز ہے کہ اے ناظرین سیر کے لیے اندر آؤ اور اوروں کو اپنے ہمراہ لے آؤ یعنی تیری نقوش ایوان کے دیکہنے سے ایسا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے کہ یہی دل چاہتا ہے کہ مکان کے گرداگرد پھر کر سب کو دیکھنا چاہیئے اور تیرے سندان کی آواز سے ایسا ذوق بڑہتا ہے کہ مکان کے اندر جاکر دیکھنا چاہیئے

عالماں از درون بگفت و بگوے
عاملاں از برون بگیر و بدار

خلاصہ یہ ہے کہ مکان کے اندر فاضل وعظ و نصیحت کرنے میں مصروف ہیں اور مکان کے باہر حاکم و عامل برسر حکومت ہیں ؛

خرم آباد نام گردشش شاہ
چوں ظہیر الجیوش شد معمارہ

جیوش جمع جیش بمعنی لشکر ظہیر الجیوش مراد ظہیرالدین سے ہے کہ تیاری مکان کا مہتمم تھا معنی شعر ظاہر ہے

یک شبہ ہست ایں دریچہ بدرش سفت
درخورِ گوش سروران دیار

خلاصہ یہ ہے یہ قصیدہ جسے مینے ایک شب میں بنایا ہے لایق سننے سرداران دیار کی ہی شبہ اور دریں صنعت ایہام ہے

قصیدہ معشوقان مجازی کی مذمت اور معشوق حقیقی کی تعریف اور گریز ممدوح کی طرف

زآں چشم گیر عبرت کآں در خمِ دو محراب
با مردمانِ سرمست آب ست بے نمازی

عبرت کسی کا حال تباہ دیکھکر خوف کرنا لیکن یہاں خوف کے معنے لیتے ہیں دو محراب دو ابرو سے مراد ہے، سرمست دو مردمک چشم کی طرف ہے آبی بمعنی منکر لیکن مراد بدکار و فاجر سے ہے اگر آبی می نوش کے معنی میں لیا جاوے تو سرمست کے واسطے لفظ مناسب ہے بے نمازی بطریق لقب کے ہے اس شخص کے لئے جو نماز نہیں پڑہتا خلاصہ یہ ہے کہ اس چشم سے ڈر اور خوف کر جو بدکار و بے نمازی ہے۔

زآں زلف گیر پندے کاوّل شکستہ دل شد
وانگاہ کرد از حسن با ماہ سرفرازی

خلاصہ یہ ہے کہ نصیحت شکستہ دلی کے زلف سے حاصل کر کہ پہلے تو وہ شکستہ دل ہوئے اور پھر حسن کے سبب سے ماہ پر سرفرازی حاصل کی ہیں تو بہی اگر تکالیف عشق میں شکستہ دل ہوگا اُسکے نتیجہ میں ماہ عشق حقیقی پر سرفرازی حاصل کریگا ؛

رویش نشانِ روز است آبا بر آں کنارہ
آشفتہ و دراز است شبہاش باد رازی

روز شبہ شبہاش مشبہ بہ کہ مراد زلف سے ہے عشاق کا لفظ محذوف ہے یعنی اُسکا چہرہ دن کی طرح روشن ہے اور ہم عشاق سے اُس معشوق کو کنارہ ہے یعنی ہم سے گوشہ گیر ہے اسی سبب سے اُسکی زلفیں آشفتہ و پریشان ہیں دوسرے معنی دلچسپ یہ ہیں کہ اگرچہ اُس معشوق کا چہرہ مثل دن کے درخشاں ہے لیکن اُس میں یہ قباحت ہے کہ کنارۂ رخسارہ پر شبہاے دراز آشفتہ و سیاہ

ہیں پس بری چیز دلبستگی کے قابل نہیں ؛

آندم کہ صورِ قہرش نائے عراق سازد
دستت نگیرد ای دل زلفِ بتِ طرازی

نائے عراق ایک قسم کی نے ہوتی ہے جسکی آواز نہایت بلند ہوتی ہے دست گرفتن بمعنی مدد کرنا طراز شہر چین میں ایک شہر کا نام ہے جو حسن خیز ہے خلاصہ یہ ہے جب نے قہر الٰہی کی پھونکی جاویگی اور قیامت کے آثار ظاہر ہوں گے تو معشوق کی زلف کچھ مددگار نہ ہوگی پس ایسی معشوق کی طلبگاری بیفائدہ ہی

دربارگاہِ شاہی خدمت گزیں کز امرش
موراں کنند ماری چغداں کنند بازی

خلاصہ یہ ہے اے مخاطب بندگی و اطاعت ایسی بادشاہ کی اختیار کر کہ فقط اُسکے ادائے حکم سے ضعیف قوی اور بے عقل لایق و ہوشیار ہوجاتے ہیں ؛

در سکۂ قبولش زرِّ خلاص گردی
گر نقدِ قلب خود را در نارِ غم گدازی

یعنی اگر اپنی نقدی دل کو جو بُری اور ناشایستہ اعمال کے سبب سے ناسرہ اور کھوٹا ہوگیا ہے اُسکی آتش عشق میں گداختہ کرے اور تکالیف عشق میں آزمائے تو بیشک وہ نقدی سکہ قبولیت میں زر خالص ہوجاویگی خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو اُسکے غم میں جیئے گا تو مقبول جہان کا ہوجاویگا ؛

بے واسطہ کند حق ہر صبح ایں خطابت
کائے تشنہ دل سوئے ما آ و ے مردہ دل بنازی

خلاصہ یہ ہے ہمیشہ صبح کے وقت حقتعالی مخاطب ہوتا ہے کہ ہماری طرف راغب ہو اور عبادت کر اور اے مردہ دل ہمارے غم کی آبحیات سے حیات ابدی حاصل کر۔ مردہ دل بباعث حرص دنیاوی کے ؛

زآں روز کآفتابت گردد سیاہ غم خور
تا پیش ہشت میداں بر عرش اسپ تازی

خلاصہ یہ ہے اُسدن سے ڈر اور اُسدن کا فکر کر جسدن آفتاب سیاہ ہوجاویگا تاکہ تو اُسکے خیال و غم سے عبادت کریگا اور بہشتوں سے بھی آگے نکلکر عرش پر جائیگا اور قرب الٰہی پاویگا اور راحت حاصل کریگا ؛

گر مدح شہ سرائی شبہا چو بدر حاجی
اطروبۂ بقا را ہر صبحدم نوازی

اطروبہ بالضم وہ چیز جو طرب میں لاوے اشارہ ساز مطربان کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے جیسا کہ ساز بجانے سے آواز میں آتا ہے ایسا ہی تیری بقا نوازش عبادت و مدح شہ سے تجھے حاصل ہوگی یعنی تو حیات ابدی پاویگا اور ہمیشہ باقی رہیگا +

گردد چو گل وجودت گر جبہہ اش ببینی
صد لک دہد بجودت گر سوے مال یازی

چون گل یعنی شگفتہ جبہ بمعنی پیشانی یازی صیغہ واحد حاضر کا یاختن سے ہے بمعنی دست درازی کرنا خلاصہ یہ ہے اے مخاطب اگر تو اس معشوق کی پیشانی تاباں دیکھ لیوے تو تیرے تمام وجود پر گل شگفتہ ہو جاویں اور اگر دیدار معشوق کی بعد تو ہاتھ اپنا مال کیطرف دراز کرے تو وہ معشوق حقیقی بکرم و جود تجھے کرور روپیہ دیدیوے تو +

آں تن کہ یکسر از خط شہ کشید سر
صد شاخ باد فرقش چوں شانہای رازی

سرکشیدن بمعنی منحرف ہونا صد شاخ یعنی پارہ پارہ رازی بادشاہزادہ کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص ذرا سی بھی تجھ سے سرکشی کرے اسکا سر شانہ رازی کی مانند پارہ پارہ ہو جاوے +

اے شاعر ار ندانی اکفا نوع اقوا
بر دفتر مصادر ہذا منم تو ہذی

اقوا قافیہ کے عیوب میں سے ایک عیب کا نام ہے اور وہ قافیہ کا باعتبار حرکات کے مختلف کرنا ہے نہ باعتبار حروف کے اکفا بالکسر عیوب قافیہ میں سے ایک عیب ہے کہ حرف روی یا قید کے مختلف ہو ویں خلاصہ یہ ہے اے شاعر اگر تو اقوا اور اکفا عیوب قافیہ تک کو نہیں جانتا اور شاعری کا دعوی کرتا ہی پس اس دفتر میں جو علم مصادر ہے میں مذکر ہوں اور تو مونث ہے۔ (واضح ہو کہ اقوا و اکفا بھی مصدر ہیں +

قصیدہ عظمت درگاہ و تخت و خیمہ کے وصف اور ممدوح کی مدح میں

اے حلقۂ درگاہت سر دائرۂ عالم

در یک تتق ملکت صد عرصۂ ملک جم

دائرۂ عالم آسمانِ اول سے مراد ہے سر دائرۂ عالم مراد عرش سے ہے تتق بالکسر خیمہ چیز کو کہتے ہیں صد مراد بسیار سے ہے جم مراد سلیمان سے ہی خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایسا ہے کہ تیری ایک گوشہ ملک میں ملک سلیمان جیسے سو میدان موجود ہیں اور تیری درگاہ کا حلقہ دائرہ جہان کی واسطے سر ہے ؛

اے پایۂ تخت را کرسی فلک ہشتم
وے دامن چترت را سایہ فلک الاعظم

را بمعنی برائے کے ہیں فلک ہشتم فلک اعظم جو خیمہ کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا تخت اسقدر بلند ہے کہ اُسکا ایک پایہ عرش ہے اور تیرا چتر اسقدر بلند ہے کہ اپنے دامن کا سایہ عرش پر ڈالتا ہے

سطحے کہ وقارت راست ہر نقطہ زخطِ او
کوہے است کہ در حرفش صد قاف بود مدغم

حرف را بمعنی برائے ۔ او کی ضمیر سطح کی طرف پھرتی ہے اور ضمیر شین کی کوہ کی طرف پھرتی ہے حرف بمعنی کنارہ قاف پہاڑ کا نام ہی مدغم بمعنی درج کیا ہوا خلاصہ یہ ہے کہ تیری مرتبہ کیواسطے وہ سطح ہے کہ ہر نقطہ اُس سطح کی خط کا ایک کوہ بلند و کلاں ہے اور اُسکے ہر کنارہ پر سینکڑوں کوہ قاف لپٹے ہوئے ہیں ؛

آں بحر گہر بار است دستت کہ بگاہ عد
بر سبزۂ شطِ او ست دریا فلکِ یک نم

عد بمعنی شمار شط بمعنی کنارہ ۔ شبنم مراد اندک معنی شعر ظاہر ؛

روزیکہ مہ رایت افراخت مہ رایت
حور از سر زلف خود بر بست بروپرچم

مہ رایت رائے و تدبیر و عقل ہے رایت ثانی ماہچہ سے مراد ہے جو طلا و نقرہ کا علم سر پر لگاتے ہیں خلاصہ یہ ہے جس روز تیری رائے کے ماہ نے علم کا ماہچہ بلند کیا حور نے اپنی زلف کا پرچم اُس علم پر لگا دیا ؛

گر قہر تو گرداند تاثیر ز خاصیت
ز آتش نہ ہراسد شیر و ز مے نگریزد غم

خلاصہ یہ ہے اگر ممدوح کا قہر خاصیت بدلدیوی تو آگ سے شیر نہ ڈرے اور نہ شراب سے غم رفع ہووے

سب جانتے ہیں کہ شیر آگ سے بہت ڈرتا ہے اور شراب پینے سے غم جاتا رہتا ہے +

آں جمعہ کہ از نامت لطفے نہ برد خطبہ
تکبیر اقامت باد با صور قیامت ضم

خطبہ حمد و نعت خطاب نصیحت و عظ اقامت تکبیر کو کہتے ہیں جو امام نماز کے واسطے کھڑا ہو کر پڑھتا ہے ضم بمعنی ملنا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جمعہ جو تیرے نام کے خطبہ سے لطف حاصل نہ کرے یعنی جس جمعہ میں کہ تیرا نام خطبہ میں داخل نہو اُس روز خدا ایسا کرے کہ قیامت آجائے اور تکبیر اقامت کے صور قیامت سے ملجاوے

ایں شاخ نبات است آں شوراب سر شک غم
ایں آب حیات است آں آب دہن از فم

شاخ نبات وہ شاخ کی صورت مصری کے کوزے جو رشتہ اور تاگے وغیرہ سے باندھے جاتے ہیں اور حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی قدس سرہ کی معشوقہ کا نام ہے شور آب آب تلخ کو کہتے ہیں شوراب سرشک خود سرشک معنی شعر ظاہر

ایں قہقہہ روح است آں قعقعہ کاغذ
ایں زمزمۂ داؤدی آں دمدمۂ اردم

روح بمعنی جان اور رحمت و قرآن اور نام حضرت عیسی علیہ السلام و جبرئیل علیہ السلام کا ہے قعقعہ آواز کاغذ کو کہتے ہیں دمدمہ نقارہ و دہول کی آواز کو کہتے ہیں اردم بروزن ہردم بمعنی سوراخ بزرگ و بمعنی زبون اور بعض نسخوں میں سردم ایک شخص کریہہ الصورت کا نام ہے معنی شعر ظاہر

ہر جا دہن مؤمن از فاتحہ فاتح شد
ترسا ے جنب باشد اردم زند از اردم

فاتحہ نام سورہ قرآن شریف کا ہے جسے سورہ الحمد کہتے ہیں ترسا بمعنی ترسندہ نصرانی و آتش پرست کو بھی کہتے ہیں جنب مرد بے غسل کو کہتے ہیں از لفظ شرط کا ہے مؤمن اپنی ذات سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت میرا سونہہ دعا کیواسطے کھلیگا میرا مخالف و مقابل خواہ دعوی ثنا خوانی کا ہے رکھتا ہو میرے سامہنے ایک کافر پلید و ناپاک معلوم ہوگا +

شہر یکہ زر و آرد در بارۂ داخولت

برتارکِ شیرِ چرخ سر پنجہ زند ہردم

بارہ بمعنی دیوار داخول شاخول کے وزن پر چھجہ وصفحہ جو اکابر وسلاطین کے درگاہوں پر بناتے ہیں شیر چرخ مراد برج اسد سے ہے چونکہ معمول ہے کہ بادشاہوں کے محلوں کے دروازوں پر شیر کی صورت چاندی یا سونے کی بنا کر کھڑے کر دیتے ہیں پس شاعر کہتا ہے کہ تیری بارگاہ کے دروازہ پر جو شیر کی صورت ہے برج اسد کے سر پر پنجہ مارتی ہے یعنی غالب ہے ؛

قصیدہ اس حسن مجازی کی ناپائداری معشوق حقیقی کی طرف توجہ اور مدح میں

تا کے اے ماہِ شفق پردۂ پروین سازی
شام را بر طرفِ روم پُر از چین سازی

ماہ اشارہ معشوق کی طرف ہے شفق مراد لبوں سے ہے پروین کنایہ دندان شام عبارت زلف روم مراد چہرہ سے ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق کبتک لبوں کو دندان کا پردہ بنائیگا یعنی خندہ نہ کریگا اور عاشقوں سے عنایت ولطف سے پیش نہ آئیگا اور زلف پرشکن کو کنارہ رخ پر دکھا کر دل عشاق کو بیتاب کریگا آخر الامر یہ فانی ہے ؛

خسرواں را کہ بجاں شیفتۂ وصل تواند
زآں دو بیجادۂ تر لقمۂ شیریں سازی

بیجادہ ایک قسم کا یاقوت ہوتا ہے مراد لبوں سے ہے معنی شعر ظاہر ؛

چشمِ خوباں نبود در خمِ نون جز سرِ صاد
الفِ قامتِ خود چند سرِ شیں سازی

خم نون مراد ابرو سے ہے سر صاد اشارہ چشم کی طرف ہے الف کنایہ قامت چند معنی کبتک سر شین کشش شین سے مراد ہے جو خمیدہ ہوتی ہے ؛

غمزۂ دوست سنانیست بزہر آلودہ
دل خود را ز سبب خستۂ ژوبیں سازی

ژوبین چھوٹے سے نیزہ کو کہتے ہیں جسکا سر دو شاخہ ہوتا ہے معنی شعر صاف ظاہر ؛

کوزۂ بادہ سفالیست بر آتشِ تر

سینۂ خویش چرا مشربِ غسلین سازی

مشرب بمعنی چشمہ غسلین وہ پانی جس سے زخم دہویا کرتے ہیں اور اُس چیز کو بھی کہتے ہیں جو دوزخیوں کے بدنمیں مثل خون وریم وغیرہ کی نکلتی ہی معنی شعر ظاہر ہیں

لیک سر سبحۂ اوراد ملایک گردد
مدحتے کز پئے سلطانِ سلاطین سازی

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ تو اوروں کی مدح کرتا ہے لیکن جب اس ممدوح کی مدد کرے تو ایسی طرح سے کر کہ سر تسبیح ملائک کا بنجاوے ؎

آستانِ درش آنروز توانی بوسید
کہ قدمہائے خود از تارک پروین سازی

خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ کی دروازۂ آستانہ کو تو اُسوقت بوسہ دے سکتا ہی کہ اپنے قدم کو سر پروین بناوی

قصیدۂ دیگر

اے مرغ صبح بال و پر افشاں کہ جاں گداخت
کز چنگ نالہ باز رہد دل بیک نواخت

خلاصہ یہ ہے اے سالک صبح خیز تعلقات دنیاوی کو چھوڑ دی تیری جان تعلقات دنیا سے گداختہ ہوگئی ہی اگر تیرا دل ایکبار ذکر خدا تعالی کا کریگا پس تو نالوں کی ہاتھوں جو غم سے تجھے لاحق ہوئے ہیں چھوٹ جاویگا

بر رُخ طپانچۂ احداث کجے خورد
آں کز دفا نواز دو با چنگ غم بساخت

خلاصہ یہ ہے جس شخص نے خدا تعالی کی محبت کا درد اختیار کیا اور غم کا باجہ بجایا وہ بہلا حادثوں اور مصیبتوں کا طپانچہ دف کی طرح کسطرح کہا سکتا ہے ؎

صبح از پے جنیبت خاصِ شہنشہی
این سبز خنگ را ز زر سرخ ساخت یاخت

خلاصہ یہ ہے صبح نے آسمان کو زر سرخ سے آراستہ و پیراستہ کر کے بادشاہ کی کوتل گہوڑی کی تیاری کی ہی

دوشینہ مرگ بر سر بالین خصم رفت
نوعیش خستہ یافت کہ کس را نمی شناخت

رفت و یافت کا فاعل مرگ ہے شناخت کا فاعل خصم ہے معنی شعر ظاہر ؛

قصیدہ حضرت عزوجل کی طرف توجہ

اے دل تیرہ ساغر غم کش
ساغر مے بروے خرم کش

خلاصہ یہ ہے اے دل دنیا کی حرص و دنیا کے فکر و غم دور کر اور حالت خوشی میں شراب محبت الٰہی کا پیالہ نوش کر

در ربا جام از کف موسیٰ
بر سر طور عشق دم دم کش

خلاصہ یہ ہے کہ مرشد کامل کی ہدایت سے محبت الٰہی کا جام حاصل کر لے اور اُس جام کو از روی اعلےٰ درجہ کے عشق کی نوش کر دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں جام از کف ربودن بمعنی غلبہ حاصل کرنا یعنی عشق کے باب میں موسیٰ علیہ السلام سے بھی غلبہ حاصل کر اور اُسکا فیضان بلندی عشق کے واسطے کر ؛

ایں گلیم از کلیم باز ستاں
در سر اہتمام بلعم کش

گلیم عشق سے مراد ہے کلیم موسیٰ کا لقب ہے یہاں مرشد کامل سے مراد ہے بلعم نبی اسرائیل کے عالم کا نام ہے جو مستجاب الدعوات تھا جس نے اپنی خواہش نفس کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کو دعائی بددی تھی جس سے موسیٰ علیہ السلام چالیس برس تک آوارہ و پریشان پھرتے رہے پھر وہ بلعم یوشع علیہ السلام کی بددعا سے مردود ہوا یہاں بلعم نفس سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلیم عشق الٰہی مرشد کامل کی استعانت سے حاصل کر اور نفس کو راہ ایمان پر لانیکا بندوبست کر یعنے نفس کا فر کو ایمان میں لا ؛

حور از قصور بیروں آر
روح را ز آستین مریم کش

خلاصہ یہ ہے اپنی جان کو جو دوئی کے نقصان میں پڑی ہوئی ہے نکال لے اور بعد روح اللہ کو دیر مریم سے ؛ یعنی خدا تعالیٰ کا جلوہ دنیا کی تمام اشیاء میں دیکھ لے بعضے کہتے ہیں حور مراد روح سے ہے قصور مراد عیب و نقصان سے ہے اور مصرع ثانی میں روح مراد عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور آستین مراد

آغوش سے ہے مریم مراد طبیعت سے ہے جو مقتضی معرفت ماسوا اللہ کے ہو حاصل یہ کہ معرفت حقتعالی کے فکر میں لذت نفس کو جلا کر اور اُسی میں مشغول رہو +

برکش از جیب عیسے آں سوزن
بشتراں را طویلہ در سم کش

طویلہ رسن دراز کو کہتے ہیں جو گھوڑوں کے پاؤں میں باندہتے ہیں یہاں قطار شتران سے مراد ہے سم بمعنی سوراخ سوزن و قطار شتران در سوراخ سوزن کشیدن محاورہ ہے کار دشوار لاحل کو ترتیب کرنا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے لایدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط یعنی کافر جنت میں داخل نہوں گے یہاں تک کہ شتر سوئی کے سوراخ میں داخل ہو یہ تعلیق امورات دنیا میں محال ہے مگر قدرت الٰہی کے نزدیک کچھ دشوار نہیں ہے غرض عیسی دل و جان سے مراد ہے سوزن اشارہ خیالات دنیا کی طرف ہے جو عروج مراتب عقبی کے واسطے مانع ہے شتران اعمال ذمیمہ کیطرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ خیال غیر کو دور کر اور اعمال ذمیمہ کو جنکا بہشت میں لانا یعنی نیک اعمال کر دینا گویا شتران کو سوزن میں سے نکالنا ہے داخل جنت کر +

صبح بسیار میزند خندہ
جیب او گیر سوے ماتم کش

یعنی اے مخاطب تو ایسا دنیا میں محو ہو رہا ہے کہ صبح ہی تیری غفلت پر ہنستی ہے بس تو اختیار کر نے محبت الٰہی سے ایسی حالت پیدا کر کہ صبح تیری حالت دیکھکر گریبان پارہ کر لیوے اور ماتمی ہو جاوے +

جلّ زرّینِ خنگِ چارم را
نیم شب در سرین ادہم کش

خنگ اسپ موسفید کو کہتے ہیں ادہم اسپ سیاہ رنگ کو کہتے ہیں مراد دل سے بباعث گناہوں کے تاریکی کی خلاصہ یہ ہے کہ بوقت نیم شب کے خورشید انوار معرفت الٰہی سے اپنے دل کو روشن و منور کرلے جل زرّین خنگ چارم مراد آفتاب +

قطعہ ممدوح کے اوصاف میں

اے محمد فر و حیدر دل و عباس شکو

آبتیں آب و سوید ید و جمشید لوا

محمد نام ممدوح کا ہے اور اسم مبارک پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے حیدر یعنی شیر درندہ و لقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ عباس شیر درندہ اور نام عم رسول اللہ کا ہے معنی شعر ظاہر +

دُر شد از ابر کف تو عوض نم باران
باز ماند است ازآں رو دہان دریا

خلاصہ یہ ہے چونکہ ابر دست سے برخلاف ابر ہائے جہان کے نم کی عوض میں گوہر بارندہ ہوئے ہیں پس دریا اسے دیکھکر حیران اور مونہہ کھلا کا کھلا رہگیا +

خامۂ صاحبِ دیوانِ تو در نظم امور
شب بروز آر ہلالی شدہ انگشت نما

خلاصہ یہ ہے کہ تیری کچہری کے حاکم کی قلم کاموں کے بندوبست میں اس نام سے مشہور ہوگئی شب کو دن کردینے والی +

گرد بر گرد یکے زنگیٔ زربفت سلب
رومیاں سر بسر آوردہ ہمہ ماہ قفا

خلاصہ یہ ہے تیری کچہری کے حاکم کی انگلیاں قلم کے گرداگرد ایسی معلوم ہوتی ہیں گویا زنگی زربفت لباس کے رومیاں ماہ قفا جمع ہوئے ہیں +

زرد ماریست سیہ سر کہ چو در کف آید
بررخ ماہ فشاند ز دہن مورچہا

زرد مار مراد قلم سے ہے سیہ سر باعتبار سیاہی آلود کے ماہ استارہ کاغذ کیطرف ہے مورچہا خط و سطریں وغیرہ

قطعہ دیگر

سایۂ حقے کہ شاہِ اختراں
بندۂ رائے تو گشت و درخور است

خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ظل اللہ یعنی خدا کا سایہ ہے کہ شاہ اختران یعنی آفتاب باعث تغلب تنویر رائے کے بندہ غلام ہوگیا ہے اور یہ بات اُسکی سزاوار ہے کچھ نامناسب نہیں ہے +

چرخ گر از تختِ تو در تاب شد

بحر ہم از دستِ تو کف بر سر است

تاب معنی بیتاب کف بر سر بودن مراد متحیر ہونا سر کوفتن بہی ماتم کی علامت ہے معنی شعر ظاہر ؛

تختت آں چرخے کہ در یک برج او
نہ فلک کمتر ز جرمِ اختر است

تخت کو ایک فلک قرار دیا اُسیکے واسطے برج کہا ؛

زیورش القابِ سلطانی بس است
ہر کجا در مصر جامع منبر است

ضمیر شین کی منبر کی طرف پہرتی ہے اضمار قبل الذکر کہتے ہیں جامع جمعہ مسجد کیطرف اشارہ ہے معنی شعر ظاہر

نہ محیطِ چرخ با آں چشمہا
آتشِ تیغ ترا خاکستر است

چشمہا اشارہ کواکب کیطرف ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی آگ ایسی تیز ہے کہ اگر نو آسمانوں پر پڑی تو
معہ کواکب کے جلا ہون کر خاک کر دیوے ؛

قطعہ دیگر

جم بہرام اصل حاکمِ ملک
اے کہ بہرامِ چرخ چاکر تست

جم مراد حضرت سلیمان سے ہے بہرام بہرام گور سے مراد ہے ممدوح جسکی اولاد میں سے ہے بہرام چرخ
مریخ کی طرف اشارہ ہے جو جلاد فلک ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح مریخ تیرا چاکر ہے اور تو ایک جم بہرام نژاد ہی

آسمانیکہ چار ماہِ نو است
بر زمیں میکشند اشقر تست

خلاصہ یہ ہے چار ماہ نو یعنی چار دن نعل سم گھوڑے کی زمین پر کہنچی لئے پہرتی ہیں وہ تیرا ہی گھوڑا ہے ؛

مشتری را بر آسمانِ جلال
نورِ خورشید ظلّ افسر تست

خلاصہ یہ ہے کہ ستارہ مشتری کے واسطے دبدبہ و بزرگی کی آسمان پر تیرے تاج کا سایہ نور خورشید ہے ؛

یعنی جیسا کہ آفتاب کے نور سے کواکب گم ہو جاتے ہیں اسیطرح تیرے تاج کے سایہ سے ستارہ غایب ہو جاتے ہیں

قطعہ ناصر الدین شاعر کی مذمت میں

ناصر الدیں کہ از غلو علو
مرقدِ خویش ساخت فرقد را
گفت فائق منم زجار الله
فضل بر نیک مے نہد بد را

غلو جہانتک ممکن ہو وصف بلند کرنا اور علم معنی کے اصلاح میں کمال مبالغہ کو کہتے ہیں مرقد بمعنی خوابگاہ اور مجازاً قبر کو کہتے ہیں فرقد ستارہ کا نام ہے جو قطب کے قریب ہے یعنے ناصر الدین غایت مبالغہ سے اپنی خوابگاہ عرش پر بناتا ہے یعنی بحد بلندی کا دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے مین جار اللہ زمخشر سے شہرت میں زیادہ ہوں اور غالب ہوں پس وہ بد نیک پر فضیلت کرتا ہے +

نیک باشد اگر دلش رنجد
بد رہ گر گفت نیکی صد را

خلاصہ یہ ہے چونکہ مینے بہت لوگوں کو نیک کہا ہے اور ناصر الدین کو برا پس اگر اس بات سے اُسکا دل رنجیدہ ہو تو خوب ہے دوسرے معنی یہ ہیں چونکہ مینے ممدوحکی بہت سی نیکیاں بیان کی ہیں اور اُسے کوئی ممدوح نہیں ملتا کہ مدح لکھے پس اگر اس بات سے ارسے حسد کے اُسکا دل رنجیدہ ہو تو بہت اچھی بات ہے +

چوں سلف را ہجا تواند کرد
خلفے کو نداند ابجد را

خلاصہ یہ ہے کہ متاخر اور پیچھے آنیوالا جو ابجد تک بھی نہیں جانتا قدما کی ہجو کیونکر کر سکتا ہے یعنی ناصر الدین جو متاخرین میں سے ہے اور جار اللہ زمخشری متقدمین میں سے ہے +

خاک بر فرق آنکہ از سرِ جہل
فرق نکند از روے عسجد را

رو بمعنی کانسی عسجد بمعنی یاقوت و زر خالص ناصر الدین کو کانسی اور جار اللہ زمخشری کو یاقوت و زر خالص مشابہ کیا معنی شعر ظاہر +

سنگ در چشم آنکہ نشناسد
از مسِ سوختہ زبرجد را

زبرجد سنگ قیمتی جواہرات میں سے مس سوختہ ناصرالدین زبرجد جاراللہ زمخشری معنی ظاہر +

اُف برآں راصدیکہ زیرِ حضیض
رتبے داد بُعدِ ابعد را

اُف وتف اہانت وحقارت کے کلمہ ہیں راصد بمعنی منجم اور بعد ابعد نام دائرہ کا ہے جو تمام آسمانوں سے بلند ہے خلاصہ یہ ہے اُس نجومی پر تف ہے کہ عالی کو سافل جانے +

سرِ کلکش چو مہ دوپارہ کند
ورقِ زردِ نہ مجلّد را

ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے کند کا فاعل سر کلک ہے ورق زرد آفتاب سے مراد ہے نہ مجلد مراد آسمانوں سے ہے اور ماہ کی پارندگی پر غایت معجزہ شق القمر کے ہے معنی شعر اظہر +

تا بروز و بشب مناسبت است
ہندو پیر و ترکِ امرد را

شب کو باعتبار ستاروں اور کہکشاں کے کہ موئے سفید ہیں ہندوی پیر کہا ترک امرد جوان سادہ رو مجازاً اُسکی مراد لی گئی ہے یہ شعر قطعہ بند ہے مضمون اسکا شعر آیندہ سے کھلیگا جسکے معنی صاف ہیں اسواسطے لکھا نہیں گیا

قطعہ بدر کو کھانے کے واسطے بادشاہ کا بلانا اور اُسکا عذر کرنا

گفتمش احتماء بیماری است
گفت در صحت تو امید است

احتما بمعنی پرہیز خلاصہ یہ ہے میں نے کہا بیماری کے سبب پرہیز کرتا ہوں بادشاہ نے فرمایا پرہیز نہ کرو کہا تو تمہاری تندرستی کی ہمیں اُمید کامل ہے +

قرصِ ما خور کہ بہ شوی آری
بدر فربہ ز قرصِ خورشید است

خلاصہ یہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ بدر خورشید سے فربہ ہوتا ہے اور تو ہی بدر ہے اور ہم خورشید ہیں تجھکو ہمارے فرض سے فربہی حاصل ہوگی۔ ظاہر ہے کہ خورشید سے ہی بدر کو کمال ہوتا ہی بموجب اسکے القمر مستفید من نورالشمس +

قصیدہ بخطاب مطلوب مقامات موسیقی ہیں

آخرِ شب رہ حسینی ساز
صبحدم پردۂ رہاوی گیر +

حسینی دوازدہ مقام موسیقی میں ایک مقام کا نام ہے جسکے گانے کا وقت آخر شب ہے اور رہاوی گانیکا وقت صبح سے طلوع آفتاب تک ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے مطلوب مقامات مذکورہ اور آیندہ کو اُنکی وقتوں میں گاؤ اور بعد اسکے ممدوح سے سرفرازی حاصل کر +

سپرِ زر بہ نیزہ چوں برسد
پردۂ راست گیری تاخیر

سپر زر مراد آفتاب سے ہے بہ نیزہ رسیدن ایک نیزہ کی برابر بلند ہونا راست پردہ کا نام ہے معنی شعر ظاہر

چاشتگہ در عراق ساز آہنگ
تا شوی بر سریرِ عیش امیر

عراق ایک پردۂ سرود کا نام ہے معنی شعر ظاہر +

بوسلیکی نواز بعدِ زوال
اے ضمیر تو آفتاب منیر

بوسلیکی پردہ کا نام ہے جو بعد زوال کے گایا جاتا ہے معنی شعر ظاہر +

روے گلگونِ خور چو زرد شود
سازِ عشاق و پندِ من بپذیر

عشاق پردہ کا نام ہے روی خور زرد شود جب دو گھڑی دن رہجاوے کیونکہ جب آفتاب قریب غروب ہونیکے ہوتا ہے تو زرد ہوجاتا ہے معنی شعر ظاہر +

وقتِ خفتن مخالفک بنواز

تا نکہ رفتہ با شدت شبگیر

مخالفک پردہ موسیقی کا نام ہے معنی شعر ظاہر +

در ع از پردہ صفاہان ساز
چوں شہاب افگند ز آتش تیر

صفاہان نام مقام پردہ موسیقی کا ہے شہاب یعنی ستارہ جو آگ کے شعلہ کی صورت آسمان سے گرتا ہی
خلاصہ یہ ہے کہ رات کو صفاہان گانا چاہیئے +

ساز ہنگام نیم شب اے ماہ
در نہاوند از قلیل و کثیر

نہاوند نام پردہ کا ہے مقامات موسیقی میں سے خلاصہ یہ ہے تھوڑا یا بہت آدھی رات کے وقت نہاوند گانا چاہیئے

و نگہی ہمچو چنگ بر درِ شاد
بنوازش در آ چو شکر و شیر

یعنی اے مطلوب بعد مقامات مذکورہ کے گانے کے جیسا کہ دروازہ شہ پر نوازش کیجاتی ہے اور شیر و شکر
نوازش میں آتی ہیں یعنی تقسیم ہوتے ہیں تو بھی نوازش میں آ اور حصول مراتب اعلے کا کر +

آنچناں کش برِ لطیفش را
کہ بنفشہ بروں دمد ز حریر

بر بمعنی سینہ اور ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے بنفشہ بمعنی نیلگوں اور حریر مراد حریر سفید سے ہی
کہ اشارہ ممدوح کی جسم سفید کیطرف ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق خوش اسلوب سینہ پاکیزہ ممدوح کو اپنی
بغل میں اسطرح بھینچ کہ زور مساس سے ممدوح کا بدن نیلگوں ہوجاوے +

لعل سیماب ریزش ار جوید
لبوے ذر سفتہ تو سیر

لعل سیماب ریز الہ مردی سے مراد ہے باعتبار نکلنے منی کے اور ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے ذر سفتہ
مکان مخصوص سے مراد ہے سیر بمعنی راضی اور قناعت +

کوش تا غنچۂ تو شیر شد

از سرِ خوانِ اُستخواں تا ثیر

غنچہ مراد فرج سے ہے شیر مراد منی خوان استخوان تا ثیر مراد آلت رجولیت سے ہے کہ حالت شہوت میں استخوان کی مانند سخت ہوجاتا ہے یعنے اے معشوق اگر ممدوح کا ذکر تیرے فرج کی طرف میل کرے تو بھی کوشش کرتا کہ تیری فرج بادشاہ کی منی کو جذب کرلیوے ان اشعار میں شاعر نے استہزا کیا ہے ؛

قطعہ مقاماتِ موسیقی کے بیان میں

اصلِ پردہ بجز دہ و دو نیست
راست و مایہ مخالف راست

پردہ اور نغمہ کی اصل مقام ہے اور وہ بارہ ہیں اور شعبہائے دیگر اُنکے فروع ہیں راست ثانی بمعنی درست دوازدہ مقام مذکورہ بالتفصیل یہ ہیں اوّل راست دوم مایہ لیکن کتب لغت اور موسیقی کے رسالہ میں مقام نہیں لکھا سوم مخالف ؛

از عراق و حسینی و عشاق
بوسلیک و مخالفک بنوا است

چہارم مقام عراق ۔ پنجم حسینی ۔ ششم عشاق ۔ ہفتم بوسلیک ۔ ہشتم مخالفک ؛

تو نہاوند در صفاہاں زن
وز رہاوی حساب خود کن راست

نہم نہاوند دہم صفاہان یازدہم رہاوی وغیرہ ؛

قصیدہ لیے استغنا اور مدح محمد وحمیں

ما گرچہ دریم قدم از قطرہ کمتریم
ملکِ دو کون را بیکِ جو نمی خریم

یم بمعنی دریا یم قدم اضافت تشبیہی ہے اس شعر میں بیان استغنا کا ہے معنی شعر ظاہر ؛

در بر کشیم دہرۂ قہر از میانِ حکم
چوں تیغ مہر نہ شکم چرخ بر دریم

در بمعنی اگر دہرہ را بمعنی وورانتی بعضی شمشیر کو چک کو کہتے ہیں دہرۂ قہر میں اضافت بیانی ہے خلاصہ یہ ہے

اگر میں سر قہر و غصہ میں آجاؤں تو نو آسمانوں کے شکم چیر ڈالوں +

از نوکِ رمح حلقہ رباے مہِ نوہیم
در نعلِ اسپ حلقہ کش گوشِ قیصریم

حلقہ کش گوش بمعنی فرمانبردار نیزہ بازوں کا قاعدہ ہے کہ میدان میں ترنج وغیرہ رکھکر نوک نیزہ سے اسکو اٹھا لیتے ہیں معنی شعر ظاہر +

انجا کہ عرضِ مرتبۂ خسرواں دہند
دارائے تخت مرتبۂ صد سکندریم

دہند کا فاعل قضا و قدر دارا بمعنی دارندہ صد اسکندریہ یعنی بہت سے سکندر معنی شعر ظاہر +

قطعہ مدح میں

یک دانۂ دُر لفظ ترا غبن فاحش ست
گر مشتری بنقدِ دو عالم کند بہا

خلاصہ یہ ہے اگر مشتری ایک دانہ دُرِ لفظ کی قیمت میں دونوں جہان بھی دے تو بھی تجھکو سراسر نقصان ہے،

حرزِ عزیمت ار سوے گردوں دمے دود
ماہی چرخ بر خطِ محور چو اژدہا

خلاصہ یہ ہے کہ اگر افسوں اور منتر تو آسمان کی طرف پھونکدیوے تو اسقدر امن و امان ہوجاوے کہ ماہی فلک خط محور میں اژدہا کی مانند بےخوف و خطر ہوجاوے +

ز انساب تست گوہرِ بہرامِ را شرف
ز القاب تست منبرِ اسلام را بہا

انساب آبا و اجداد سے مراد ہے گوہر بمعنی ذات۔ کہتے ہیں کہ محمد شاہ بہرام گور کی اولاد میں سے تھا القاب اُن کلمات سے مراد ہے جو حمد و ثنا پر شامل ہوں یا دعا جو جمعہ و عیدین کے خطبہ میں پڑہے جاتے ہیں بہا بمعنی رد شدہ معنی شعر ظاہر +

خنگے است مر ترا کہ ز شرق چو ہا کنی
در مغرب اوردہ نرسیدہ الف بہا

شرق بمعنی مشرق اور ہا ایک کلمہ ہے کہ چابکسوار گھوڑے کی تیز کرنیکے وقت بولتے ہیں خلاصہ یہ ہے خاص تیرے ہی پاس ایسا گھوڑا ہے کہ جب مغرق میں اُسکے تیز کرنیکے واسطے ہا کا لفظ تو کہے اب تک الف جو ہا کے آخر

ہیں ہے وہ سے متصل ہونے بھی نہ پائیگا کہ وہ تجھے مغرب میں جا داخل کریگا +

دعوائے مثل کرد عدو مثل آئنہ
از بند آہنی نتواند شدن رہا

مثل بالکسر بمعنی مشابہ و برابر ابتدا میں آئینہ آہن سے بنا تھا خلاصہ یہ ہے جیسا کہ آئینہ باعث پرتو و عکس کی برابری کا دعوی کرتا ہے اسیطرح جب تیرا دشمن بے اصل برابری کا دعوی کرتا ہے تو آئینہ کی مانند قید آہنی میں مقید ہو جاتا ہے اور اُس سے چھٹکارہ ہی نہیں پاسکتا +

آں مالہا کہ خصم زدیوان رزق خویش
در سالہا گرفت علیہا و مالہا

مالہا اول مال و اسباب و ثانی مالہا یعنی اُسکی واسطے ضرور ہے اور نقصان ہے اور نہیں ہے فائدہ علی واسطے نسبت ضرر کی اور مالہا میں واسطے فائدہ نفی کے ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح جو کچھ تیری دشمن نے کبھی رزق سے سالہا سال میں مال حاصل کیا ہے پس اُسکو اُسکے لینے سے ضرور نقصان ہے کچھ فائدہ نہیں ہے

طباخ ہلکت دشمن پُر آز را بدید
چوں از ناشتا ز سر خوان اشتہا

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن پُر آز و پُر حرص خوان اشتہا پر یوں ہی بیٹھا ہی اور ابھی کچھ بھی نہ کھایا تھا کہ باورچی موت اُس سے ملاقات کی یعنی موت آگئی +

بعد از ہزار سال ببام زحل رسد
گر پاسباں ز قصر تو خشتے کند رہا

بام زحل فلک ہفتم سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے رتبہ کا محل اسقدر بلند ہے کہ اگر پاسبان اُس محل کا ایک خشت نیچے کیطرف چھوڑ دے تو ہزار سال کے بعد فلک ہفتم پر پہنچے +

چوں مہر گرچہ سایۂ چتر سیاہ ماست
پیرایہ بند ششجہت و ہفت کشوریم

خلاصہ یہ ہے اگر چہ ظاہرا ہمارا رتبہ ایسا کم ہے کہ مانند آفتاب کے سایہ چتر سیاہ کے ہیں لیکن حقیقت میں اور ہر روے معنی کے تمام جہان کو زینت ہماری ذات سے ہے +

زالِ زمانہ گرچہ بدستانِ رستم است
سیمرغ را تمیمہ بازوے شہیریم

دستان بمعنی مکر و حیلہ اور رستم کے باپ زال کا لقب ہے تمیمہ بمعنی تعویذ خلاصہ یہ ہے اگرچہ زال راہ مکر و حیلہ [illegible] رستم کی مانند سب پر غالب ہے لیکن اُسکی زبردستی اور زور آوری مجھپر محال ہے وہ میرا مطیع رہیگا کیونکہ میں [illegible] ہزار درجہ زیادہ ہوں چنانچہ پدر رستم کے واسطے سیمرغ کی حفاظت تھی اور میں ایسا ہوں کہ سیمرغ کا [illegible] تعویذ ہوں +

گر مشتری غلام درِ ماست [illegible]
ور آفتاب جامِ کھنہ ماست [illegible]

مشتری ایک ستارہ کا نام ہے جو سعد اکبر ہے خلاصہ [illegible] اور آفتاب ہمارا جام بجاوے تو ہمارے واسطے لائق و مناسب ہے [illegible]

آنجا کہ [illegible] انتظامم زند دُر یم
وانجا کہ [illegible] علم عمارت زند دریم

چونکہ شرف دریا کا دُر سے اور انتظام شہر کا دروازہ ہے اسواسطے کہتا ہے کہ علم کے شہر اور فضل کے بحر کو بزرگی و شرف میری ہی ذات سے ہے +

بر یاد شاہد حرم آبادِ لایزال +
چوں صبح جامِ مہر بوقتِ سحر خوریم

خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی یاد میں سحر کے وقت مانند صبح کی جو جام خورشید پیتی ہے ہم جام محبت کا پیتے ہیں +

در امتثالِ امرِ عبادت الٰہ +
موقوف پنج نوبتِ اللہ اکبریم

عبودیت الٰہ مراد نماز و روزہ سی ہے پنج نوبت نماز پنجگانہ سے مراد ہے اللہ اکبر نماز کے وقت کی تکبیر کیطرف اشا[illegible]

وقتِ نماز خستہ و گریان و بیخودیم
گاہِ نیاز مفلس و محروم و مضطریم

خستہ مراد نیاز مند یعنی نماز کے وقت دوزخ کے خوف یا جوش محبت الٰہی سے عاجز اور گریاں و بیخود ہو جاتا ہو[illegible] اور اللہ تعالی کی درگاہ میں نیاز کے وقت مایہ عبادت سے مفلس و محروم و بیقرار ہو جاتا ہوں +

تمت